تعلیمُ الدِّین چھٹا حصہ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام

تعلیمُ الدِّین

چھٹا حصہ

قرآنِ پاک ناظرہ پورا کرنے والے بڑے بچوں کے لیے

عقائد | ضروری مسائل | فیشن | رسومات | کھیل کود

موبائل | انٹرنیٹ | آپ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حلیۂ مبارک | آداب

نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کے متعلق اسلامی تعلیمات

از

مفتی محمود مولانا سلیمان صاحب حافظجی

مدرسِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

و خادمِ حدیث شریف: دار الاحسان بارڈولی

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب	:	تعلیم الدین (چھٹا حصہ)
از	:	مفتی محمود صاحب بارڈولی
ناشر	:	نورانی مکاتب
صفحات	:	۲۹۶
طبعِ اول	:	رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ، م: اپریل ۲۰۲۲ء

ملنے کے پتے

نورانی مکاتب	8140902756 9909033145
مدرسۃ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت	9714814566 9898371086
دارالمکاتب کاپودرا	9712005458 9824289750
مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات۔	8140238304
مولانا بلال صاحب گودھرا	9726293096
ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات	9913319190 9904886188

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۱۹	پیش لفظ	✵
۲۱	چند ضروری اصطلاحات	۱
۲۴	قتال، جہاد، دہشت گردی کی حقیقت اور تعریف	۲
	پہلا باب: اسلامی عقیدے	
۲۶	اہلِ سنت و جماعت	۳
۲۷	ایمان کی حقیقت	۴
۲۷	کفر کی حقیقت	۵
۲۸	ایمان اور اسلام میں فرق	۶
۲۸	ایمان کے ارکان	۷
۲۹	اللہ تعالیٰ پر ایمان	۸
۳۲	نبیوں کی کچھ خاص خوبیاں	۹
۳۴	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بعض نامناسب خیالات	۱۰
۳۵	آسمانی کتابوں پر ایمان	۱۱
۳۵	آخرت پر ایمان	۱۲
۳۶	تقدیر پر ایمان	۱۳
۳۸	اہلِ سنت و جماعت کے عقائد کا خلاصہ: (۱) اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد	۱۴

۱۵	(۲) رسولوں اور نبیوں کے متعلق	۴۰
۱۶	(۳) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق	۴۰
۱۷	(۴) قرآن کے متعلق	۴۱
۱۸	(۵) فرشتوں کے متعلق	۴۱
۱۹	(۶) آخرت کے متعلق	۴۱
۲۰	(۷) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق	۴۴
۲۱	اہلِ سنت و جماعت دیوبندی	۴۶
۲۲	دارالعلوم دیوبند	۴۷
۲۳	علمائے دیوبند کی خصوصیات	۴۹
۲۴	تبلیغی جماعت کا تعارف	۴۹
۲۵	تبلیغی جماعت کے اصول	۵۰
۲۶	دوسرے فرقوں کے متعلق کچھ بنیادی باتیں	۵۲
	دوسرا باب: مسائل	
۲۷	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	۶۴
۲۸	جوان؛ یعنی بالغ ہونا	۶۶
۲۹	بچوں کو الگ الگ سلانا	۶۶
۳۰	غسل کرنا کب ضروری ہوتا ہے؟	۶۷
۳۱	غسل کے فرائض	۶۷
۳۲	غسل کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں	۶۸
۳۳	غسل خانہ میں پیشاب کرنا	۶۹

۳۴	وضو کے شروع میں بسم اللہ کی فضیلت	۶۹
۳۵	وضو سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنے کی دعا اور اس کا ثواب	۶۹
۳۶	وضو کا بچا ہوا پانی پینا	۷۰
۳۷	ووٹ کی نشانی کے ساتھ وضو	۷۰
۳۸	تنگ انگوٹھی کے ساتھ وضو	۷۰
۳۹	ننگا ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۷۱
۴۰	بیمار (معذور) کا مسئلہ	۷۱
۴۱	معذور بننے کی شرط	۷۱
۴۲	اذان کا جواب دینے کی ایک بہت بڑی فضیلت: جنت کا داخلہ	۷۳
۴۳	نماز باجماعت میں سورۂ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنے سے اللہ کی محبت حاصل ہونا	۷۴
۴۴	مسجد میں جاکر نماز جماعت سے پڑھنے کی عجیب فضیلت: اللہ کی طرف سے صلاۃ اور رحمت کا نصیب ہونا	۷۴
۴۵	نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں سب سے برا چور کون؟	۷۶
۴۶	ماسک (Mask) پہن کر نماز	۷۶

بناؤ سنگار اور فیشن کے مسائل

۴۷	دوسروں کی مشابہت اختیار کرنا	۷۷
۴۸	فیشن کے نقصانات	۷۸
۴۹	ٹیٹو بنانا یا اسٹیکر لگانا (Tattooing & Stickering)	۷۹
۵۰	مردوں کے لیے سونے چاندی اور آرٹی فیشل زیورات کا مسئلہ	۸۱

۵۱	ہاتھ میں چین، کڑا پہننا (bracelet)	۸۲
بالوں کے مسائل		
۵۲	حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال رکھنے کا طریقہ (Style)	۸۵
۵۳	نئ اسٹائل کے بال	۸۶
۵۴	داڑھی اور مونچھ کے متعلق مسائل	۸۷
۵۵	داڑھی کی شرعی حد	۸۷
۵۶	داڑھی کٹوانا	۸۸
۵۷	ڈاڑھی کی خوبیاں	۸۹
۵۸	مونچھیں کاٹنا	۸۹
۵۹	سینہ، پیٹ اور گردن وغیرہ کے بالوں کا مسئلہ	۹۰
۶۰	ناف کے نیچے کے بالوں کا مسئلہ	۹۰
۶۱	بغل کے بال کا مسئلہ	۹۱
۶۲	بدن کے دوسرے غیر ضروری بالوں کا مسئلہ	۹۱
۶۳	بالوں میں مہندی اور خضاب لگانا (Hair Dye)	۹۱
کپڑوں کے مسائل		
۶۴	لباس کا مقصد	۹۳
۶۵	لباس کا حکم	۹۳
۶۶	لباس کی بعض مکروہ صورتیں	۹۴
۶۷	لباس کیسا ہو؟	۹۶
۶۸	ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا	۹۶

۶۹	ٹوپی کے مسائل	۹۶
۷۰	عمامہ کا مسئلہ	۹۷
۷۱	عمامہ کی مقدار (سائز)	۹۸
۷۲	شملہ کی تعداد	۹۸
۷۳	شملہ کی مقدار	۹۸
۷۴	پگڑی کے رنگ	۹۹
۷۵	تصویر والے کپڑے	۱۰۰
۷۶	تصویر اور ڈیجیٹل تصویر کے مسائل	۱۰۰
۷۷	ڈیجیٹل تصویر	۱۰۱

منگنی اور نکاح کی مسائل اور رسومات

۷۸	نکاح کے متعلق احکام	۱۰۲
۷۹	ایک اہم نکتہ	۱۰۴
۸۰	نکاح کے فضائل	۱۰۵
۸۱	جو شخص نکاح نہ کر سکے وہ کیا کرے؟	۱۰۶
۸۲	نکاح کا پاکیزہ مقصد	۱۰۷
۸۳	نکاح کا حکم	۱۰۸
۸۴	رشتہ (منگنی) کرنا	۱۰۹
۸۵	شادی سے پہلے شادی کی نیت سے عورت کو ایک مرتبہ دیکھنا جائز ہے	۱۰۹
۸۶	دیکھنے میں ایک بے احتیاطی	۱۱۰
۸۷	منگنی (Engagement) میں لین دین	۱۱۱

۸۸	منگنی کے وقت کسی عالم سے دعا کرانا	۱۱۱
۸۹	منگنی کے بعد لڑکا اور لڑکی آپس میں کس طرح رہیں؟	۱۱۱
۹۰	عشق سے نکاح (Love Marriage)	۱۱۲
۹۱	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی شادی	۱۱۳
۹۲	والدین کا دل دُکھا کر رشتہ	۱۱۳
۹۳	نکاح کے لیے رشتہ پسند کرنا	۱۱۴
۹۴	خوب صورتی اور مال داری کو دیکھ کر رشتہ کیا تو!!	۱۱۵
۹۵	عزت، مال اور خاندانی شرافت کو دیکھ کر رشتہ کیا تو!!	۱۱۵
۹۶	ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا	۱۱۶
۹۷	دعوت نامہ (Invitation Cards) کا مسئلہ	۱۱۶
۹۸	شادی سے پہلے ڈریس کوڈ (Dress Code)	۱۱۶
۹۹	شریعت کی نظر میں مہر کی اہمیت	۱۱۷
۱۰۰	مہر کتنا مقرر کیا جائے؟	۱۱۸
۱۰۱	مہرِ فاطمی مقرر کرنے سے متعلق	۱۲۰
۱۰۲	کم سے کم مہر	۱۲۱
۱۰۳	مہر ادا نہ کرنے پر سخت وعید	۱۲۱
۱۰۴	نکاح کا اعلان	۱۲۲
۱۰۵	نکاح کے بعد کی دعا	۱۲۲
۱۰۶	نکاح کے بعد مصافحہ	۱۲۳
۱۰۷	نکاح کی وکالت کے مسائل	۱۲۳
۱۰۸	نکاحِ غائب میں وکیل بنانے کا مسئلہ	۱۲۴

۱۰۹	عورت کو نکاح میں وکیل بنانا	۱۲۴
۱۱۰	نکاح میں وکالت کے لیے گواہی ضروری نہیں	۱۲۴
۱۱۱	بغیر دعوت کے شادی میں کھانے جانا	۱۲۴
	متفرقات	
۱۱۲	مرنے والے کے کپڑے وغیرہ میراث تقسیم کرنے سے پہلے خیرات کردینا	۱۲۶
۱۱۳	مرنے کے بعد ''روح'' بھٹکتی رہتی ہے ایسا عقیدہ رکھنا	۱۲۶
۱۱۴	میت کے گھر صرف ایک دن کھانا پہنچانا چاہیے	۱۲۷
۱۱۵	بچوں کی سال گرہ (Birthday) منانا	۱۲۷
۱۱۶	قرآنِ مجید پر کوئی چیز رکھنا	۱۲۸
۱۱۷	قرآنِ کریم وغیرہ کے پرانے کاغذات کا کیا کریں؟	۱۲۸
۱۱۸	انسان پہلے بندر نہیں تھا	۱۲۹
۱۱۹	بعض ایسی غلط باتیں جو لوگوں میں مشہور ہیں	۱۳۰
۱۲۰	استخارہ کا معنی	۱۳۱
۱۲۱	استخارہ خود کرنا چاہیے	۱۳۲
۱۲۲	استخارہ کا سنت طریقہ	۱۳۲
۱۲۳	اگر لمبی دعا یاد نہ ہو یا وقت کم ہو تو!	۱۳۴
۱۲۴	نشے والی چیزوں کا استعمال کرنا	۱۳۵
	کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ کے مسائل	
۱۲۵	کھیل کود	۱۳۸
۱۲۶	کرکٹ کا کھیل	۱۳۸

۱۲۷	پرندہ کا کھیل	۱۳۹
۱۲۸	بچوں کے کھلونے	۱۳۹
۱۲۹	کھیل کے متعلق خلاصہ	۱۴۰
۱۳۰	گھوڑ دوڑ، تیراندازی اور دوڑنے کا حکم	۱۴۱
۱۳۱	موبائل	۱۴۱
۱۳۲	ویڈیو یا کمپیوٹر گیم کھیلنے کے نقصانات	۱۴۲
۱۳۳	انٹرنیٹ کیا ہے؟	۱۴۴
۱۳۴	انٹرنیٹ کا غلط استعمال	۱۴۴
۱۳۵	سوشیل میڈیا (Social Media) کا استعمال	۱۴۵
۱۳۶	سینیما اور فلم	۱۴۶
۱۳۷	بلو (Blue) اور سیکسی فلم	۱۴۷
۱۳۸	موبائل اور فلم	۱۴۸
۱۳۹	موبائل اور گانا (Music)	۱۴۸
۱۴۰	گانا، میوزک اور موسیقی	۱۴۸
۱۴۱	گانا گانے والے پر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت غصّہ	۱۵۰
۱۴۲	گانے بجانے کے خطرناک نقصانات	۱۵۳
۱۴۳	گانے سے بچنے والوں کے لیے اِنعامات	۱۵۵
۱۴۴	گناہ	۱۵۶
۱۴۵	ہَوَس (خواہش)	۱۵۶
۱۴۶	گناہ کے نقصانات	۱۵۶
۱۴۷	بڑے بڑے گناہ جن سے بچنا بہت ضروری ہے	۱۵۷

نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کے متعلق اسلامی تعلیمات

۱۴۸	نامحرم کو دیکھنا	۱۶۰
۱۴۹	نوکروں سے پردہ	۱۶۳
۱۵۰	مرد کے لیے محرم اور نامحرم عورتیں	۱۶۴
۱۵۱	مرد کے لیے محرم عورتیں	۱۶۵
۱۵۲	رضاعت ؛ یعنی بچوں کو دودھ پلانا	۱۶۷
۱۵۳	دودھ پینے کی وجہ سے رشتے داری	۱۶۷
۱۵۴	رضاعی دودھ کے رشتے میں بھی عزت اور اکرام	۱۶۸
۱۵۵	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی- بھائی بہن	۱۶۹
۱۵۶	رضاعی بہن کے ساتھ اکرام کا قصہ	۱۷۰
۱۵۷	زنا	۱۷۱
۱۵۸	جہنم کی آگ کے تندور میں چیخنے والیاں	۱۷۲
۱۵۹	زنا کے دنیوی نقصان	۱۷۳
۱۶۰	آخرت کے نقصانات	۱۷۳
۱۶۱	پرائی عورت کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا	۱۷۴
۱۶۲	ہاتھ سے منی نکالنا	۱۷۴
۱۶۳	ہاتھ سے منی نکالنے کے جسمانی نقصانات	۱۷۶

گناہ اور حرام کی چند صورتیں

۱۶۴	رشوت	۱۷۸

۱۶۵	رشوت کی بعض صورتیں	۱۷۹
۱۶۶	کام چوری	۱۸۱
۱۶۷	کاروبار اور ملازمت میں جھوٹ اور دھوکہ کی چند صورتیں	۱۸۳
۱۶۸	چوری کی چند مروجہ صورتیں:	۱۸۴
۱۶۹	ناحق مال وصول کرنے کی چند صورتیں	۱۸۶
۱۷۰	جُوا (سٹّا) کی صورتیں:	۱۸۷
۱۷۱	گناہ سے بچنے کا علاج	۱۸۸
۱۷۲	ایک بزرگ کا اپنے نفس کو ایک بات کہنا	۱۹۰
۱۷۳	توبہ	۱۹۰
۱۷۴	توبہ کے بڑے بڑے فائدے	۱۹۰
۱۷۵	حلال روزی کمانے کی فضیلت	۱۹۱
۱۷۶	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلال روزی کمانے کے واقعات	۱۹۴
۱۷۷	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بکریاں چرائیں	۱۹۵
۱۷۸	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تجارت کے لیے سفر	۱۹۶
۱۷۹	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجارت میں حصہ داری (Partnership)	۱۹۶
۱۸۰	آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وعدہ پورا کرنے کا عجیب واقعہ	۱۹۷
۱۸۱	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے لیے پیش کش (Offer)	۱۹۸
۱۸۲	سچائی	۲۰۰
۱۸۳	سچ بولنے کا بہترین بدلہ: ایک واقعہ	۲۰۳
۱۸۴	مخلوق کی خدمت: ایک اہم کام	۲۰۵
۱۸۵	لوگوں کی خدمت کے کام	۲۰۷

۱۸۶	سماجی خدمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت	۲۱۰
	تیسرا باب: سیرت	
۱۸۷	ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک	۲۱۳
۱۸۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب صورتی	۲۱۴
۱۸۹	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک	۲۱۴
۱۹۰	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک جسم کی خوشبو	۲۱۵
۱۹۱	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک	۲۱۵
۱۹۲	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک	۲۱۵
۱۹۳	پیشانی مبارک	۲۱۶
۱۹۴	آنکھ مبارک	۲۱۶
۱۹۵	بھنویں اور پلکیں	۲۱۷
۱۹۶	ناک مبارک	۲۱۷
۱۹۷	منہ مبارک	۲۱۷
۱۹۸	لعاب مبارک	۲۱۸
۱۹۹	دانت مبارک	۲۱۸
۲۰۰	ہنسنا	۲۱۸
۲۰۱	گال مبارک	۲۱۹
۲۰۲	کان مبارک	۲۱۹
۲۰۳	گردن مبارک	۲۱۹
۲۰۴	جوڑ مبارک	۲۲۰

۲۰۵	کندھے مبارک	۲۲۰
۲۰۶	بغل مبارک	۲۲۰
۲۰۷	سینہ مبارک	۲۲۰
۲۰۸	پیٹ مبارک	۲۲۱
۲۰۹	کمر مبارک	۲۲۱
۲۱۰	نبوت کی مہر	۲۲۱
۲۱۱	کلائی مبارک	۲۲۲
۲۱۲	ہتھیلی مبارک	۲۲۲
۲۱۳	پیاری انگلیاں	۲۲۲
۲۱۴	پنڈلی مبارک	۲۲۳
۲۱۵	پیر مبارک	۲۲۳
۲۱۶	ایڑی مبارک	۲۲۳
۲۱۷	چال مبارک	۲۲۳
۲۱۸	چلنے کا نرالا طریقہ	۲۲۴
۲۱۹	پسینہ مبارک	۲۲۴
۲۲۰	نورانی داڑھی مبارک	۲۲۵
۲۲۱	مونچھ مبارک	۲۲۵
۲۲۲	بال مبارک	۲۲۶
۲۲۳	مانگ	۲۲۶
۲۲۴	بالوں میں سفیدی	۲۲۶
۲۲۵	خضاب	۲۲۷

۲۲۶	تیل	۲۲۷
۲۲۷	حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق مبارک	۲۲۸
۲۲۸	ہر وقت فکر وغم	۲۲۸
۲۲۹	خاموشی	۲۲۸
۲۳۰	بات شروع کرنا اور ختم کرنا	۲۲۸
۲۳۱	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات	۲۲۹
۲۳۲	اللہ کی نعمت کی قدر	۲۲۹
۲۳۳	اشارہ	۲۲۹
۲۳۴	گھریلو زندگی	۲۲۹
۲۳۵	دین کی بات دوسروں کو سکھانے کا حکم	۲۳۰
۲۳۶	لوگوں کی ضرورت اور خدمت	۲۳۱
۲۳۷	صحابہ رضی اللہ عنہم کی خبر	۲۳۱
۲۳۸	اچھے کام میں حوصلہ بڑھانا اور برے کام کا حوصلہ توڑنا	۲۳۲
۲۳۹	اطمینان	۲۳۲
۲۴۰	محفل ومجلس	۲۳۳
۲۴۱	سخاوت	۲۳۴
۲۴۲	اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا مزاج اور پیاری پیاری زندگی	۲۳۴
۲۴۳	صبر اور برداشت	۲۳۶
۲۴۴	کسی کو تکلیف نہ پہنچانا	۲۳۶
۲۴۵	نرمی اور محبت	۲۳۶

۲۴۶	لوگوں کی تعریف	۲۳۶
۲۴۷	بدلہ دینا	۲۳۷
۲۴۸	بات چیت بند کرنا	۲۳۷
۲۴۹	ملاقات	۲۳۸
۲۵۰	کھانا پینا	۲۳۸
۲۵۱	کھانے کا طریقہ	۲۳۸
۲۵۲	حضور ﷺ کی خاص خاص کھانے کی چیزیں جو ہمارے لیے بھی بہت فائدے والی ہیں	۲۳۹
۲۵۳	پھل (Fruits)	۲۴۴
۲۵۴	سبزیاں (Vegetables)	۲۴۵
۲۵۵	اناج (Cereals)	۲۴۶
۲۵۶	کھانے کی میٹھی چیزیں (Sweet Dishes)	۲۴۸
۲۵۷	مشروبات (Drinks)	۲۴۹
۲۵۸	کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق اسلام کی بنیادی ہدایات	۲۵۱
۲۵۹	صحت (Health) کے لیے ضروری	۲۵۲
۲۶۰	ہڈیوں کے لیے ضروری نصیحت	۲۵۶
۲۶۱	کان کے لیے ضروری نصیحت	۲۵۶
۲۶۲	آنکھ کے لیے ضروری نصیحت	۲۵۷
۲۶۳	دانتوں کے لیے ضروری نصیحت	۲۵۸
۲۶۴	امام شافعیؒ کا ایک ملفوظ	۲۵۹
۲۶۵	برتن کا استعمال	۲۵۹

چوتھا باب: آداب و اخلاق

۲۶۶	سوکر اٹھتے وقت کے آداب	۲۶۱
۲۶۷	استنجا کے آداب	۲۶۱
۲۶۸	تھوکنے کے آداب	۲۶۴
۲۶۹	چھینکنے کے آداب	۲۶۴
۲۷۰	ناخن کاٹنے کے آداب	۲۶۵
۲۷۱	سر میں تیل ڈالنے کے آداب	۲۶۶
۲۷۲	سر میں تیل لگانے کا سنت طریقہ	۲۶۷
۲۷۳	زیتون	۲۶۷
۲۷۴	مسواک کے فائدے اور آداب	۲۶۸
۲۷۵	سواری (گاڑی، بائک، ٹرین، پلین وغیرہ) کے آداب: سفر شروع کرنے سے پہلے کے آداب	۲۶۹
۲۷۶	سفر کی دعائیں	۲۷۰
۲۷۷	منزل پر پہنچنے کے آداب	۲۷۴
۲۷۸	سفر سے واپسی کے آداب	۲۷۴
۲۷۹	تیز گاڑی چلانا	۲۷۵
۲۸۰	میت کے گھر تعزیت کے لیے جانے کے آداب	۲۷۷
۲۸۱	تقریر، بیان اور دینی مجلس اور تعلیم میں جانے کے آداب	۲۷۸
۲۸۲	قرآن کے آداب	۲۷۹
۲۸۳	تہجد کے آداب	۲۸۰

۲۸۴	تہجد کی فضیلت	۲۸۱
۲۸۵	جمعہ کے اعمال وآداب	۲۸۳
۲۸۶	جمعہ کے بعد تجارت اور کمانے میں برکت	۲۸۵
۲۸۷	بیٹھنے کے آداب	۲۸۶
۲۸۸	لین، دین کے آداب	۲۸۷
۲۸۹	دعا کے آداب	۲۸۷
۲۹۰	اسلام میں دوسری قوموں کے حقوق	۲۸۹
۲۹۱	اسلام میں وطن کی محبت	۲۹۲
۲۹۲	وطنِ عزیز بھارت میں مسلمانوں کے ملکی فرائض	۲۹۳
۲۹۳	دوسرے دھرم کے لڑکے لڑکیوں سے شادی کے مسائل	۲۹۵

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الذی قال: نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ نَبَاَهُمۡ بِالۡحَـقِّ‌ؕ
اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًى ۖ ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا
رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا۟ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰهًـا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾
والصلوة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین الذي قال :سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ
اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَاظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ - وفيه: وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ...(البخاري)
وعلی اٰله وصحبه وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين: اما بعد

اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے "تعلیم الدین" کے نام سے مکتب میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے لیے چھ حصے وجود میں آئے، پہلے پانچ حصے لڑکے اور لڑکیاں، مردوں اور عورتوں کے لیے مشترک رکھے گئے؛ البتہ چھٹے حصے کے دو حصے کیے گئے، لڑکیوں والا حصہ الحمد للہ! شائع ہوا اور اللہ نے اسے خوب مقبولیت عطا فرمائی، اب یہ لڑکوں والا حصہ آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ امّت کے ہر ہر مسلمان کے لیے اور خصوصاً نوجوان مردوں کے لیے بے انتہا مفید ہے۔

ویسے تعلیم الدین کے یہ چھ حصے ہر ہر مسلمان کو بار بار پڑھنا چاہیے، ایک مسلمان کے لیے بنیادی طور پر جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے اس کو اس میں سمیٹا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس سلسلے کو بے انتہا قبول فرمائے، اپنی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ بنائے، پورے عالم میں اس کے فیض کو جاری وساری، قائم ودائم فرمائے، مسلمانوں کی موجودہ اور آنے والی نسل اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے اس کو دین سیکھنے کا اور دین پر عمل کرنے کا ذریعہ بنائے؛ خصوصاً ایک مسلمان کو جن

چیزوں کا کرنا ضروری ہے وہ جان کر اس پر عمل کرنے کا ذریعہ بنائے اور جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے اس سے بچ کر کے اپنے آپ کو حرام سے اور گناہوں سے بچانے کا ذریعہ بنائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے نورانی مکاتب کو اور اس کی تمام شاخوں کو بے انتہا قبول فرماوے، صبحِ قیامت تک ہر خیر کے ساتھ جاری وساری فرماوے اور پورے عالم میں اس کے فیوض کو عام فرماوے اور آخرت میں ہم سب کے لیے اہل القرآن ہم اہل اللہ وخاصتہ میں شمولیت کا ذریعہ بناوے۔

جن لوگوں نے اس کام میں جس طرح کا بھی حصہ لیا اور تعاون کیا ان سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بناوے، آمین۔

نصاب علاقہ، حالات اور زمانہ کے حساب سے تبدیلی کو چاہتا ہے، موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر ہم نے اِس چھٹے حصے میں مضامین کو ترتیب دیا ہے، آئندہ حالات کے پیشِ نظر اس میں کمی وبیشی اور اضافہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

امت کے مستقبل کے فکرمند حضرات اِن چھے حصوں کے مضامین کو دیکھ کر ہمیں مفید مشوروں سے نوازیں کہ اس میں کن مضامین کا اضافہ یا کن مضامین کی کمی کرنا مفید ہوگا؟ ان شاء اللہ! ہم آپ کے ممنون مشکور ہوں گے اور امّت کے ایمان واسلام کے حفاظت کے اس عظیم کام میں آپ کا بھی ایک حصہ لگ جائے گا جو آپ کے لیے بھی ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

(مفتی) محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

۱۶/رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ

مطابق: ۱۷/اپریل ۲۰۲۲ء

حال نزیل: مکۃ المکرمہ حرمِ مقدس

چند ضروری اصطلاحات

سوال: مدرسہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مدرسہ کا معنی ہوتا ہے کہ: سبق (પાઠ, lesson) پڑھانے کی جگہ، تعلیم کی جگہ۔

سوال: مکتب کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہاں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے، گاؤں میں، محلوں میں جو چھوٹی چھوٹی دین کی تعلیم کی جگہیں ہوتی ہیں جہاں بچوں کو قرآنِ مجید ناظرہ اور اسلام کی بنیادی (પ્રાથમિક, Primary) ضروری باتیں سکھائی جاتی ہیں کہ ایک مسلمان کو کیسے مسلمان بن کر رہنا ہے، جہاں یہ تعلیم دی جاتی ہے اس کو ''مکتب'' اور چھوٹا مدرسہ بھی کہتے ہیں۔

سوال: جامعہ اور دارالعلوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جہاں دین کی اعلیٰ اور اونچی تعلیم دی جاتی ہو، جس میں پڑھنے والے بچے قرآن، حدیث، مسائل اور عقیدہ اس طرح بہت سارے دینی و شرعی علوم سیکھتے ہوں، وہاں رہنے اور کھانے کا بھی انتظام ہو؛ اگرچہ بہت سے مدرسے ایسے بھی ہونے لگے کہ جہاں لڑکے گھر سے آتے جاتے ہیں اور اونچی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ایسے دارالعلوم اور جامعات میں لڑکے ''مولانا، عالم، مفتی'' وغیرہ کی ڈگری لیتے ہیں۔

سوال: حافظ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حافظ کا معنی ہے: حفاظت کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

جو شخص قرآنِ پاک کو زبانی یاد کرلے اور آئندہ بھی یاد رکھے اس کو ''حافظ'' کہتے ہیں۔

ایسے تو کسی علم یا کتاب کو زبانی یاد کرنے والے کو بھی ''حافظ'' کہہ سکتے ہیں؛ جیسے: بخاری شریف کے حافظ، حدیث شریف کے حافظ۔

سوال: عالم کسے کہتے ہیں؟

جواب: عالم کا معنی ہے: جاننے والا۔

جو شخص کسی بڑے مدرسہ سے دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کرے آج کل کی زبان میں اس کو ''عالم'' کہتے ہیں۔

علومِ دینیہ کا بڑا حصہ جو شخص جانتا ہو وہ عالمِ دین ہے؛ خواہ عربی زبان کا ماہر ہو یا نہ ہو۔

سوال: مفتی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مفتی کا معنی ہے: شریعت کا حکم بتلانے والا۔

قرآن، حدیث، صحابہ کی باتیں اور عمل، فقہ کے اصول اور قواعد اور جزئیات کے بڑے حصے پر نظر رکھتے ہوئے امّت کی رہنمائی کرے اور ساتھ ہی نئے پیش آنے والے مسائل کو اِن علوم کی روشنی میں حل کرنے کی جو عالم

صلاحیت رکھتا ہو اسے ''مفتی'' کہتے ہیں۔

اس کے لیے کسی مدرسے یا دارالافتا سے کورس کرنا اور کسی ماہر مفتی صاحب سے مشق کرنا ضروری ہے۔

سوال: قاری کسے کہتے ہیں؟

جواب: قاری کا معنی ہے: پڑھنے والا۔

تجوید کے قواعد کے مطابق صحیح قرآنِ کریم پڑھنے والے کو'' قاری'' کہتے ہیں۔

قاری کے لیے قرآن کا حافظ ہونا ضروری نہیں ہے، جو شخص بھی تجوید کی پوری رعایت کے ساتھ قرآن پڑھے وہ ''قاری'' ہے۔

سوال: ''شیخ الحدیث'' کسے کہتے ہیں؟

جواب: شیخ الحدیث کا معنی ہے: حدیث پڑھانے والا، حدیث شریف کا گہرا علم رکھنے والا۔

ہمارے یہاں ''شیخ الحدیث'' کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد حدیث کی سب سے مشہور کتاب ''صحیح بخاری'' پڑھانے والا ہوتا ہے اور یہ اصطلاح حضرت مولانا شیخ محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں شروع ہوئی ہے۔ (آپ بیتی نمبر ۲:۱۰۰)

قتال، جہاد، دہشت گردی کی حقیقت اور تعریف

جہاد عربی لفظ ہے اس کے معنی محنت کرنے اور تکلیف اٹھانے کے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہر محنت کو "جہاد" کہا جاتا ہے، خواہ وہ زبان سے ہو، قلم سے ہو یا تلوار سے ہو؛ لہٰذا جہاد صرف تلوار سے لڑنے اور جنگ کرنے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ دین کے دوسرے کام میں محنت کو بھی جہاد کہتے ہیں، ارشادِ باری ہے:

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ (التوبة)

ترجمہ: اور اپنے مال اور اپنی جانوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو، اگر تم سمجھتے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے۔

حاصل یہ کہ جو کوشش بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں کی جائے، اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے کی جائے وہ "جہاد" ہے۔

گجراتی اخبار ""گجرات سماچار (ગુજરાત સમાચાર)" کے ۱۹/ فروری ۲۰۲۲ء سنیچر کے پہلے صفحے پر گجرات کورٹ کے جج: اے، آر، پٹیل (A.R.PATEL) کے یہ الفاظ شائع ہوئے ہیں:

جہاد ایک، مقدس (પવિત્ર) لفظ ہے، دہشت گرد تنظیموں نے اس کا غلط مفہوم نکالا ہے اور غلط استعمال کیا ہے۔ (از: گجرات سماچار)

خلاصہ یہ کہ جہاد دہشت گردی کا نام نہیں ہے۔

پہلا باب

اسلامی عقیدے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں ایمان وعقیدہ بہت ضروری چیز ہے، انسان ایمان والا ہونے کے بعد کتنا ہی گنہگار رہو، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور سچی توبہ سے اس کو معاف کرسکتے ہیں؛ لیکن ایمان نہ ہوتو کتنے ہی اچھے کام کرلے، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی؛ اسی لیے قرآنِ کریم کے زیادہ حصہ میں توحید (اللہ کا ایک ہونا) اور رسالت (رسولوں کو ماننا) اور آخرت کو ماننے کی دعوت اور صحیح عقائد کی دعوت اور غلط عقائد کی اصلاح کا بیان ہے۔

اہلِ سنت وجماعت

اہلِ سنت وجماعت کے نام کے دو حصے ہیں: (۱) سنت (۲) جماعت۔

سنت سے مراد: رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی مبارک باتیں، اعمال اور جس اچھی بات یا کام کی آپ ﷺ نے تائید فرمائی ہو اور دیکھتے یا جانتے ہوئے بھی کرنے دیا ہو۔

اور جماعت سے مراد: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اُن کے طریقے پر عمل کرنے والے ہیں۔

اہلِ سنت وجماعت وہ ہیں: جو حدیثوں کو عمل کے قابل پکی شرعی دلیل مانتے ہیں؛ چاہے وہ اُن کی عقل اور سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر پورے طور پر عمل کرنے والے اہلِ سنت وجماعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

اور نیک لوگوں کے صحیح راستے کی اتباع کرتے ہیں اور کسی بھی بدعت کو قبول نہیں کرتے ہیں؛ چاہے اُس بدعت کا تعلق عقیدے سے ہو یا عمل سے۔

لہٰذا اہلِ سنت و جماعت وہ لوگ ہیں جو:

١ معتبر طریقے پر ثابت تمام حدیثوں کو مانتے ہوں۔

٢ بدعت سے بچتے ہوں۔

٣ صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر قائم ہوں۔

٤ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وسلفِ صالحین کا احترام کرتے ہوں۔

ایمان کی حقیقت

ایمان دل سے ماننے کا نام ہے (دل سے ماننے کو "تصدیق" کہتے ہیں)، جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اُن کا زبان سے اِقرار کرنا بھی بہت اہم ہے، اقرار کرنے سے ہی معلوم ہوگا کہ وہ مسلمان ہے۔

نیک اعمال بھی بہت اہم ہے، قرآن وحدیث میں نیک اعمال کے بہت فضائل آئے ہیں اور برے اَعمال سے بچنے کی تاکید کے ساتھ نہ بچنے پر سخت سزائیں آئی ہیں۔

کفر کی حقیقت

کفر کے معنی انکار کے ہے، جو باتیں ضروری طور پر دین میں ثابت ہیں اُن میں سے کسی بات کا انکار کرنا "کفر" ہے۔

ایمان اور اسلام میں فرق

ایمان سے قریب دوسری بات ''اسلام'' ہے۔

تصدیق اور دل سے ماننے کو ''ایمان'' کہتے ہیں اور اطاعت و فرماں برداری کو ''اسلام'' کہتے ہیں۔

دین کے تمام احکام جن پر عمل کرنا ہے وہ اسلام میں شامل ہیں؛ چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، معاشرت سے ہو یا اخلاق سے ہو؛ مگر اسلام کے چار بنیادی ارکان ہیں:

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ (۴) حج۔

ایمان کے ارکان

یوں تو ان تمام باتوں کو ماننا ایمان میں شامل ہے جو پکی شرعی دلیل سے ثابت ہوں؛ لیکن اُس کے چھ بنیادی ارکان ہیں:

① اللہ تعالیٰ پر ایمان۔

② رسولوں پر ایمان۔

③ آسمانی کتابوں پر ایمان۔

④ فرشتوں پر ایمان

⑤ آخرت پر ایمان (یعنی مرنے کے بعد کی زندگی کو ماننا)۔

⑥ تقدیر پر ایمان۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اللہ تعالیٰ پر ایمان میں تین باتیں ہیں:

[۱] اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا [۲] اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا [۳] اللہ تعالیٰ کی خوبیاں اور صفات کو ماننا۔

① **اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا:** اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا یقین رکھنا کہ اگر چہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہیں؛ لیکن وہ موجود ہے، اسی نے پوری دنیا کو پیدا کیا ہے اور اسی کے حکم سے دنیا کا نظام چلتا ہے۔

یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نظر نہیں آتے؛ اس لیے وہ موجود نہیں ہیں، یہ ایسی بات ہے جس کو صحیح عقل قبول نہیں کر سکتی۔

دنیا میں کتنی ایسی چیزیں ہیں جو نظر نہیں آتی ہیں؛ لیکن ہر شخص اس کے موجود ہونے کو مانتا ہے؛ جیسے:

انسان کے اندر روح اور زندگی کا ہونا اور موت کے وقت اس کا نکل جانا ہر ایک مانتا ہے؛ لیکن انسان کی آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

ہَوا کو سب مانتے ہیں؛ لیکن ہم اور آپ اسے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح پھول میں خوشبو سونگھتے ہیں؛ لیکن وہ ہم کو نظر نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمجھ کی دولت عطا فرمائی ہے، ہم انسان کے رویّے کو دیکھ کر اس کے اندر سمجھ کو مانتے ہیں؛ لیکن ہاتھ پاؤں کی طرح اس کو دیکھ نہیں سکتے ہیں۔

② **اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا:** اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات میں ''ایک'' اور صفات میں '' یکتا'' مانا جائے، اِسی کو ''توحید'' کہتے ہیں۔ **توحید کا حاصل یہ ہے کہ:** اللہ تعالیٰ ہی اکیلے عبادت کے لائق ہیں، اُن کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

قرآن اور حدیث میں توحید کا حکم ہے اور عقل بھی توحید ہی کو مانتی ہے؛ لہٰذا نیچے لکھی ہوئی باتوں سے بچنا ضروری ہے:

① **تثلیث کا عقیدہ:** جس میں عیسائی (christian) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کو بھی خدا مانتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، یہ شرک ہے۔

② **مورتیوں اور دیوی-دیوتاؤں کی پوجا کرنا:** بھارت میں بعض مذہب والے ایک خدا کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ لیکن مورتیوں اور مختلف انسانوں کی پوجا کرتے ہیں، یہ بھی توحید کے خلاف اور شرک ہے۔

③ **برہما، وِشنو اور شیو کو خدا ماننا:** سناتن دھرم کے ماننے والے تین خداؤں کو مانتے ہیں: برہما، وِشنو اور شیو۔ یہ توحید کے خلاف اور شرک ہے۔

④ **اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی پوجا کرنا:** بہت سی مشرک قومیں مخلوقات کی پوجا کرتی ہیں، جیسے: آگ، سانپ، گائے، دریا، پہاڑ اور درخت کی۔ یہ بھی کھلا ہوا شرک ہے۔

⑤ **اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے غیبی مدد مانگنا:** دعا کرنا اور مصیبت کے وقت

میں کسی دوسرے سے حفاظت چاہنا یہ بھی شرک ہے۔

اسباب وتدبیر کے درجے میں جو مدد کی جاتی ہے وہ تو ایک انسان دوسرے انسان سے مانگ سکتا ہے، جیسے کسی سے استعمال کے لیے سواری مانگ لینا، کسی سے کھانا لے لینا؛ لیکن اللہ کے علاوہ سے غیبی مدد مانگنا اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سے حفاظت مانگنا: یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا ہے؛ اِس لیے اِس طرح کی مدد کسی اور سے مانگنا درست نہیں ہے۔

⑥ **اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے نام پر قربانی کرنا:** قربانی بھی ایک عبادت ہے؛ اس لیے قربانی اللہ ہی کے لیے کی جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے نام پر ذبح کیا گیا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا اور یہ شرک والا کام ہے۔

⑦ **اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لیے سجدہ کرنا:** سجدہ نماز کا اہم رکن ہے اور اللہ کا حق ہے؛ اس لیے سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کیا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں کیا جا سکتا۔

⑧ **اللہ تعالیٰ کے علاوہ پر توکل (بھروسہ) کرنا:** ظاہری اسباب کو چھوڑ کر کسی کو اپنا کارساز (ہر قسم کا کام بنانے والا) ماننا اور اس پر بھروسہ کرنا: یہ بالکل جائز نہیں ہے۔

⑨ **بیت اللہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کا طواف کرنا:** کعبہ کے علاوہ کسی

اور جگہ مثلاً کسی بزرگ کے مزار پر یہ سمجھ کر پھیرا لگانا کہ اس پر اجر وثواب حاصل ہوگا، یہ بھی جائز نہیں ہے۔

نبیوں کی کچھ خاص خوبیاں

① **عصمت:** انبیا علیہم السلام کو پوری امّت کے لیے نمونہ بنا کر بھیجا گیا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کو معصوم اور بے گناہ بنایا ہے، اُن سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

② **بشریت:** نبی اور رسول انسان ہوتے ہیں؛ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر وحی نازل ہوتی ہے، قرآن میں ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ. (الکھف:۱۱۰)

ترجمہ: (اے نبی!) تم (لوگوں کو یہ بھی) کہو: میں تو تمھارے جیسا بشر ہوں (ہاں! یہ بات ہے کہ) میری طرف وحی آتی ہے۔

③ **عبدیت:** تمام نبی اپنی تمام خوبیوں اور اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہونے کے باوجود اللہ کے بندے ہی ہوتے ہیں، نبی فرشتے نہیں ہوتے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرح کائنات میں خود سے کسی کام کے کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

④ **معجزات کا عطا ہونا:** نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے ہوتے ہیں اس کو بتانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں سے ایسی مشکل باتیں آسانی سے کرائیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو ''معجزہ'' کہتے ہیں، جیسے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ سے صحیح سلامت زندہ نکل آنا، حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی کا اژدہا (بہت بڑا سانپ) بن جانا اور ہاتھ کا سورج سے زیادہ روشن ہو جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دینا، اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو بے شمار معجزات سے نوازا گیا، جن میں آج تک زندہ معجزے دو ہیں:

① قرآنِ کریم۔

② منیٰ (مکہ) میں حاجیوں کی کنکریوں کا اٹھا لیا جانا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ہونے کی حیثیت سے بعض خصوصیات عطا فرمائی ہیں:

① **ختمِ نبوت:** پہلی اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اِقرار کیا جائے۔ اگر کوئی شخص آپ کو نبی تو مانتا ہے؛ لیکن آخری نبی نہیں مانتا، آپ کے بعد کسی دوسرے نئے نبی کے آنے کا عقیدہ رکھتا ہے یا کسی اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو سچا جانتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

② **بعثتِ عامّہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو نبی آئے، وہ ایک قبیلہ یا ایک علاقے کی طرف خاص وقت کے لیے بھیجے گئے؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

③ **افضل المخلوقات:** اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کے مرتبوں میں بھی فرق رکھا ہے۔ بعض نبی کو بعض بنی پر فضیلت دی ہے، ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیا علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام اور تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

④ **معراج کا شرف:** حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ راتوں رات مکہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک منظور ہوا پہنچایا اور پھر واپس مکہ میں پہنچادیا، اس کو ''معراج'' کہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بعض نامناسب خیالات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وفضیلت کا عقیدہ رکھنا ایمان کی بنیاد ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے تھے، اللہ تعالیٰ کی اِلٰہ (عبادت کے لائق ہونے) والی صفات آپ کے اندر نہیں پائی جاتی تھیں:

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی بھی پیغمبر عالم الغیب (تمام چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والے) نہیں تھے۔ ہاں! غیب کی جتنی باتیں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اور ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی انھیں باتوں کو جانتے ہیں۔

② ہر جگہ موجود ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے؛ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی بھی نبی یا ولی کو ہر جگہ حاضر وناظر ماننا جائز نہیں ہے، اس سے کفر ہونے کا خطرہ ہے۔

③ چیزوں کو حلال وحرام قرار دینے کا یا کائنات میں اپنے ارادے سے کوئی کام کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی اور نبی یا بڑے سے بڑے ولی کو بھی اس کا اختیار نہیں ہے۔

آسمانی کتابوں پر ایمان

مسلمان ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لائے، قرآن میں جن پہلی آسمانی کتابوں کا نام لیا گیا ہے اُن پر نام کے ساتھ اور جن کا نام نہیں لیا گیا ہے اُن پر اجمالاً (مختصر طور پر) ایمان لانا ضروری ہے؛ چوں کہ پچھلی آسمانی کتابوں میں لفظی تحریف (اَدل بدل) ہوگئی؛ اس لیے اُن پر صرف اتنا ایمان رکھنا ضروری ہے کہ پہلے زمانے کے نبیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کتابیں اتاری گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی باتیں آئی تھیں وہ تمام باتیں حق تھیں؛ لیکن چوں کہ اب ان کتابوں میں بہت ساری تبدیلی ہوچکی ہے؛ اس لیے اِس وقت ان ناموں سے جو کتابیں ہیں ان کے سچا ہونے پر ایمان لانا ضروری نہیں۔

البتہ قرآنِ مجید پر یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اس کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اُترنے سے لے کر اَب تک محفوظ ہے۔

آخرت پر ایمان

آخرت کے معنیٰ ’’بعد میں آنے والی‘‘ یا ’’آخر میں آنے والی چیز‘‘

کے ہیں؛ اس لیے قیامت کے آنے پر۔ جس میں یہ کائنات ختم کر دی جائے گی۔ اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات وواقعات کو ''آخرت'' کہتے ہیں۔

آخرت پر ایمان یعنی:

① مرنے کے بعد قبر کی دنیا (برزخ) میں سوال وجواب اور ثواب وعذاب کا سچا ہونا۔

② قیامت سے پہلے کچھ بڑی نشانیوں کا ظاہر ہونا۔

③ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا۔

④ قیامت کے دن حساب وکتاب کا ہونا۔

⑤ جنت، جہنم، پل صراط، حساب کتاب، حوضِ کوثر وغیرہ۔

تقدیر پر ایمان

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، وہ سب اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے سے لکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے۔

تقدیر کی وجہ سے انسان کسی عمل پر مجبور نہیں ہو جاتا، اس کو سمجھنے کے لیے تین باتیں سامنے رکھنی چاہیے:

① ارادہ وکسب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اِرادہ کرنے کی آزادی عطا فرمائی ہے، انسان نیکی کا بھی اِرادہ کرسکتا ہے اور برائی کا بھی ارادہ کرسکتا ہے، اس کے لیے قرآنِ مجید میں ''کَسَبْ'' (یعنی کسی کام کے کرنے کی طاقت) کا

لفظ آیا ہے۔

ارادہ کو صحیح استعمال کرے گا تو ثواب ملے گا اور ارادہ کو غلط استعمال کرے گا تو عذاب ہوگا۔

۲ اللہ تعالیٰ کی چاہت (مشیت): اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اِرادے کی طاقت عطا فرمائی ہے؛ لیکن صرف انسان کے ارادے سے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی، جب تک اللہ تعالیٰ کی چاہت اُس کے ساتھ نہ ہو؛ چوں کہ یہ دنیا امتحان (પરીક્ષા) کی جگہ ہے؛ اس لیے جب انسان اچھی بات کا اِرادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی چاہت اُس کی مدد کرتی ہے اور جب انسان گناہ کا پکا ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی چاہت اس میں بھی کام کرتی ہے،؛ لہٰذا انسان پورے طور پر مجبور نہیں ہے، وہ تکوینی (પ્રાકૃતિક) چیزوں میں تو مجبور ہے، جیسے: شکل وصورت، رنگ وروپ وغیرہ؛ لیکن اپنے عمل میں مجبور نہیں ہے، اس کو اِرادہ واختیار کی آزادی دی گئی ہے اور اس لیے غلط ارادے اور غلط کاموں پر سزا، نیک ارادے اور نیک کاموں پر ثواب ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ کا علم: یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پورے طور پر معلوم ہے کہ کیا چیز کیسی ہوگی؟ جیسے: استاذ اپنے شاگرد کے بارے میں اندازہ کرتا ہے کہ یہ کامیاب نہیں ہوگا، ڈاکٹر بیمار کے بارے میں اندازہ کرتا ہے کہ اس کو صحت نہیں ہو سکے گی۔

فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے؛ اس لیے اس کے خلاف نہیں

ہوسکتا اور انسان کا علم ادھورا ہے؛ اس لیے استاذ کا اندازہ غلط ثابت ہوسکتا ہے؛ جیسے اس ناکام ہونے والے طالبِ علم کے ناکام ہونے کا اور اُس مرجانے والے مریض کے مرجانے کا ذمہ دار استاذ اور ڈاکٹر کو قرار نہیں دیا جاسکتا، اِسی طرح انسان کے گناہ کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گناہ پر مجبور کردیا ہے۔

اہلِ سنت و جماعت کے عقائد کا خلاصہ

(۱) اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد

① اللہ ایک ہے، اور اُن کا کوئی ساجھی (Partner, ભાગીદાર) اور ساتھی نہیں، اور اُن کے ماں اور باپ نہیں ہیں اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہے، وہ ان سارے جسمانی رشتوں سے پاک ہے۔

② اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے۔

③ وہ کسی کے محتاج نہیں اور سب ان کے محتاج ہیں۔

④ اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اچھی ہیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور برائی سے پاک ہے۔

⑥ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتے ہیں۔

⑦ اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں۔

⑧ اللہ تعالیٰ ہر چُھپی اور کھلی چیز کو جانتے ہیں۔

⑨ اللہ تعالیٰ کو موت نہیں آتی۔

⑩ اللہ تعالیٰ کو کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

⑪ دنیا کی ساری چیزیں پہلے موجود نہیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اِرادے اور چاہت سے اُن کو پیدا کیا اور جب چاہیں گے ان کو ختم کر دیں گے۔

⑫ اللہ تعالیٰ تمام عالَموں کے بے مثال عظمت و بڑائی والے اکیلے بادشاہ ہیں، اس کے حکم سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔

⑬ اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں اور وہی موت دیتے ہیں۔

⑭ اللہ تعالیٰ سب کو ہر طرح کی روزی پہنچانے والے ہیں۔

⑮ عزت و ذلت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ (کنٹرول) میں ہے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔

⑯ اللہ تعالیٰ اکیلے عبادت کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

⑰ غیبی مدد اور دعا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جائے گی اور مصیبت آوے تب حفاظت بھی اللہ تعالیٰ ہی سے چاہی جائے گی۔

⑱ قربانی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کی جائے گی۔

⑲ سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کو کیا جائے گا۔

⑳ طواف بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے گھر ''کعبہ'' ہی کا ہوگا۔

(۲) رسولوں اور نبیوں کے متعلق

① ہر نبی معصوم اور بے گناہ ہوتے ہیں۔
② ہر نبی بشر اور انسان ہوتے ہیں، فرشتے نہیں ہوتے۔
③ اللہ کے بندے ہوتے ہیں، اللہ کی طرح کائنات میں خود سے کوئی کام کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔
④ کوئی بھی پیغمبر مختارِ کل (ہر چیز کا پورا اختیار رکھنے والے) نہیں ہے۔
⑤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو معجزات دیے جاتے ہیں۔
⑥ کوئی بھی پیغمبر عالم الغیب (یعنی تمام چھُپی ہوئی چیزوں کو جاننے والے) نہیں ہے۔
⑦ کوئی بھی پیغمبر حاضر و ناظر نہیں ہے۔

(۳) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔
② آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں اور جنات کے رسول بنا کر بھیجے گئے۔
③ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔
④ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں جسم کے ساتھ راتوں رات معراج کرائی گئی۔

(۴) قرآن کے متعلق

① قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُتاری گئی۔

② قرآنِ کریم جس طرح نازل ہوا، اُسی طرح آج بھی پورا کا پورا محفوظ ہے، اس میں ایک آیت اور نقطے کی بھی کمی زیادتی نہیں ہوئی (کیوں کہ اس کی حفاظت کی ذمّے داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے)۔

(۵) فرشتوں کے متعلق

① فرشتے ایک نورانی اور معصوم مخلوق ہیں۔

② اللہ تعالیٰ نے دُنیوی نظام کے بہت سے کام ان کے حوالے کیے ہیں۔

③ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں کو پورا کرتے ہیں، کسی بھی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

④ وحی لانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام کو سونپا گیا تھا اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پوری امانت داری سے اُنھوں نے یہ کام انجام دیا۔

(۶) آخرت کے متعلق

① مرنے کے بعد قبر میں ہر انسان سے تین سوالات کیے جاتے ہیں:

[۱] تیرا رب کون ہے؟ [۲] تیرا دین کیا ہے؟ [۳] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون ہیں؟

② مرنے کے بعد قبر میں نیک مؤمن کو راحت ملتی ہے اور کافر عذاب میں ہوتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ اور رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتلائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں: جو آپ نے قیامت کی نشانی میں پڑھ لیا ہے؛ یعنی:

[۱] حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوں گے، وہ خوب انصاف سے حکومت کریں گے۔

[۲] کانا دجّال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا۔

[۳] حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے اور دجال کو مار ڈالیں گے۔

[۴] یاجوج ماجوج - جو دو زبردست قومیں ہیں - پوری زمین پر پھیل پڑیں گے اور فساد کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کریں گے۔

[۵] ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکل کر آدمیوں سے باتیں کرے گا۔

[۶] سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا۔

[۷] قرآنِ کریم اُٹھا لیا جائے گا۔

[۸] قیامت سے پہلے تمام مسلمانوں کو موت آجاوے گی اور دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہوں گی۔

④ ان سب نشانیوں کے بعد پہلا صور پھونکا جائے گا، قیامت آئے گی

اور کائنات کا سارا نظام ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو جائے گا۔

⑤ دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے قیامت کے میدان میں جمع کیا جائے گا۔

⑥ قیامت کی تکلیفوں سے گھبرا کر تمام اگلی پچھلی قومیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گی؛ مگر تمام انبیا علیہم السلام معذرت کر دیں گے اور آخر میں سب ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ:

اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے سفارش کر دیجیے کہ جلدی سے ہمارا حساب کتاب شروع کر دیا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار میں حمد و ثنا کے بعد سفارش کریں گے، پھر حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

⑦ تمام بندوں کے اعمال کا حساب ہوگا اور سب کے اعمال تولے جائیں گے، جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا، اُن کو اُن کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا اُن کو اُن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔

⑧ انبیا علیہم السلام، علما اور نیک مؤمنین اللہ تعالیٰ کی مرضی سے، اُن گنہگار مؤمنوں کے حق میں -جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اجازت ہوگی- شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرمائیں گے۔

⑨ جنت پیدا ہو چکی ہے، اس میں باغ، نہریں، طرح طرح کے میوے، عالی شان مکانات اور ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو ہم دنیا میں پوری طرح سمجھ نہیں سکتے، وہ کبھی ختم نہ ہوں گی، جنتیوں کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوگی۔

⑩ جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار (زیارت) ہے جو جنتیوں کو نصیب ہوگا۔

⑪ جہنم بھی پیدا ہو چکی ہے، اس کے سات درجے ہیں:

(۱) جَہَنَّمْ (۲) لَظٰی (۳) حُطَمَۃُ (۴) سَعِیْر (۵) سَقَرْ۔

(۶) جَحِیْم (۷) ھَاوِیَۃُ۔

اس میں سانپ، بچھو، آگ اور طرح طرح کا عذاب ہے۔

اُن دوزخیوں کو جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا اپنی سزا بھگتنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرمائیں گے، چاہے وہ کتنے ہی بڑے گنہگار کیوں نہ ہوں اور جو کافر و مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور ان کو کبھی موت بھی نہیں آئے گی۔

(۷) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق

جس خوش نصیب انسان نے ایمان کی حالت میں اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور پھر ایمان ہی کی حالت میں ان کی وفات ہوئی ہو، ان کو "صحابی" کہتے ہیں۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اور احترام ضروری ہے، تمام کے تمام

صحابہ رضی اللہ عنہم عادل اور معتبر ہیں، اُنھوں نے دین کے لیے بڑی تکلیفیں اٹھائی اور قربانیاں پیش کی ہیں اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔

ان سب میں چار صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں اور انھیں کو ”**خلفائے راشدین**“ کہا جاتا ہے:

① پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: تمام امّت میں (نبی کے بعد) سب سے بہتر ہیں۔

② دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

③ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

④ چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

اہلِ بیت: ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور بیویاں سب کا احترام کرنا چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سب سے بڑا مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں؛ اِسی لیے اُن کا احترام کریں اور اہلِ بیت سے محبت رکھیں۔

ملاحظہ: اہلِ سنّت و جماعت کے جو عقیدے لکھے گئے ہیں جو لوگ ان کو مانتے ہیں ان ہی کو موجودہ زمانہ میں ”**دیوبندی تبلیغی**“ کہا جاتا ہے، دیوبندی اور اہلِ سنت و جماعت دونوں ایک ہے۔

اہلِ سنت و جماعت دیوبندی

قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی سنّت اس کی عملی تفسیر ہے، اور حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی نگرانی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگی کو قرآن وسنّت کے مطابق بنایا اور اسی طریقے کو آنے والی نسلوں تک پہنچایا؛ اسی لیے کسی بھی انسان سے سچا مسلمان ہونے اور نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنّت کو دل سے مانتا ہو اور صحابہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق اس پر عمل کرتا ہو۔ ایسے ہی لوگوں کو نجات پانے والی جماعت؛ یعنی اہلِ سنت و جماعت کہا جاتا ہے۔

جب بھارت سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو اس موقع پر اہلِ سنت و جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے سچے دین کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا، صحیح اسلامی تعلیمات کو باقی رکھنے اور آنے والی نسلوں تک اسلام پہنچانے کے لیے ۱۵ر محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ر مئی ۱۸۶۶ء جمعرات کے دن دیوبند نامی گاؤں میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی، اسی لیے اس جماعت سے تعلق رکھنے والوں کو ”دیوبندی“ کہا جانے لگا۔

دیوبندی کوئی نیا فرقہ نہیں؛ بلکہ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے والے اہلِ سنت و جماعت کے لوگوں کو ہی دیوبندی کہا جاتا ہے۔

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ:
دارالعلوم دیوبند کے مسلک کا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ سینے میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دینے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔
② تمام شرک والی رسموں سے بچتے ہوئے خالص توحید (صرف اللہ کے ایک ہونے کا پکا یقین) پر اعتقاد رکھے۔
③ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت تمام لوگوں کی محبت سے زیادہ ہو۔
④ زندگی کا ہر کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔
⑤ دین کو پھیلانے کا شوق اور لگن ہو۔

دار العلوم دیوبند

بھارت میں اسلام کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے چند خاص بندوں کو قبول کیا، ان میں سے ایک اہم بزرگ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد بھارت کے مسلمانوں کا سیاسی، معاشی اور اخلاقی زوال کے ساتھ ساتھ ایمانی پہچان بھی خطرے میں پڑ گئی، ان حالات میں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو مکمل اسلام پر باقی رکھنے کی محنت کی جائے۔

اس زمانے میں اسلام کو باقی رکھنا، اسلامی عقائد، اسلامی فکر اور اسلامی تہذیب کی حفاظت کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ایک تحریک چلائی، جس کو "تحریکِ دیوبند" کہا جاتا ہے،

جس کے ذریعے جگہ جگہ مدرسہ قائم کیے۔

اس مقصد کے لیے انھوں نے اپنے ساتھیوں: حاجی عابد حسین دیوبندیؒ، مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ، مولانا فضل الرحمن عثمانیؒ اور مولانا رفیع الدینؒ وغیرہ کی مدد سے ۱۵؍محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰؍مئی ۱۸۶۶ء جمعرات کے دن ضلع سہارنپور میں واقع دیوبند نامی مقام پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

اس مدرسہ کی ابتدا دیوبند کی ایک مسجد (چھتہ مسجد) کے صحن میں انار کے درخت کے سایہ میں ایک استاذ (ملا محمود) اور ایک طالبِ علم (محمود حسن) سے ہوئی، جو آج پوری دنیا میں "دارالعلوم دیوبند" کے نام سے مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹے مدرسے کو اسلامی دنیا کا بڑا دینی مرکز بنا دیا۔

پھر اسی طریقے پر اور بہت سارے مدرسے ملک میں قائم ہوئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرِ مکیؒ فرماتے ہیں کہ: "دارالعلوم دیوبند" بھارت میں اسلام کو باقی رکھنے اور تحفظِ علم کا ذریعہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے اب تک بہت سارے مفسر، محدث، ادیب اور بھارت کی آزادی کے مجاہدین تیار ہوئے ہیں، جن میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ وغیرہ خاص ہیں۔

علمائے دیوبند زیادہ تر امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر عمل کرتے ہیں۔

علمائے دیوبند کی خصوصیات

علمائے دیوبند کی چند خاص خوبیاں یہ ہیں:

(۱) فقہ حنفی پر اطمینان اور اس کے مطابق فتویٰ اور عمل کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کے ساتھ خاص گہرا تعلق، نیز دوسرے ائمۂ مجتہدین اور اسی طرح حضراتِ محدثین وعلمائے امّت کا ادب اور دل میں سب کی عظمت ومحبت۔

حضرت امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے مسلک پر صحیح نہج کے ساتھ عمل کرنے والے بھی دیوبندیت میں شامل ہیں۔

(۲) حضراتِ صوفیہ کرام کی نسبت کو حاصل کرنا اور دل میں ان کی عظمت ومحبت؛ خاص کر چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور قادریہ سلسلہ۔

(۳) اتباعِ سنت کی پابندی اور شرک وبدعت سے نفرت۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو اونچا کرنے کی محنت۔

تبلیغی جماعت کا تعارف

جماعت: جب کئی افراد تین دن، چالیس دن، چار مہینے اور ایک سال کے لیے دین سیکھنے اور سکھانے کی خاطر ایک ساتھ کسی جگہ کا سفر کرتے ہیں تو اس کو ''جماعت'' کہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی شروعات ۱۹۲۶ء میں ہریانہ کے میوات اور دہلی سے ہوئی۔

تبلیغی جماعت کی اس ترتیب کے بانی حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند میں پڑھنے کے بعد مسلمانوں کے ایمان کا خطرہ محسوس کیا اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے اپنا پڑھنے پڑھانے کا کام چھوڑ کر مسلمانوں کی اصلاح کا کام شروع کیا، آپ میوات کے مسلمانوں کی اصلاح کے کام میں مشغول ہو گئے، اس کے لیے آپ نے میوات میں چھوٹے مدرسے اور مکتب قائم کیے، پھر یہ تبلیغی محنت شروع کی۔

اس جماعت نے بڑے بڑے کام کیے ہیں، بہت سے دین سے دور مسلمانوں کو اس نے دینی مزاج عطا کیا ہے اور ان کی اصلاح کی ہے۔

تبلیغی جماعت پوری دنیا میں سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو پوری شریعت پر عمل کرانے کی تبلیغ کرتی ہے، تبلیغی جماعت صرف اپنی اور امت کی اصلاح کے لیے محنت اور قربانی کی دعوت دیتی ہے۔

تبلیغی جماعت کے اصول

تبلیغی جماعت کے چھ اصول ہیں، انھیں چھ باتیں، چھ صفات اور چھ نمبر بھی کہا جاتا ہے:

(۱) ایمان (۲) نماز (۳) علم و ذکر (۴) اکرامِ مسلم (۵) اخلاصِ نیت

(۶) دعوت و تبلیغ اور لایعنی امور سے بچنا۔

تبلیغی جماعت میں گشت اور تعلیم بنیادی چیز ہیں:

گشت:

جماعت میں نکلے ہوئے یا مقامی ساتھی عام مسلمانوں کی ملاقات کر کے دین سیکھنے اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد آنے کی دعوت دیتے ہیں اس کو جماعت کی زبان میں ''گشت'' کہا جاتا ہے۔

تعلیم:

ایک ساتھی فضائلِ اعمال پڑھتا ہے اور دوسرے سنتے ہیں اور اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ نماز و تلاوت میں مشغول لوگوں کی عبادت میں خلل واقع نہ ہو اور یہ سلسلہ گھروں میں بھی ہونا چاہیے کہ کوئی بھی دینی کتاب گھر میں پڑھ کر سنائی جاوے، اس کو گھر کی تعلیم کہتے ہیں۔

روزانہ کے مقامی کام: مسجد وار جماعت کے ذریعے بستی کے ایمان والوں کی دینی فکر کرنا۔

خصوصی ملاقاتیں: جو مسلمان مسجد سے دور ہیں ان کی خاص ملاقات کر کے مسجد میں آنے والے بنانے کی محنت کرنا۔

روزانہ کی دو تعلیم: ایک مسجد میں اور دوسری گھر میں۔

ہفتے میں دو گشت: محلے کی مسجد کا اور دوسری مسجد کا۔

دوسرے فرقوں کے متعلق کچھ بنیادی باتیں

① ہم جو کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه“
اور کلمۂ شہادت: ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“
یہی کلمہ کا مضمون قرآن اور حدیث سے ثابت ہے، قیامت تک کے لیے یہی کلمۂ طیبہ اور شہادت پورے پورا ہے اور اسی کے اقرار اور دل سے یقینی جاننے پر انسان کی آخرت میں نجات ہے۔

② **قرآن مجید:** اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قرآنِ مجید جو اتارا گیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زندگی کے آخری رمضان میں جو دور فرمایا اور جو قرآن قیامت تک باقی رکھنا اللہ تعالیٰ کے یہاں منظور تھا وہ قرآن ہو بہو آج تک دنیا کے اندر موجود ہے اور اسی اصلی قرآن سے تمام ایمان والے محبت کرتے ہیں۔

قرآنِ مجید کے اندر ہر ہر بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

قرآنِ مجید کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچی پکی محبت کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع کیا ہے۔

قرآنِ مجید کے اندر کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔

قرآنِ مجید کی جو موجودہ ترتیب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہے۔

قرآنِ مجید تقریباً تیئیس (۲۳) سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اتارا گیا؛ لہٰذا جب بھی کوئی آیت یا سورت آتی تھی تو حضرت

جبریل امین علیہ السلام خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلا دیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت سے پہلے رکھا جائے، اس سورت کو فلاں سورت کے بعد فلاں سورت سے پہلے رکھا جاوے؛ اس لیے یہ ترتیب بھی پوری پوری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔

قرآن میں چودہ (۱۴) سجدے تلاوت کے ہیں، اس کے اوپر سجدہ کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے وضو ہونا بھی ضروری ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا درجہ نبیوں اور رسولوں کا ہے، تمام رسولوں اور نبیوں میں افضل ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۴ نبیوں اور رسولوں کو بعد سب سے اونچا درجہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور صحابہ میں رضی اللہ عنہم سب سے اونچا درجہ:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ان چاروں صحابی کو خلفائے راشدین کہتے ہیں، ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ (ابوداؤد)

اس لیے خلفائے راشدین کے فیصلے اور ان کا عمل امت کے لیے حجت اور دلیل ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایمان کے ساتھ رہے،

اللہ اور رسول کے حکم پر عمل کرتے رہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی کا آخری حج کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایمان اور دین کو پورے عالم کے اندر پہنچانے کی محنت اور کوشش کی اور اپنے اپنے وقت پر ایمان کے ساتھ ان کو حسنِ خاتمہ نصیب ہوا۔

آخری صحابی (اَبُو الطُّفَیْلُ عَامِرُ بِنْ وَاثِلَہُ لَیْثِی رضی اللہ عنہ) سنہ ۱۱۰ھ میں دنیا سے تشریف لے گئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لانے سے لے کر موت تک پکے ایمان والے، اللہ اور رسول کی مرضی پر عمل کرنے والے تھے؛ لیکن انسان تھے؛ اس لیے کچھ نہ کچھ غلطیاں ان سے بعض مرتبہ ہوئی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو معاف کردیا اور ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے اور بخشے بخشائے ہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (المجادلة:۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگئے اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قیامت تک کے لیے حق اور سچائی کا معیار ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ. (البقرة:۱۳)

ترجمہ: تم لوگوں (یعنی کامل مؤمن صحابہ رضی اللہ عنہم) کے ایمان لانے کی طرح ایمان لے آؤ۔

قرآن اور حدیث کو سمجھنے کے لیے ہمیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ضرورت ہے؛ چوں کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک زمانہ پایا اور ڈائریکٹ بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن کی سمجھ حاصل کی۔

(۵) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبعِ تابعین امت میں افضل سمجھے جاتے ہیں، یہ ہے امت کے اندر افضل اور بہتر ہونے کی ترتیب، اس ترتیب سے ہٹ کر کسی طرح کا کوئی مرتبہ اور مقام کسی کا نہیں ہے۔

(۶) علمِ غیب کُلّی، ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری غیب کی خبریں بتلائی، غیب سے بہت سارے مسائل اور احکام بتلائے اور غیب سے عجیب و غریب قصے اور واقعات بتلائے۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعمال، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی نور ہی نور تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشر (انسان) تھے اور نورانی کمالات سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالا مال فرمایا تھا۔

(۸) اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ہیں۔

(۹) پورے پورے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، مدد

اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شفاعت کرنے کا اختیار عطا فرمائیں گے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ان کے سچا ہونے کی دلیل کے طور پر معجزات (ચમત્કાર) عطا فرمائے۔

معجزہ وہ چیز ہوتی ہے جو عام انسان کر نہیں سکتے، عام عادت سے ہٹ کر کے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ہاتھ پر جو عجیب وغریب چیز ظاہر کرتے ہیں اس کو "**معجزہ**" کہتے ہیں اور ایسی عجیب وغریب چیز اگر نبی کے علاوہ کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو "**کرامت**" کہتے ہیں اور ولی کی کرامت حقیقت میں نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔

(۱۱) معصوم اور بے گناہ صرف اور صرف اللہ کے رسول اور نبی اور اللہ کے فرشتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی معصوم اور بے گناہ نہیں ہے (اللہ تعالیٰ کے تمام نبی معصوم اور بے گناہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو غلطی سے بچا کر کے رکھا تھا)

فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہیں۔

(۱۲) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، قیامت تک کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے، ایک پرانے نبی جو پہلے دنیا میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو قیامت سے پہلے پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ سلامت آسمان کے اوپر اٹھالیا تھا اور وہ اس وقت آسمان پر زندہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف نہیں لائے، **ان شاء اللہ!** قیامت سے پہلے دوبارہ تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں الگ الگ شخصیت ہیں۔

حضرت مہدی محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی ظاہر ہوں گے، وہ اب تک ظاہر نہیں ہوئے۔

قرآنِ مجید میں جس عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور حدیثِ پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبارک ذکر آیا ہے اور جو دنیا میں دوبارہ تشریف لانے والے ہیں وہ ابھی یعنی ۱۴۴۳ھ ۲۰۲۲ء تک دنیا میں تشریف نہیں لائے، آئندہ تشریف لائیں گے۔

حدیثِ پاک میں جس حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے قیامت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال سے پہلے دنیا میں ظاہر ہونے کی خوش خبری آئی ہے وہ بھی اِس تاریخ تک دنیا میں ظاہر نہیں ہوئے۔

جہاد قیامت تک کے لیے جب اس کا موقع ہوتا ہے تو اس کی شرائط کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں آنے تک جاری اور ساری ہے۔

(۱۳) قرآن وحدیث اور سلفِ صالحین کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کا تصوف وسلوک اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے اور دل کی گندگیوں

کی صفائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

⑭ قرآنِ مجید کی تفسیر کا بہترین ذریعہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی حدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین کی تفسیر ہے، اپنی رائے سے انسان کو تفسیر کرنے سے بچنا چاہیے۔

⑮ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔

سیدھی سادی قبر سے موت اور آخرت کی یاد آتی ہے، انسان غفلت سے بچتا ہے؛ اس لیے قبروں کو سیدھا سادہ رکھا جائے، قبروں کے اوپر چراغ لائٹ نہ جلائی جائے، اس سے قبر کے اندر کوئی روشنی نہیں پہنچتی؛ بلکہ قبر کے اندر روشنی قرآن کی تلاوت اور نیک اعمال سے ہوتی ہے۔

⑯ کسی کا انتقال ہو جائے تو قرآن پڑھ کر، تسبیح پڑھ کر، غریبوں کو کھلا کر، صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں، اس سے مرحوموں کو فائدہ پہنچتا ہے، ایصالِ ثواب اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے کہ گنہ گار اور نیک، زندہ اور مُردہ ہر ایک کو ہم ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں؛ لیکن اس کے لیے کوئی تاریخ، وقت اور کوئی کھانے کی چیز متعین اور طے نہ کی جاوے، جو ملے، جب ملے کھلا کر صدقہ کر کے یا پڑھ کر مرحوموں کو ایصالِ ثواب کیا جاوے۔

کھانا کھانے کے بعد حدیث شریف میں مسنون دعائیں پڑھنے کی آئی ہے اس کو پڑھا جاوے، کھانا کھانے کے بعد فاتحہ اور ختم یہ حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔

⑰ انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حلال راستے بتلائے؛ جیسے: کھانا پینا ایک ضرورت ہے، اس کے لیے حلال کھانے پینے کا اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا، اسی طرح مرد کو عورت کی ضرورت پڑتی ہے، عورت کو مرد کی ضرورت پڑتی ہے، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرآن اور حدیث نے نکاح کرنے کا طریقہ بتلایا ہے، جس میں دو گواہوں کی حاضری میں میاں بیوی شرعی طریقے سے نکاح کرتے ہیں اور یہ نکاح زندگی بھر کے لیے نبھانے کی نیت سے ہوتا ہے، اس میں کوئی ٹائم اور وقت کی تحدید (Limit) نہیں ہوا کرتی اور اسی نکاح کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی سنت بتلایا ہے۔

اس نکاح کے پاکیزہ طریقے کو چھوڑ کر کے جو بھی راستے سے مرد عورت سے ضرورت پوری کرے گا وہ گناہ ہیں، حرام ہیں؛ جیسے کہ نکاح نہ کرنا، دوستی اور تعلقات سے رہنا (Love in relation, affair) فکس اور متعین ٹائم کے لیے نکاح کا کونٹراکٹ کرنا، مرد مرد سے، عورت عورت سے ضرورت پوری کرنا، یہ سب چیزیں قرآن اور حدیث کی روشنی میں غلط ہے، صحیح نہیں ہے۔

⑱ اسلام میں قرآن اور حدیث سے دو عیدیں ثابت ہے: رمضان عید اور بکری عید، اس کے علاوہ کوئی اور عید ثابت نہیں ہے۔

⑲ بیس رکعات تراویح پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانے سے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اتفاق سے شروع ہوا۔

۲۰ قرآنِ مجید سے ثابت ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک مجلس میں تین طلاق دیتا ہے تو تین طلاق ہو جاتی ہے۔

۲۱ قربانی کے لیے شریعت میں ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کی تاریخ طے ہے۔

۲۲ ہم جو درود اور سلام پڑھتے ہیں وہ نماز میں قعدے؛ یعنی بیٹھنے کی حالت میں پڑھتے ہیں، معلوم ہوا کہ بہترین حالت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر کے اطمینان وسکون سے درود وسلام پڑھے؛ لیکن چلتے پھرتے، کھڑے ہونے کی حالت میں، سوتے ہوئے بھی درود وسلام پڑھ سکتا ہے؛ لیکن درود وسلام کے لیے مستقل (Special) کھڑا ہونا مناسب نہیں ہے۔

۲۳ تقلید: اس بات کو آسان انداز میں یوں سمجھیے کہ قرآن ایک بنیادی اور قانونی کتاب ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں اس کی شرح اور گائڈ ہے اور اب قیامت تک کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی اور کوئی نیا نبی بھی پیدا نہیں ہوگا؛ اس لیے قیامت تک نئے پیش آنے والے تمام مسائل کا حل ہمیں قرآن وحدیث ہی میں تلاش کرنا ہے، اب قیامت تک نئے پیش آنے والے مسائل تو کئی لاکھ کی تعداد میں ہیں؛ اس لیے قرآن وحدیث میں ہر ہر مسئلہ کو کھول کر نہیں بیان کیا گیا، اگر پہلے ہی ان مسائل کو بیان کر دیا جاتا تو لوگوں کو سمجھنے اور عمل کرنے میں بہت مشکلی ہوتی۔

مثال کے طور پر موبائل فون، کمپیوٹر، ہوائی جہاز (Airoplane) وغیرہ جیسی چیزیں جو دو سو، تین سو سال پہلے تک خیال (વિચાર) میں بھی نہیں

آسکتے تھے اگر ان کے مسائل قرآن اور حدیث میں بیان کردیے جاتے تو آپ سوچو! اس وقت کے لوگوں کو ان مسائل کے سمجھنے میں کتنی مشکلی ہوتی ؟ اس لیے قرآن وحدیث میں کچھ مسائل کھول کھول کر بیان کیے گئے اور بہت سے مسائل اشارے کے انداز میں بیان کردیے گئے ہیں۔

اسی طرح قرآن وحدیث میں کچھ ایسے الفاظ اور تعبیرات بھی ہیں جن کے ایک سے زیادہ معنی نکلتے ہیں۔قرآن وحدیث میں جن مسائل کو کھول کر بیان کردیا گیا ہے ان میں تو صرف قرآن وحدیث ہی کی بات مانی جائے گی ؛البتہ جو نئے پیش آنے والے مسائل کے اشارے قرآن وحدیث میں ہیں ان کا سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ؛اس لیے نئے مسائل کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لیے عام لوگ شریعت کے ماہرین حضرات کا سہارا لیتے ہیں،ان ماہرین حضرات کو ائمۂ مجتہدین کہا جاتا ہے اور ان کے ماننے والے کو ان کے ''مُقَلِّد'' کہتے ہیں ،یوں تو بہت سے مجتہدین گزرے ہیں ؛ مگر اللہ تعالیٰ نے چار ائمہ کو بہت مقبولیت دی:

① امام ابوحنیفہؒ: آپ کا نام نعمان بن ثابت ہے،اور آپ کے ماننے والے ''حنفی'' کہلاتے ہیں۔

② امام شافعیؒ: محمد بن ادریس آپ کا نام ہے اور آپ کے ماننے والے ''شافعی'' کہلاتے ہیں۔

③ امام احمد بن حنبلؒ: آپ کے ماننے والے ''حنبلی'' کہلاتے ہیں۔

④ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ: آپ کے ماننے والے ”مالکی“ کہلاتے ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جو مسائل صاف طور پر بیان کر دیے گئے ہیں، اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے جن مسائل کا حل نکل آئے ان میں کوئی کسی کی تقلید نہیں کرتا اور باقی مسائل میں ہم نہ جاننے والی عوام شریعت کا علم رکھنے والے علما کے علم اور تقوے پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کے فیصلے اور فتوے کو قبول کرتے ہیں اور اسی کو ”تقلید“ کہتے ہیں؛ لہٰذا اس تقلید میں کوئی برائی نہیں؛ بلکہ یہ کام بالکل قرآن کے اس حکم کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (النحل)

ترجمہ: اگر تم کو خبر نہیں ہے تو جو علم والے ہیں ان سے پوچھ لو۔

بعد میں آنے والے علما نے قرآن وحدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے معلوم ہونے والے مسائل اور اجتہاد کے ذریعے ائمہ کے بیان کیے ہوئے مسائل کو امت کی آسانی کے لیے ایک جگہ جمع کر دیا اور اسے علم الفقہ؛ یعنی ”مسئلہ مسائل کا علم“ نام دے دیا گیا۔

دوسرا باب

مسائل

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

انسان کی زندگی کے تین حصے ہیں: (۱) بچپن (۲) جوانی (۳) بڑھاپا۔
بچپن کھانے-پینے، کھیلنے-کودنے اور سیکھنے میں گزر جاتا ہے۔
اور بڑھاپا لڑکھڑاتے، ہانپتے-کانپتے، بیماریوں اور بے بسیوں میں گزرتا ہے۔
زندگی کا سب سے اہم اور قیمتی حصہ ''جوانی'' ہے، اس میں جسم اور دماغ بھرپور طاقت والے ہوتے ہیں، امنگیں جوان اور جذبے بہت جوش والے ہوتے ہیں۔
لہذا جوانی کی خوب قدر کرنی چاہیے اور اپنی قوت کو اچھے اور بھلائی کے کاموں میں لگانا چاہیے؛ ورنہ جوانی میں کی جانے والی لاپرواہی بڑھاپے میں پچھتاوے کا سبب بن جاتی ہے؛ کیوں کہ: گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔
اس کی مثال تیز دھوپ میں رکھی ہوئی برف کی سی ہے، جس سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو اچھا ہے؛ ورنہ وہ تو بہر حال پگھل ہی جائے گی:

ہورہی ہے عمر مثل برف کم	رفتہ رفتہ چپکے چپکے دم بہ دم

جوانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک کے لیے بہت بڑی نعمت ہے؛ اسی لیے اس کے بارے میں قیامت کے دن خاص طور سے پوچھا جائے گا، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن انسان کے قدم اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے؛ یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے:

① عمر کن کاموں میں گزاری؟

② جوانی کہاں کھپائی؟

③ مال کہاں سے کمایا؟

④ اور کہاں خرچ کیا؟

⑤ جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا؟

اِس حدیث مبارک میں چار سوال جوانی سے متعلق ہیں: ایک عمر کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اس میں جوانی کا زمانہ بھی شامل ہے، مال کمانے کا تعلق بھی اس عمر سے شروع ہوتا ہے، علم حاصل کرنے کا تعلق بھی جوانی میں ہے۔

اِس وقت امّت کے نوجوانوں کا سب سے بڑا مسئلہ دینی تعلیم سے دوری ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقوں کو اپنانے کا ہے؛ حالاں کہ زندگی کے ہر شعبے میں شریعت نے ہم کو تعلیم دی ہے۔

اس لیے پیارے بچو! آج سے یہ طے کرو کہ ہمارا ہر کام: کھانا-پینا، رہنا-سہنا، اٹھنا-بیٹھنا، چلنا-پھرنا، لباس، وضع-قطع سب کچھ شریعت کے مطابق ہوگا اور اس کے متعلق یہ جتنے مسئلے آئیں گے اس پر خود عمل کریں گے اور دوسروں تک پہنچانے کی فکر کریں گے۔

جوان؛ یعنی بالغ ہونا

جوان؛ یعنی بالغ ہونا، اس کی نشانیاں:

① احتلام ہونا؛ یعنی نیند کی حالت میں کوئی خواب دیکھ کر یا بغیر خواب کے منی کا نکلنا۔

② جاگتے ہوئے بیداری میں شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا۔

③ ان میں سے کوئی بھی نشانی نہ ہو اور پندرہ سال کی عمر ہوگئی ہو تو شریعت کی نظر میں یہ بالغ کہا جائے گا۔

بالغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: اب وہ شریعت کے احکام کا پابند ہوگیا، اس پر شریعت کے احکام؛ جیسے: نماز، روزہ وغیرہ ضروری ہوگئے۔

بچوں کو الگ الگ سلانا

حدیث میں ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جب تمھارا بچہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم کرو اور جب دس سال کی عمر ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو سزا کرو۔ (احمد وابوداؤد)

اور دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو بستر بھی الگ کر دینا چاہیے۔

بچوں کو الگ الگ سلانے میں بڑی بھلائی اور خیر ہے، بستر بھی الگ ہو اور کمرہ بھی الگ ہو؛ اس لیے کہ ایک بستر پر ساتھ سونے کی وجہ سے کچھ گناہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

ماں باپ جس کمرے میں سوتے ہیں وہاں بھی بچوں کو ساتھ میں نہیں سلانا چاہیے؛ اس لیے کہ بہت سی مرتبہ بچے سو گئے ایسا نظر آتا ہے؛ لیکن وہ جاگ رہے ہوتے ہیں اور ماں باپ جو کچھ کرتے ہیں اس کا ان پر ایک اثر ہوتا ہے۔

بچوں اور جوانوں کو چاہیے کہ تنہائی میں نہ رہیں، اس سے دماغ میں گندے خیالات کا خطرہ لگا رہتا ہے اور موبائل کے ذریعہ غلط کام کا بھی خطرہ لگا رہتا ہے، اچھے کاموں میں مشغول رہو، مدرسہ اور اسکول کی تعلیم میں لگے رہو، اچھے دوستوں کے ساتھ رہو، اچھی مجلس میں رہو، عالموں کے ساتھ رہو، جماعت کے کام میں رہو۔

غسل کرنا کب ضروری ہوتا ہے؟

تین چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے:

(۱) جنابت؛ یعنی نیند یا بیداری کی حالت میں منی نکلنا۔

(۲) حیض کا ختم ہونا؛ یعنی عورت کے جو حیض کے دن ہیں وہ پورے ہو جائیں۔ (۳) نفاس کا ختم ہونا۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں:

① کلی کرنا۔
غسل میں غرغرے کرنے کو بعض فرض سمجھتے ہیں وہ غلط ہے۔
② ناک میں پانی ڈالنا۔
③ پورے بدن پر اس طرح پانی بہانا کہ ایک بال برابر جگہ سوکھی نہ رہے۔ پورے بدن پر پانی بہاتے وقت نیچے لکھی ہوئی چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:
① جس کی (مجبوری کی وجہ سے) ختنہ نہ ہوئی ہو اس کے لیے قُلفہ (وہ چمڑی جو ختنہ میں کاٹی جاتی ہے) کے اندر کے حصے کو دھونا۔
② ناف اور ایسے سوراخ؛ جیسے کان میں بالی پہنی ہو یا ناک میں نتھ ہو تو غسل میں سوراخ کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے، اگر سوراخ بند ہو گیا ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے۔
③ بھوؤں (آنکھوں کے اوپر کے بال) کے نیچے کی چمڑی کا دھونا۔
④ فرجِ خارج (شرم گاہ کے باہر کا حصہ) کا دھونا۔ (بحر الرائق: ج:۱، ص:۴۹)

غسل کرنے کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا سنت ہے؛ لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کر لیا جائے تو اب بعد میں نماز وغیرہ کے لیے دوبارہ وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہو جاتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہِ تحریمی ہے، اس سے بھولنے کی بیماری اور وساوس کا خطرہ ہے؛ لیکن اگر غسل خانہ پکا ہے (جیسا کہ آج کل ہوتا ہے) کہ پیشاب کے چھینٹے یا ناپاکی باقی رہنے کا خطرہ نہیں ہے تو ایسی جگہ پیشاب کیا جا سکتا ہے، پھر بھی بچنا بہتر ہے۔

وضو کے شروع میں بسم اللہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب تم وضو کرو تو یوں پڑھو: ”بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ“، اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب تک تمھارا وضو باقی رہے گا تمھارے فرشتے تمھارے لیے لگاتار نیکی لکھتے رہیں گے۔

وضو سے فارغ ہونے کے بعد پڑھنے کی دعا اور اس کا ثواب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کوئی آدمی اچھی طرح وضو کرے اور وضو کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے جہاں سے چاہے وہ داخل ہو۔ (مسلم، ترمذی)

وضو کا بچا ہوا پانی پینا

حضرت ابو حیاؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے پورا وضو کر کے دکھلایا تو آخر میں کھڑے ہوئے اور وضو کے بچے ہوئے پانی میں سے پیا اور فرمایا کہ: میں تم کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وضو کا طریقہ بتلانا چاہتا تھا۔ (ترمذی)

نوٹ: اِس سے معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی پینا ثابت ہے، اگر کسی چھوٹے برتن میں پانی ہو تو آخر میں جو تھوڑا سا بچ جاوے اس کو پی لیوے اور نل، حوض وغیرہ بڑی جگہ پر وضو کرے تو ہتھیلی پر تھوڑا سا پانی لے کر پی لے۔

ووٹ کی نشانی کے ساتھ وضو

ووٹ دینے کے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے، وہ چوں کہ پَرت والا (Coating) نہیں ہوتا؛ اس لیے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل اور وضو صحیح ہے۔

(مستفاد از فتح القدیر، ج:۱، ص:۴۲)

تنگ انگوٹھی کے ساتھ وضو

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی وغیرہ پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے۔ (اسی طرح غسل کرتے وقت

اس کو ہلا دینا ضروری ہوگا؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے) اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا ہلانا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع، ج:۱، ص:۲۲)

ننگا ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

بدن کا چھپا ہوا حصہ کھل جانے سے یا ننگا ہوجانے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا، بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ننگا ہوجانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ سراسر غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/ ۳۱)

اِسی طرح وضو کرنے کے بعد آئینہ میں دیکھنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

بیمار (معذور) کا مسئلہ

مسئلہ: جس شخص کا ہمیشہ وضو نہ رہتا ہو؛ یعنی ایک نماز کا پورا وقت وضو نہ رہتا ہو کہ اس میں اتنا موقع نہ ملتا ہو کہ فرض یا واجب نماز وضو کرکے پڑھ سکے، اس کو مسلسل بیماری کا خون ٹپکتا رہتا ہو یا کوئی اور وضو توڑنے والی چیز آتی رہتی ہو، اس کو شریعت میں "معذور" کہتے ہیں۔

معذور بننے کی شرط

مسئلہ: شروع میں کسی بھی فرض نماز کا پورا وقت عذر باقی رہے؛ یعنی اتنا وقت نہ ملے کہ آدمی وضو کرکے فرض یا واجب نماز مختصراً ادا کر سکے تو وہ معذور ہوجائے گا، بعد کی نمازوں میں پورے وقت ایک مرتبہ بھی وہ عذر پایا جائے گا تو وہ معذور ہی باقی رہے گا۔

ہاں! عذر والی چیز ختم ہوگئی؛ یعنی پوری ایک نماز کا وقت اس طرح گزرا کہ وہ عذر والی چیز ایک مرتبہ بھی پیش نہیں آئی تو اس کا عذر ختم ہو گیا، اب اس کو تندرستی کے مسائل پر عمل کرنا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: معذور بننے کے لیے تو شروع میں ایک فرض نماز کا پورا وقت عذر کی حالت میں رہنا ضروری ہے؛ مگر ایک مرتبہ معذور بننے کے بعد پھر ہر نماز کے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس عذر کا پایا جانا کافی ہے، پورے وقت کو گھیرنا ضروری نہیں ہے، ہاں! پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر نہیں پایا جائے گا تو وہ معذور ہونے سے نکل جائے گا۔

معذور کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ: جس بیماری یا عذر کی وجہ سے وہ معذور ہوا ہے اس عذر کے بار بار پیش آنے کی وجہ سے وضوٹوٹتا نہیں ہے، جب بھی کسی فرض نماز کا وقت آئے تو ایک مرتبہ وضو کر لے تو پورے وقت کے لیے وہ وضو کافی ہو جائے گا؛ چاہے وہ عذر والی چیز بار بار پیش آئے، ہاں! کوئی دوسری وضو توڑنے والی چیز پیش نہیں آنی چاہیے، اگر کوئی دوسری وضو توڑنے والی چیز پیش آئی تو اس کا وضوٹوٹا ہوا سمجھا جائے گا، اب پھر سے وضو کرنا پڑے گا۔

نماز کے وقت کے ختم ہونے سے معذور کا وضو ختم ہو جائے گا، نئے وقت کے لیے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔

عذر کے مسائل کی ایک مثال: مثلاً کسی کو گیس چھوٹنے کی بیماری ہے، یا کسی کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی بیماری ہے تو اب فجر کی نماز صبح صادق سے

شروع ہوتی ہے اور سورج نکلنے پر ختم ہوتی ہے تو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک پورے وقت میں اتنی دیر کے لیے بھی یہ پیشاب کے قطرے یا گیس نہ رُکے کہ اس میں وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے؛ یعنی تقریباً پانچ سات منٹ کے لیے بھی نہ رُکے تو سمجھو کہ یہ معذور ہے، ایسے معذور کے لیے یہ مسئلہ ہے۔

اذان کا جواب دینے کی ایک بہت بڑی فضیلت
جنت کا داخلہ

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب اذان دینے والا: ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر'' کہے تو جواب میں جس نے کہا: ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر''، پھر اذان کہنے والا کہے: ''اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ'' اور اس کے جواب میں کہے: ''اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ'' پھر اذان کہنے والا کہے ''اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ'' تو جواب میں کہے ''اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ'' پھر اذان کہنے والا کہے: ''حی علی الصلوۃ'' تو جواب میں کہے: ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' پھر اذان کہنے والا کہے: ''حی علی الفلاح'' اور اس کے جواب میں کہے: ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' پھر اذان کہنے والا کہے: ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر'' اور جواب میں کہے: ''اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر'' پھر اذان کہنے والا کہے ''لا الہ الا اللّٰہ'' اور جواب کہنے والا کہے: ''لا الہ الا اللّٰہ'' اور دل کے یقین سے کہے؛ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔ (مسلم)

نماز باجماعت میں سورۂ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنے سے اللہ کی محبت حاصل ہونا

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے جس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی ترتیب ان کو سکھلائی، اس میں ارشاد فرمایا کہ: جب امام "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" کہے تو تم جواب میں آمین کہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔ (مسلم)

مسجد میں جاکر نماز جماعت سے پڑھنے کی عجیب فضیلت اللہ کی طرف سے صلاۃ اور رحمت کا نصیب ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کا ثواب اپنی دُکان اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ ہوجاتا ہے؛ یعنی پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور اس کی ترتیب یہ ہے کہ آدمی وضو کرے تو اچھی طریقے سے وضو کرے، پھر مسجد کی طرف جاوے، مسجد کی طرف جانے کا مقصد صرف نماز پڑھنا ہو تو ہر قدم جو مسجد کی طرف چلتا ہے جنت میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، پھر جب وہ نماز پڑھ لیوے اور اپنی نماز کی جگہ کے اوپر جب تک رہے گا وہاں تک فرشتے اس کے لیے صلاۃ؛ یعنی رحمت

کی دعا کرتے رہتے ہیں اور فرشتے یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کے اوپر صلاۃ نازل فرمایئے، اس پر رحم فرمایئے، اور تم لوگ جب تک نماز کا انتظار کروگے، وہاں تک تم نماز ہی میں رہوگے۔ (بخاری ومسلم)

نوٹ: اس حدیث سے:

① وضو اچھی طریقے سے کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

② جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پچیس یا ستائیس درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں۔

③ مسجد کی طرف چل کر جاوے تو ہر قدم کے اوپر جنت میں ایک درجہ بلند ہوگا ایک گناہ معاف ہوگا۔

④ صلاۃ، درود یہ لفظ نبی کے لیے ہے؛ لیکن جب ایک مؤمن جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے "صَلِّ عَلَيْهِ" کے پیارے مبارک الفاظ کے ذریعے دعا کرتے ہیں، یہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی کیسی عجیب فضیلت ہے کہ صلاۃ، درود و رحمت جو نبی کے لیے استعمال ہوتا ہے، وہ جماعت سے نماز پڑھنے والے مؤمن کے لیے خود فرشتے ان الفاظ سے دعا کرتے ہیں۔

⑤ مسجد جانے کا مقصد نماز اور دین ہی ہو، مسجد میں دوسرے کسی مقصد سے نہ جاوے، مثلاً کھانا پینا، محفل جمانا، یہ مقصد نہ ہو، نماز اور دین ہی مقصد ہو۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں سب سے بڑا چور کون؟

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑا چوری کرنے والا وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہو۔

پوچھا گیا کہ: یارسول اللہ! کوئی اپنی نماز میں چوری کیسے کرے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو رکوع اطمینان سے نہ کرے، سجدہ اطمینان سے نہ کرے، رکوع اور سجدے میں پیٹھ سیدھی نہ رکھے (وہ سب سے بڑا چور ہے، معلوم ہوا کہ نماز کو اطمینان کے ساتھ ٹھیک پڑھنا چاہیے)۔

(رواہ احمد والطبرانی وقال الهیثمی رجاله رجال صحیح)

ماسک (MASK) پہن کر نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی حالت میں کپڑا لٹکانے سے منع فرمایا اور یہ کہ مرد اپنے منہ کو ڈھانکے اس سے بھی منع فرمایا۔ (ابوداؤد وابن حبان)

نوٹ: اِس سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران چالو نماز میں ماسک کو استعمال کرنے سے پورے پورا احتیاط کرنا چاہیے، مجبوری کی بات الگ ہے۔

بناؤ سنگار اور فیشن کے مسائل

دوسروں کی مشابہت اختیار کرنا

جو مرد عورتوں کی طرح خود کو دکھانے کی کوشش کرے، اسی طرح جو عورتیں مردوں کی طرح کپڑے پہنے ان پر لعنت ہے، حدیث میں ہے:

لَيْسَ مِنَّا مِنَ الرِّجَالِ مَنْ تَشَبَّهَ النِّسَاءَ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.(البخاري،عن ابن عمررضى الله عنه)

ترجمہ: جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کریں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

جس طرح بڑے مردوں کے لیے عورتوں کی مشابہت شریعت میں منع ہے، اسی طرح چھوٹے لڑکوں کے لیے بھی عورتوں کی مشابہت منع ہے؛ لہٰذا چھوٹے لڑکوں کو سونے کی انگوٹھی، براش پہنانا، اسی طرح شادی یا عید کے موقع پر شوق کے طور پر مہندی لگانا جائز نہیں اور پہنانے والے اور مہندی لگانے والے گناہ گار ہوں گے۔ (شامی: ۹/ ۴۴۲-دارالکتاب دیوبند)

دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (ابو داؤد،عن ابن عمررضى الله عنه)

جو انسان کسی قوم کی مشابہت؛ یعنی چال ڈھال کو پسند کرتا ہے وہ اس قوم میں سے گنا جائے گا۔

آج کل مسلمان لڑکے اور لڑکیوں میں فلم میں کام کرنے والے فلمی

اداکاراوراداکاراؤں (Actresses) کی نقل کے کپڑے، بال اور جوتے وغیرہ کی ایک فیشن بن گئی ہے، وہ بہت بری چیز ہے، آخرت میں ان کے ساتھ حساب کتاب کا خطرہ ہے۔

فیشن کے نقصانات

فیشن کے دنیا اور آخرت میں بہت سارے نقصانات ہیں، کچھ یہاں لکھے جاتے ہیں:

① فیشن کی عادت کی وجہ سے خطرناک جوش پیدا ہوتا ہے، جس سے سوچ، دماغ ہمیشہ بے چین رہتا ہے، کسی بھی طرح سکون نہیں ملتا۔

② انسان لالچ کی آگ میں ہمیشہ جلتا ہے اور کسی بھی جگہ پہنچ کر بھی انسان کی چاہت پوری نہیں ہوتی۔

③ پیسوں کو ضائع کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ چیز انسان کو غریب اور لاچار بنا دیتی ہے، انسان قرض میں ڈوب جاتا ہے اور لوگوں سے مانگنے والا بن جاتا ہے۔

④ دکھانے کی غلط عادت بن جاتی ہے کہ اچھے کپڑے، اچھے چپل، اچھے چشمے، اچھے موبائل اور اچھے بال لوگوں کو دکھانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

⑤ اس کے نتیجے میں گھمنڈ پیدا ہوتا ہے، ہر موقع پر زینت، ٹیپ ٹاپ کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

⑥ چوری یا قرض کر کے بھی فیشن کی چاہت پوری کرتا ہے۔

⑦اسی کے پیچھے خوب دھیان دیتا ہے اور آخرت اور ہمیشہ فائدہ دینے والی چیز سے غافل ہوجاتا ہے۔

⑧وقت کی بربادی اس میں ہوتی ہے۔

⑨بہادری ختم ہوجاتی ہے۔

⑩ڈھانچہ بگڑ جاتا ہے۔

⑪اسلامی شریعت سے ہٹ کر کے غیروں کے طریقے اپنانے لگتا ہے۔

ٹیٹو بنانا یا اسٹیکر لگانا (Tattooing & Stickering)

سرمہ، اِنک (Ink) ایسی کوئی چیز سوئی وغیرہ گرم کر کے بدن میں کسی بھی چیز کی ڈیزائن بنوانا یہ بھی جائز نہیں ہے۔

بازو پر نام گُودوانا یا ہاتھ یا کلائی پر کوئی ڈیزائن بنوانا شریعت میں جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی جائز نہیں ہے، حرام اور شیطانی کام ہے؛ چنانچہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ. (النساء:۱۱۹)

ترجمہ: اور میں (شیطان) ان کو ضرور سکھلاؤں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں میں تبدیلی کر ہی ڈالیں گے۔

اِس آیت کی تفسیر میں ''تفسیر خزائن العرفان'' میں ہے کہ جسم کو گود کر

سرمہ یا سیندور وغیرہ کھال میں پیوست (داخل) کر کے نقش و نگار بنانا، بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے (یعنی منع ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ. (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت کرے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔

اِس حدیث میں لفظ ''واشمات'' آیا ہے، ''واشمہ'' اس عورت کو کہتے ہیں جو سوئی وغیرہ کے ذریعہ اپنے اعضا میں سرمہ یا نیل گودوالے جیسا کہ ہندو عورتیں اور بعض ہندو مرد کرتے ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح جلد 6 ص 153 مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

نیز یہ نام اور ڈیزائن عموماً مشین یا سوئی کے ذریعے گودوایا جاتا ہے جس سے کافی تکلیف ہوتی ہے؛ لہٰذا اس طرح بازو وغیرہ پر نام لکھوانا اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا ہے اور بلا شرعی وجہ کے اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے؛ چنانچہ ارشاد الساری میں ہے:

بے شک انسان کی اپنے نفس پر زیادتی گناہ ہے جیسا کہ دوسرے پر زیادتی گناہ ہے؛ کیوں کہ انسان اپنے نفس کا مطلقاً مالک نہیں ہے؛ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، بس اس میں وہی تصرف جائز ہے جس کی اجازت دی گئی ہے۔ (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، جلد 14، ص 72، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اگر کسی شخص نے اپنے بازو پر اس طرح نام لکھوایا ہے تو اس پر توبہ ضروری ہے اور اگر دوبارہ اسی طرح کا عمل کیے بغیر اس نام کو ختم کرنا ممکن ہو تو اس کو ختم کردے اور اگر ممکن نہ ہو؛ بلکہ ختم کروانے کے لیے دوبارہ اسی طرح کا عمل کرنا پڑے جیسا نام لکھواتے وقت کیا تھا تو اس کو اسی حال میں رہنے دے اور توبہ واستغفار کرتا رہے۔

مردوں کے لیے سونے چاندی اور آرٹی فیشل زیورات کا مسئلہ

مرد حضرات کے لیے صرف چاندی کی انگوٹھی وہ بھی چار گرام تین سو چہتر (4.374) ملی گرام تک کی ایک انگوٹھی پہننی کی اجازت ہے۔ (شامی)

اس کے علاوہ سونے کی انگوٹھی یا سونے کی چین یا سونے کا کڑا یا سونے کی بالیاں اور چاندی کی چین، چاندی کی ایک سے زیادہ انگوٹھی یا ابھی جو لکھا گیا اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی یا چاندی کا کڑا یا چاندی کی بالیاں یہ سب پہننا مکروہِ تحریمی اور حرام کے قریب ہے، جس کے پہننے کی وجہ سے آدمی گنہگار ہوگا۔

اسی طرح بہت سے لوگ چشمہ کی فریم سونے یا چاندی کی پہنتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ہاتھ گھڑی میں بعض مرتبہ سونے یا چاندی کا پٹہ ہوتا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، ہاں! صرف سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہوا ہو تو اس کی اجازت ہے یا یہ کہ کچھ سونے یا چاندی کی مقدار اندر ملائی ہو؛ لیکن زیادہ

سونے اور چاندی کے علاوہ دھات ہو تو بھی استعمال کرنے کی گنجائش ہے؛ مگر ایسی چیزوں سے بچنا زیادہ اچھا ہے؛ چونکہ چوری کا خطرہ لگا رہتا ہے اور دوسری برائیاں بھی ہیں۔

ہاتھ میں چین، کڑا پہننا (bracelet)

آج کل بہت سارے مسلمان نوجوان کلائی پر کالا دھاگا پہنتے ہیں، کوئی ہرا دھاگا تو کوئی لال دھاگا بھی پہنتا ہے، اسی طرح بعض لوگ کلائی پر زنجیر (چین) یا کڑا پہنتے ہیں تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ہاتھ میں دھاگہ یا زنجیر باندھنا اگر کسی نفع کی امید یا نقصان سے بچنے کی نیت وعقیدہ سے ہو تو اِس عقیدے کے ساتھ ہاتھوں میں دھاگہ یا زنجیر کا باندھنا صحیح نہیں؛ اس لیے کہ نفع ونقصان پہنچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، اللہ ہی بھلائیاں عطا کرتے ہیں اور مصیبتوں سے بچاتے ہیں؛ بلکہ بعض مفتیانِ کرام نے تو اسے کفر کے کاموں میں شمار کیا ہے۔ (ردالمحتار، ج:۴، ص:۳۴۳)

جاہلیت کے زمانے میں لوگ گردن میں یا ہاتھ میں اپنے عقیدے کے مطابق خود کو مصیبت سے بچانے کے لیے دھاگے باندھا کرتے تھے، ان دھاگوں کو "رَتِیْمَۃُ" کہا جاتا ہے، یہ منع ہے۔ (ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۶۳)

(۲) اور اگر فیشن کے طور پر پہنے تب بھی صحیح نہیں۔

سونے اور لوہے کے کسی بھی زیور کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں، چاندی کی بھی صرف انگوٹھی پہن سکتے ہیں، چین (زنجیر) نہیں پہن سکتے ہیں۔

اس میں عورتوں جیسا بننا ہے؛ کیوں کہ یہ عورتوں کے لیے زینت کی چیز ہے، مردوں کے لیے نہیں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کے جیسے بننے والے مردوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری شریف)

کپڑے، ہیئت (દેખાવ)، بات چیت، چال اور کام کے انداز میں عورتوں کی نقل اتارنا منع ہے۔

نوٹ: کسی کو پیدائش کے وقت سے قدرتی ایسا ہو تو برا نہیں ہے، وہ مجبوری ہے۔

اسی طرح ہاتھوں میں کڑا پہننا بعض غیر مسلموں کی مذہبی نشانی ہے اور غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (سنن أبی داؤد)

مسلمان نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ شریعت کی حد میں رہتے ہوئے زیب و زینت اور فیشن کریں اور ہر رواج اور ہر فیشن کی نقل کا مزاج نہ بنالیں، مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ لوگوں کے رنگ میں رنگ جائیں؛ بلکہ ایک مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ دنیا اس کو اپنے لیے نمونہ بنائے۔

اس کے علاوہ آج کل ایک فیشن چل پڑی ہے کہ بہت سارے نوجوان گلے میں لوہے یا تانبے کی چین یا کسی چیز کا پٹہ، اسی طرح ہاتھوں میں کڑے، کانوں میں بالیاں پہنتے ہیں، یہ سب شریعت کی جانب سے منع ہے اور گناہ ہے اور یہ سب چیزیں فلمی اداکار اور سنگر (singer) لوگوں کو دیکھ کر ہمارے مسلم معاشرے کے لڑکے اسے اپناتے ہیں، اس میں ڈبل گناہ ہے:

① ایک تو ان کی مشابہت کرنے کا، حدیث میں آتا ہے کہ دنیا میں ہم جس سے محبت کرتے ہوں گے، جسے اپنا آئیڈیل بناتے ہوں گے، جسے ہم فولو کرتے ہوں گے، کل قیامت میں ہمارا حشر (حساب و کتاب) بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔

② دوسرا شریعت میں ان سب چیزوں کے منع ہونے کے باوجود پہننا؛ لہذا ان سب چیزوں سے بچنا چاہیے اور سنت کے مطابق رہن سہن اختیار کرنا چاہیے؛ تاکہ ہمارا حشر نیک لوگوں کے ساتھ ہو۔

بالوں کے مسائل

حضرت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال رکھنے کا طریقہ (Style)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال عام طور پر تین طرح کے ہوتے تھے:

① کانوں تک۔

② کان کی لو اور کندھے کے درمیان تک۔

③ کاندھوں تک یا کاندھوں کے قریب قریب تک رہتے تھے۔ (بخاری)

ان بالوں کو ''زُلفہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح حج اور عمرہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حلق؛ یعنی مکمل سر مونڈنا بھی ثابت ہے؛ لہذا اہم چار طریقے پر بال رکھ سکتے ہیں۔ (شرح مشکوۃ للطیبی)

نوٹ: جو آدمی بڑے بال رکھے اسے چاہیے کہ بالوں میں تیل ڈال کر کنگھی کر کے انھیں اچھے طریقے پر رکھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالوں میں تیل ڈالتے تھے اور کنگھی فرماتے تھے۔

ہمیں بھی بالوں میں موسم کے اعتبار سے تیل بہت زیادہ استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ ٹھنڈی اور زیادہ بارش ہو تب بادام اور زیتون کا تیل سر میں لگاویں، اور گرمی کے موسم میں ناریل اور کدّو (لوکی) کا تیل استعمال کریں، اور جس کو نیند نہ آتی ہو وہ خش خاش کا تیل (Poppy seeds oil) بھی استعمال کر سکتا ہے۔

اور الگ الگ قسم کے تیلوں کو آپس میں ملا کر بھی سر میں لگانا چاہیے، اس سے دماغ میں ٹھنڈک رہتی ہے، سکون ملتا ہے اور نیند اچھی آتی ہے اور ڈپریشن (Depression) کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔

آج کل جو اسٹائل چلی ہے کہ لوگ سر میں تیل نہیں لگاتے یہ صحیح نہیں ہے، سر میں تیل لگانا اور خوب تیل لگانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنت ہے، اس سے دماغ کو سکون ملے گا۔

نئی اسٹائل کے بال

آج کل جو فیشن چلی ہے کہ سر کے کچھ حصے میں بال منڈوا دینا اور کچھ حصے میں بڑے رکھنا، کچھ حصے میں چھوٹے رکھنا اور کچھ حصے میں بڑے، یہ سب الگ الگ اسٹائل کے بال شریعت میں ناجائز ہے اور اس میں آوارہ لوگوں کی نقل اتارنا بھی ہے اور دوسری قوم کی نقل بھی ہے، حدیث میں آیا ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''قَزَع'' سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

''قزع'' کی تین صورتیں ہیں:

① سر کو الگ الگ جگہوں سے مونڈا جائے اور بعض حصوں میں بال چھوڑ دیے جائیں؛ جیسا کہ آج کل ایسا بہت رواج ہے۔

② سر کے اکثر حصے کو مونڈا جائے اور کسی ایک جگہ بال چھوڑ دیے جائیں؛ جیسے بعض لوگ سر منڈوا کر صرف چوٹی رکھتے ہیں۔

③ سر کے کسی ایک حصے کو مونڈا جائے اور سر کے اکثر حصے پر بال چھوڑ

دیے جائیں۔ یہ تینوں صورتیں منع ہے اور مکروہِ تحریمی ہے۔

نوٹ: یہ ایسا گناہ ہے کہ آدمی چوبیس گھنٹے اس میں مبتلا رہتا ہے، نماز، روزہ، قران کی تلاوت اور ہر نیک کام کے ساتھ یہ گناہ چالو رہتا ہے؛ اس لیے اس طرح کے بالوں سے بچنا چاہیے، پورے سر کے بال ہر طرف سے ایک جیسے ہونے چاہیے اور سنت کے مطابق بال رکھنے چاہیے اور اس طرح فیشن والے بال رکھنے سے بچنا چاہیے۔

بچوں کے بال کے اندر بھی یہی مسائل ہے، ہاں! بچے چونکہ چھوٹے ہیں؛ اس لیے ان کے بال مشین کے ذریعہ صاف کروا دیے جاویں اور اگر قینچی سے کٹوانا ہو تو سب طرف سے برابر کٹوائے۔

مرد کے لیے چوٹی یا انبوڑہ باندھنا جائز نہیں ہے۔ (انبوڑہ باندھنا: یعنی تمام بالوں کو جمع کرنا)۔

داڑھی اور مونچھ کے متعلق مسائل

داڑھی رکھنا تمام انبیا علیہم السلام کی سنت ہے، مسلمانوں کا قومی شعار (علامت) اور مردوں کی طبعی اور فطری چیزوں میں سے ہے؛ اسی لیے ایک مشت (مُٹھّی) سے کم داڑھی رکھنا حرام اور گناہ کا کام ہے۔

داڑھی کی شرعی حد

داڑھی کی ابتدا کانوں کے پاس جہاں سے جبڑے (یعنی منہ کے اندر

کی وہ ہڈی جس میں دانت لگے ہوئے ہوتے ہیں) کی ہڈی شروع ہوتی ہے وہاں سے لے کر مکمل جبڑے تک ہے۔(شامی،ج:۱،ص:۱۰۰)

اور لمبائی میں ایک مُشت (ہمارے ہاتھ کی ایک مٹھی) ہے، تینوں جانب سے ایک مشت ہونا ضروری ہے؛ ہاں! ایک مشت سے بڑھ جائے تو زائد داڑھی کتر سکتے ہے۔(جواہر الفقہ،ج:۷)

اس کے علاوہ جو گالوں پر بال آتے ہیں وہ داڑھی میں شامل نہیں ہے، انھیں کاٹ سکتے ہیں۔(ابن ابی شیبہ)

ہونٹ کے نیچے جو بال ہوتے ہیں جنھیں بچہ داڑھی کہا جاتا ہے وہ بھی داڑھی ہے، اسے بھی نہیں کاٹنا چاہیے۔(ہندیہ،ج:۳،ص:۳۵۸)

آج کل فیشن کے طور پر پٹہ داڑھی رکھتے ہیں یا داڑھی تو بڑی رکھتے ہیں؛ لیکن اس میں گرہ لگاتے ہیں (دبا دیتے ہیں)، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

داڑھی کٹوانا

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی بہت زیادہ طاقت والی (Super power) حکومت کسریٰ نے اپنے آدمیوں کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا، ان کی داڑھی نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منہ مبارک پھیر لیا، ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں فرمایا؛ حالاں کہ وہ مسلمان نہیں تھے، آپ اندازہ لگاؤ کہ ایک مسلمان کے داڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی!!

ڈاڑھی کی خوبیاں

(۱) داڑھی رکھنا ایک سنت ہے۔

(۲) داڑھی اسلام کی نشانی ہے۔

(۳) داڑھی شریف ہونے کی نشانی ہے۔

(۴) داڑھی چھوٹوں اور بڑوں میں فرق کرتی ہے۔

(۵) داڑھی سے انسان مرد نظر آتا ہے۔

(۶) داڑھی سے مرد اور عورت میں فرق ہوتا ہے۔

مونچھیں کاٹنا

حدیث شریف میں ہے کہ پانچ چیزیں فطرت کے کاموں میں سے ہیں، اس میں سے ایک مونچھ کا تراشنا بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

بعض احادیث میں مونچھیں تراشنے کو انبیا علیہم السلام کی سنت بتایا گیا ہے۔ (بخاری)

کوشش کرنی چاہیے کہ مونچھ کو جتنا ہو سکے اتنا کم کیا جائے، قینچی سے اچھی طرح کاٹ دیا جائے یا جن مشینوں میں قینچی آتی ہے ایسے Trimmer machine سے مونچھیں اچھی طرح صاف کرنی چاہیے۔

ایک دم بڑی مونچھیں رکھنا کہ کھانے پینے کے برتن میں بال لگے یہ مکروہ ہے۔

سینہ، پیٹ اور گردن وغیرہ کے بالوں کا مسئلہ

سینہ اور پیٹ کے بالوں کو منڈوانا جائز ہے؛ مگر نہ منڈوانا بہتر ہے۔

(ہندیہ، ج:۵۔ص:۳۵۷)

ران اور بازو (Thighs & Shoulders) کے بال رکھنا اور کٹوانا دونوں جائز ہے۔

گردن کے بال منڈوانا جائز ہے۔ (شامی، ج:۱،ص:۱۰۰)

ناف کے نیچے کے بالوں کا مسئلہ

ناف کے نیچے کے اور بغل کے بال نکالنے کا حکم شریعت میں خاص طور پر دیا گیا ہے؛ کیوں کہ یہاں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے گندگی پھیلتی ہے؛ لہذا ناف کے نیچے کے بال ہفتے میں ایک بار صاف کرنا بہتر ہے، جو اس میں دیر ہو تو پندرہ دن کے اندر اندر اور اس سے زیادہ دیر ہو تو زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک اجازت ہے، اس سے زیادہ دیر کرنا درست نہیں؛ بلکہ گناہ ہے، لہٰذا چالیس دنوں سے پہلے ناف کے نیچے کے بال صاف کر لینا چاہیے۔ (شامی)

ناف کے بال کی حد: پیٹ کی حد جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سخت ہڈی ہے جس پر خاص طرح کے بال اگتے ہیں وہاں سے بال صاف کرنا ہے، اسی طرح بڑے استنجے کی جگہ اور اس کے آس پاس کے بال بھی صاف کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج:۹،ص:۳۳۳)

بغل کے بال کا مسئلہ

بغل کے بال کے بارے میں حدیث میں ''نَتْفُ الْاِبِطِ'' کا ذکر ہے؛ یعنی بغل کے بال اکھاڑنا؛ لہٰذا اگر کسی نے بلیڈ یا استرہ کا استعمال نہ کیا تو وہ اسے اکھاڑے۔ (شامی)

اس کے علاوہ ناف کے نیچے کے اور بغل کے بالوں کی صفائی کے لیے بلیڈ، استرہ، مشین یا آج کل کریم وغیرہ آتی ہے اسے استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعہ صفائی کی جاسکتی ہیں۔

بدن کے دوسرے غیر ضروری بالوں کا مسئلہ

بغل اور ناف کے نیچے کے علاوہ جو بال ہیں، جیسے پیروں کے بال، ہاتھوں کے، سینہ اور پیٹھ کے بال تو اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر بال بہت زیادہ گھنے ہوں تو انھیں نکال سکتے ہیں، البتہ معمولی ہو تو نہ نکالنا بہتر ہے؛ کیوں کہ ایک بار نکالنے سے اور زیادہ مقدار میں بال آتے ہیں؛ لہٰذا جس سے انسان بچنا چاہتا ہے اسی میں مزید مبتلا ہو جائے گا۔

بالوں میں مہندی اور خضاب لگانا (Hair Dye)

خضاب کے معنی: رنگنے کے ہیں (کلر کرنا)، اب چاہے بال رنگے جائیں یا بدن کے کسی حصے کو رنگا جائے، اسی وجہ سے عورتوں کے مہندی لگانے

کو بھی ''خضاب'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خضاب لگانا مستحب ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی خضاب کی باتیں آئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بال یا داڑھی سفید ہوچکی تھی انھیں خضاب کرنے کا حکم فرمایا تھا۔(طحطاوی)

البتہ اگر کسی کے چند بال سفید ہوں اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ خضاب نہ لگائے اور جس کے زیادہ بال سفید ہوچکے ہوں ایسے شخص کے لیے خضاب لگانا مستحب ہے۔

خضاب میں بالکل کالا رنگ لگانا مکروہِ تحریمی ہے، اس کے علاوہ اور رنگ جیسے براؤن، مہندی کلر، چاکلیٹ کلر، یہ سب لگا سکتے ہیں۔(شامی)

اسی طرح ایسا خضاب لگایا جائے جسے لگانے کے بعد بالوں پر پَرت (Coating) نہ جمے، اگر ایسا خضاب لگایا جس سے پرت جمتی ہے تو وضو اور غسل میں پانی بال تک نہ پہنچنے کی وجہ سے وضو اور غسل بھی نہیں ہوگا اور نماز اور دوسری عبادتیں بھی ادا نہیں ہوگی؛ لہذا سادہ خضاب لگایا جائے۔

آج کل عجیب عجیب قسم کے خضاب (Dye, ڈائی) نکلے ہیں جس کو نافرمان اور فاسق لوگ استعمال کرتے ہیں، اس میں ایک تو طبی (ڈاکٹری) لحاظ سے بال کمزور ہوکر گرنے لگتے ہیں اور بعض مرتبہ کپکپی کی بیماری بھی اس سے ہوجاتی ہے اور نیز یہ مغربی کلچر کا اثر ہے؛ لہذا ہمیں اس طرح کے خضاب استعمال کرنے سے بچنا چاہیے۔

کپڑوں کے مسائل

لباس کا مقصد

لباس کے معنی پہننے کے ہیں، اسی سے لباس کا لفظ ہے۔

لباس کا ایک مقصد: بدن کے شرم کی جگہ کو چھپانا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ (الأعراف)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمھاری شرم کی جگہوں کو چھپاتا ہے اور (ایسے کپڑے بھی اتارے جو تمھارے لیے) زینت ہے اور تقویٰ کا لباس وہ بہترین (لباس) ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ہے؛ تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ (از: تیسیر القرآن)

لباس کا حکم

لباس کے مسائل الگ الگ ہیں: فرض، مستحب، مباح، مکروہ۔

فرض لباس یہ ہے کہ جس سے مرد اور عورت کا ستر کا حصہ چھپ جائے۔

مرد کا ستر کا حصہ: ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے جسے ہر حال میں چھپانا ضروری ہے، اس حصے کو کھلا رکھنا اور دوسروں کو دکھانا حرام ہے اور گناہ کا کام ہے۔

مستحب لباس یہ ہے کہ: آدمی کا لباس حضور ﷺ کے لباس کی طرح یا اس کے قریب ہو یا اپنے زمانے کے بزرگانِ دین کے لباس کی طرح ہو۔

آپ ﷺ زندگی میں جس طرح کے کپڑے پہنتے تھے اسے دیکھ کر علما نے سنت لباس کی یہ تعریف لکھی ہے کہ: ایک دم باریک نہ ہو کہ اندر کا سب نظر آئے، ایک دم چست نہ ہو کہ بدن کی بناوٹ معلوم ہو اور ٹخنوں کے نیچے نہ ہو۔

مباح وجائز لباس: ایسا لباس جس میں خوب صورتی اور زینت ہو؛ لیکن شریعت کی حد میں ہو تو ایسا لباس مباح وجائز ہے۔

لباس کی بعض مکروہ صورتیں

(۱) آدمی شہرت (دکھاوے) کے لیے اور اپنی بڑائی جتلانے کے لیے لباس پہنے تو مکروہ ہے، حدیث میں ہے:

جس نے شہرت کا کپڑا پہنا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت اور رُسوائی کا کپڑا پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ)

ہمیں اس طرح کے لباس پہننے سے بچنا چاہیے، آج کل ایسا بہت ہوتا ہے کہ مہنگے سے مہنگا کپڑا خریدا جاتا ہے اور پہنا جاتا ہے اور مقصد صرف دکھلاوا ہوتا ہے۔

(۲) مرد، عورت جیسا اور عورت، مرد جیسا لباس پہنے، یہ بھی مکروہ ہے، اسی طرح مسلمانوں کے لیے ایسا لباس پہننا کہ غیر مسلموں سے مشابہت پیدا ہو جائے یہ مکروہ ہے۔

اس میں بھی مختلف درجات ہیں، غیر مسلموں کی مذہبی نشانیوں جیسا لباس ہو تو سخت گناہ اور حرام ہے، حتی کہ بعض علما نے کفر تک قرار دیا ہے۔

نیز کبھی کراہت رنگ کی وجہ سے بھی آتی ہے، جیسے زعفرانی رنگ کے کپڑے، لال کپڑے مردوں کے لیے پہننا مکروہ ہے، اس کے علاوہ دوسرے رنگ کے کپڑے پہن سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے، البتہ سفید کپڑا پہننا افضل اور پسندیدہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

سفید کپڑا پہنو، یہ تمھارے کپڑوں میں بہترین کپڑا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ (ترمذی شریف)

لہذا پینٹ، شرٹ، ٹائی، کوٹ، پتلون یا اسی طرح آج کل جو فیشن والے کپڑے آئے ہیں جس میں سے مختلف جگہوں سے پھٹن ہوتی ہے، یہ سب ٹھیک کپڑے نہیں ہے اور غیروں کا طریقہ ہے اور خاص کر اگر پھٹن ستر کی جگہ پر ہو اور چوتھائی ستر کے برابر کھلا رہتا ہو تب تو بالکل جائز نہیں ہے اور ایسے کپڑوں میں نماز نہیں ہوتی ہے۔ (شامی)

نوٹ: بہت سے حضرات کپڑے پھٹ جانے کی صورت میں اسے یونہی ضائع کر دیتے ہیں؛ حالاں کہ کپڑا بالکل اچھا ہوتا ہے، ایسی صورت میں پیوند لگا کر اسے استعمال کرنا چاہیے، لوگ اسے بُرا سمجھتے ہیں؛ حالاں کہ یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیوند والے کپڑے پہننا ثابت ہے۔ (ترمذی)

لباس کیسا ہو؟

لباس ایسا ہو جس کے ذریعے جسم کو راحت اور آرام حاصل ہو۔

اتنا چھوٹا لباس نہ ہو کہ لباس پہننے کے باوجود ستر کا کچھ حصہ کھلا رہ جاوے۔

اسی طرح اتنا باریک نہ ہو کہ بدن کے اندر کا حصہ دکھائی دیتا ہو۔

دوسروں کو دکھانے کے لیے یا دوسروں پر رعب جمانے کے مقصد سے شان دار لباس پہننا جائز نہیں ہے۔

ایسا لباس پہننا جس کی وجہ سے وہ کسی دوسری قوم جیسا نظر آئے؛ یعنی کسی قوم کی نقل اتارنا یہ جائز نہیں ہے۔

ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے نماز شروع کرائی، پھر میں نے دیکھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو نماز میں مشغول تھے ان کے سروں کے اوپر لمبی ٹوپیاں تھیں۔ (ابوداؤد)

ٹوپی کے مسائل

ٹوپی پہننا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور امّت کے نیک لوگوں سے ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین طرح کی ٹوپی پہنتے تھے:

(۱) سفید ٹوپی۔

(۲) سبز دھاری دار ٹوپی۔

③ ذرا بڑی اور اونچی ٹوپی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام طور پر سفر میں پہنا کرتے تھے۔ (اخلاق النبي للاصبهانی)

کسی بھی رنگ کی ٹوپی پہن سکتے ہیں، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ کو پسند فرماتے تھے اور اس رنگ کی ٹوپی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنی ہے؛ لہذا سفید پہننی چاہیے، اس کے علاوہ اور کوئی رنگ کی پہننا چاہے تو پہن سکتے ہیں، البتہ جو رنگ مردوں کے لیے منع ہیں ان رنگوں کی نہیں پہننی چاہیے جیسے لال اور زعفرانی۔

کھلا سر رکھنا اللہ والوں کا طریقہ نہیں ہے؛ اس لیے ہمیں اللہ والوں کا طریقہ اپنا کر سنت طریقے کے مطابق ٹوپی پہننی چاہیے۔

عمامہ کا مسئلہ

عمامہ ''پگڑی'' کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ پہنتے تھے۔

عمامہ کی فضیلت:

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عمامہ باندھو تو تمھارا وقار زیادہ ہوگا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

عمامہ پہننا یہ (عادت والی) سنت ہے۔

عمامہ کی مقدار (سائز)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو پگڑیاں تھیں: ایک چھوٹی، دوسری بڑی، چھوٹی کی مقدار سات ذراع (ایک ہاتھ؛ یعنی کہنی سے درمیانی انگلی تک کا حصہ، جو تقریباً ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے) اور بڑی کی مقدار بارہ ذراع (ہاتھ) تھی۔ (مرقاۃ)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پگڑی کی مقدار عام حالت میں تین شرعی ذراع، نمازوں میں سات ذراع اور جمعہ اور عیدین میں بارہ ذراع ہوا کرتی تھی۔ (العرف الشذی)

شملہ کی تعداد

پگڑی کے دو شملہ بھی منقول ہے:

① دونوں کندھوں کے درمیان۔

② ایک شملہ ایک کندھے کے درمیان۔

③ ایک شملہ سامنے اور دوسرا پیچھے۔

④ دائیں طرف شملہ کو لٹکانا۔

نوٹ: کندھوں کے درمیان لٹکانا افضل ہے۔

شملہ کی مقدار

① ایک ذراع۔

۲ ایک بالشت (۹انچ) اور چار انگلیاں۔

البتہ شملہ اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ آدھی پیٹھ سے آگے بڑھ جاوے، آدھی پیٹھ سے شملہ بڑھ جائے تو وہ اِسبال سمجھا جاتا ہے، اس سے بھی زیادہ کرنا بدعت ہے؛ لہذا ایسا کرنے سے جس اسبال سے منع کیا گیا ہے اسی کو کرنا کہلائے گا۔

بہتر یہی ہے کہ عام طور پر عرف میں جہاں تک لٹکایا جاتا ہو تو اتنی مقدار تک رکھا جائے، اس سے زیادہ رکھیں گے تو پھر یہ مکروہ سمجھا جائے گا۔

پگڑی کے رنگ

۱ کالا۔ ۲ سفید۔ ۳ زرد۔ ۴ لال۔

نوٹ: سبز عمامہ صحیح روایت سے ثابت نہیں؛ البتہ حضرات صحابہ نے سبز رنگ کی پگڑی استعمال فرمائی ہے۔

جنتی لوگوں کے کپڑے سبز ہوں گے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبز رنگ پسند تھا؛ اس لیے دوسرے رنگوں پر ترجیح کا خیال کیے بغیر استعمال کرنا جائز ہے۔

نوٹ: عمامہ ٹوپی پر باندھا جائے، وہ ٹوپی کے صرف اطراف پر نہ باندھا جائے؛ بلکہ درمیان میں بھی ایک آدھ پیچ ہو، اس کا شملہ کندھوں کے درمیان ہو، یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو اور شملہ ایک ذراع سے زیادہ نہ ہو۔

تصویر والے کپڑے

شرٹ، پینٹ، ٹی شرٹ، جوتے چپل جس پر جانور یا انسانی تصویر بنی ہوئی ہو وہ خود پہننا اور بچوں کو پہنانا جائز نہیں ہے۔

تصویر اور ڈیجیٹل تصویر کے مسائل

تصویر کی مختلف صورتیں ہیں:

① جس میں سایہ بھی پڑتا ہو جسے ہم مجسمہ یا مورتی سے تعبیر کرتے ہیں، یہ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے، اس پر احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے:

جس گھر میں کتا یا تصویر ہوگی اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

② غیر سایہ دار ہو، اس کا بنانا بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے، البتہ ذلّت کی جگہوں میں اس کا استعمال کر سکتے ہیں، جیسے گھر کے پائے دان یا بچھانے والی چادر میں ہو؛ لیکن بہتر تو یہی ہے کہ اس کو استعمال نہ کریں، کسی نے انجانے میں خرید لیا ہو تو اس کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ اس طرح ذلتی کی جگہوں میں استعمال کریں۔

③ ڈیجیٹل تصویر جو آج کل موبائل فون اور کیمرہ سے لی جاتی ہیں، اس سے بچنا چاہیے۔

ڈیجیٹل تصویر

آج کل جو سیلفی (Selfie) اور ویڈیو گرافی چل رہی ہے اس سے بہت بچنا چاہیے، سیلفی کے چکّروں میں لوگ مرجاتے ہیں، ایسے واقعات اخبار میں آتے رہتے ہیں؛ البتہ ضرورت کے وقت کسی معتبر مفتی صاحب سے پوچھ لیوے۔

پھر بھی یہ دھیان میں رہے کہ:

(۱) غیر محرم کی ڈیجیٹل تصویر (Digital image) یا ویڈیو نہ ہو۔

(۲) بدن کے جو اعضا ستر میں داخل ہیں ان کی تصویر نہ ہو۔

(۳) میوزک وغیرہ نہ ہو۔

نوٹ: اوپر جو تصویر کے تعلق سے تفصیل آئی ہے یہ جاندار کے سلسلے میں ہے، غیر جاندار جیسے پانی، درخت، پہاڑ، بلڈنگ، گاڑیاں، موبائل وغیرہ ان سب کی تصویریں جائز ہے، بس! اس بات کا دھیان رہے کہ ان میں لگنے کی وجہ سے دین کی دوسری اہم چیزیں ضائع نہ ہونے پائے۔

آج کل ڈیجیٹل تصویر کو زبردستی (Black mailling) مسلسل بار بار زنا، چوری اور دوسرے خطرناک گناہ کا ذریعہ بنادیا گیا ہے؛ اس لیے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

منگنی اور نکاح کی مسائل اور رسومات

نکاح کے متعلق احکام

دنیا کو آباد رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان فطری (پیدائشی) طور پر کشش (جھکاؤ) رکھی ہے، اب اس پر پوری طرح پابندی لگا دینا بھی فطرت (Nature) کے خلاف ہے اور اس کو اسی طرح بے لگام اور آزاد چھوڑ دینا بھی سخت فتنہ اور فساد کا ذریعہ ہے؛ کیوں کہ اگر صرف شہوت پوری کرنے کو مقصود بنایا جائے گا اور کسی ذمہ داری کے بغیر موج و مستی کی اجازت دی جائے گی تو انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور انسانی نسل کی حفاظت اور تربیت کی نازک ذمّے داری کو کوئی شخص اٹھانے تیار نہ ہوگا اور مغربی تصور کے مطابق عورت کو ''استعمال کرو اور پھینک دو (Use and Throw)'' کا مصداق بن جائے گی جیسا کہ آج کل یورپ اور ویسٹرن کلچر کا حال ہے جو سبھی جانتے ہیں۔

اسی لیے اسلام میں خصوصیت کے ساتھ نکاح کی تاکید اور اس کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ ایمان اور نکاح دونوں جنت سے ہے اور جنت میں جائیں گے تب بھی رہیں گے۔

نکاح عفت اور پاکیزگی کا سب سے بڑا ذریعہ اور شیطانی وساوس کو دور کرنے میں سب سے زیادہ اثر کرنے والا ہے، قرآن شریف میں بہت

ساری جگہوں پر نکاح کرنے کا حکم ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ. (النساء:۳)

ترجمہ: تو عورتوں میں سے جو تم کو پسند آویں دو دو اور تین تین اور چار چار (عورتوں) سے نکاح کرلو۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. (النساء:۲۴)

ترجمہ: اور ان (حرام بتائی گئی عورتوں) کے علاوہ (باقی بہت ساری) عورتیں (اس طرح) تمھارے لیے حلال کردی گئیں کہ تم اپنا مال (یعنی مہر) خرچ کرکے (نکاح کے ذریعے) ان کو حاصل کرو، شرط یہ ہے کہ (مقصد باقاعدہ) نکاح کا بندھن قائم کرنا ہو، صرف شہوت پوری کرنا نہ ہو۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ (النور)

ترجمہ: تم میں سے جن (آزاد مردوں اور عورتوں) کا نکاح نہ ہو ان کا نکاح کراؤ اور تمھارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی (نکاح کراؤ) اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تو بہت وسعت والے، ہر چیز جاننے والے ہیں۔ (از: تیسیر القرآن)

یہ آیات صاف طور پر بتلاتی ہیں کہ عفت اور پاک دامنی حاصل کرنے اور اولاد پیدا کرنے اور نسل کو چلانے کے مقصد سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر

میں بہت بڑی شان والا معاملہ ہے۔

ایک اہم نکتہ

آج کل بہت سے لوگ نکاح نہ کرنے کو دین داری سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، شریعت نے ایسا کرنے سے روکا ہے:

اسلام میں رہبانیت (دنیا سے تعلق ختم کردینا) نہیں ہے۔ (مسندِ احمد)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی بعض صحابہ نے تَبَتُّل (یعنی خَصّی) ہوجانے کی اجازت مانگی؛ حالاں کہ ان کا مقصد نیک تھا کہ یکسوئی سے دین کی خدمت اور عبادت میں لگے رہیں؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ: جائز نہیں ہے۔ (مسلم)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کے بارے میں لذت کو چھوڑ دینے (جیسے نکاح، رات کا سونا، دن میں کھانا پینا) کے ارادے کا علم ہونے پر ارشاد فرمایا:

خبردار ہوجاؤ! اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے بڑا متقی ہوں؛ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور روزہ کے بغیر بھی رہتا ہوں اور رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو شخص میری سنت اور طریقہ سے منہ پھیرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

اِس حدیث سے پتہ چلا کہ اسلام مذہب میں یہ بات پسند نہیں کی گئ

کہ آدمی گھریلو ذمہ داریوں سے بچ کر اور دنیا سے تعلق ختم کر کے بس عبادت میں لگ جائے؛ بلکہ حقیقی دین یہ ہے کہ آدمی اچھی نیت اور اچھے عمل کے ذریعہ اپنی ہر مشغولی کو دین بنائے، اسی اعتبار سے نکاح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہونے کی بنا پر ایک اہم عبادت قرار دیا ہے۔

اہم تنبیہ: آج کل بہت باڈی بلڈر اور کراٹا چیمپئن وغیرہ میں خصوصاً ایک چیز رائج ہے کہ وہ اپنی نس بندی کروا لیتے ہیں؛ جو کہ شریعت میں جائز اور درست نہیں ہے، انھیں کو دیکھ کر جیم (Gym) جانے والے ہمارے نوجوان لڑکے باڈی بنانے یا کراٹے سیکھنے کی فکر میں اس عمل کو کر بیٹھتے ہیں جو بالکل جائز نہیں ہے۔

نکاح کے فضائل

بہت ساری حدیثوں میں نکاح کی فضیلتیں آئی ہیں، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْاِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ. (مشکوۃ)

جب کسی شخص نے نکاح کر لیا تو اس نے اپنا آدھا دین مکمل کر لیا، اب وہ آگے باقی آدھے دین میں اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے۔

اس حدیث میں نکاح کو آدھا ایمان قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر گناہ انسان کے منہ اور شرم گاہ سے ہوتا ہے، اگر وہ نکاح کر کے شرم

گاہ کو گناہوں سے بچالے تو گویا اس نے گناہوں کے آدھے راستے کو بند کر دیا اور باقی آدھے جو منہ سے تعلق رکھتے ہیں اس سے بچ رہے تو ان شاء اللہ! مکمل ایمان والا بن جائے گا۔

جو شخص نکاح نہ کر سکے وہ کیا کرے؟

چونکہ نوجوانوں کو ضرورت زیادہ ہے اس لیے خاص طور پر نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب دی گئی ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (مشکوۃ)

اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرلے؛ اس لیے کہ وہ نظر کو بہت زیادہ نیچا رکھنے اور شرم گاہ کی بہت زیادہ حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے؛ اس لیے کہ روزہ اس کو گناہ سے بچانے والا ہے۔

اس حدیث شریف میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو جن میں ابھی نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو یا ابھی وقت نہ ہو نفل روزہ رکھنے کا مشورہ دیا کہ وہ نفل روزہ رکھے گا تو اس کی شہوت ٹوٹے گی اور وہ گناہ سے بچے گا، جبکہ آج الٹا ہو رہا ہے کہ ہمارے نوجوان ایسا ایسا کھانا کھاتے ہیں کہ جس سے شہوت بھڑکتی ہے اور اس سے گناہ زیادہ وجود میں آتے ہیں؛ اس لیے ایسے

لوگوں کو نفل روزہ رکھنا چاہیے اور سادہ کھانا کھانا چاہیے اور شہوت بھڑکانے والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے؛ جیسے شہوت بھڑکانے والی چیزیں دیکھنا، گندی فلمیں دیکھنا وغیرہ سے ضرور بچنا چاہیے۔

نکاح کا پاکیزہ مقصد

نکاح کس نیت سے کرنا چاہیے؟ ایک موقع پر نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْأُمَمَ. (ابوداؤد)

ترجمہ: بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو؛ کیوں کہ میں تمھارے ذریعہ قیامت کے دن دوسری امتوں پر کثرت کی وجہ سے فخر کرنے والا ہوں گا۔

معلوم ہوا کہ نکاح کے اہم ترین مقاصد دو ہیں:

(۱) میاں بیوی میں محبت زیادہ ہونا جو خاندانوں میں جوڑ کا بڑا سبب ہے۔
(۲) اولاد حاصل کرنا جس پر دنیا کی آبادی کا مدار ہے؛ لہذا نکاح کو محض شہوت پوری کرنے اور موج مستی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کریں! بہت سے نئے جوڑے شادی کے شروع دنوں میں ایسے اسباب اختیار کرتے ہیں جن کی وجہ سے حمل نہ ٹھہرے، یہ اچھی بات نہیں ہے اور بہت سے ٹھہرنے کے بعد اس کو گرا دیتے ہیں جو کہ غلط ہے اور اسے قتل کہا گیا ہے؛ لہذا چند دنوں کے مزے کے لیے اس طرح کے غلط کام

نہیں کرنے چاہیے۔

نیز علما نے لکھا ہے کہ اگر شروعات میں اس طرح اولاد کو گرا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بعد میں جلدی اولاد نہیں دیتے ہیں، کبھی تو پوری زندگی اولاد نہیں دی جاتی ہے۔

نکاح کا حکم

لوگوں کی حالت کے اعتبار سے نکاح کے الگ الگ مسائل ہیں:

① **فرض:** جو شخص مہر اور بیوی کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور اس کے خرچے کی ادائیگی کرسکتا ہو اور اسے اطمینان ہو کہ وہ بیوی پر کسی طرح کا ظلم نہ کرے گا اور طبیعت میں نکاح کا ایسا تقاضا ہو کہ نکاح کے بغیر زنا کا یقین ہو تو ایسے شخص پر نکاح کرنا فرض ہے۔

② **واجب:** جو شخص مہر اور بیوی کا خرچہ اور تمام حقوق ادا کرسکتا ہو اور اسے خطرہ ہو کہ اگر نکاح نہ کیا تو گناہ (مثلاً، زنا، بدنظری یا مشت زنی) میں پڑ جائے گا تو اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔

③ **سنتِ موکدہ:** جو شخص مہر اور بیوی کے خرچے کی طاقت رکھتا ہو اور بیوی کے تمام حقوق ادا کرسکتا ہو؛ لیکن اس کے دل میں نکاح کے بغیر گناہ میں پڑنے کا یقین یا خطرہ نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے نکاح کرکے پاکیزگی کے ساتھ زندگی گذارنا سنتِ موکدہ ہے، اگر یہ شخص طاقت کے باوجود نکاح نہ کرے گا تو سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

④ **مکروہ:** اگر انسان کو اس بات کا خطرہ ہو کہ وہ نکاح کر کے بیوی کے حقوق ادا نہ کر سکے گا، جیسے: خرچہ اٹھانے کی طاقت نہیں ہے یا بیوی کے جماع کے حقوق پورا کرنے میں شک ہے تو ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

⑤ **حرام:** اگر انسان کو یقین ہو کہ وہ بیوی کا مالی و جنسی حق ادا کرنے پر بالکل طاقت نہیں رکھتا ہے تو اس کے لیے نکاح کرنا حرام ہے، اگر ایسا عاجز شخص نکاح کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

نوٹ: جو شخص نامرد ہو یا ایسا فقیر ہو جس کے پاس گزارے کا سامان نہ ہو تو اسے نکاح کر کے بیوی پر ہرگز ظلم نہیں کرنا چاہیے۔

رشتہ (منگنی) کرنا

منگنی کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ لڑکی یا لڑکے کے نکاح کے لیے مناسب گھرانے کے ساتھ بات چیت اور وعدہ کرنا، دونوں خاندان زبانی بات چیت یا خط یا فون کے ذریعہ ایک دوسرے کو وعدہ دے دیں تو منگنی ہوگئی، اس کے لیے بڑی دعوت رکھنا، ہدیہ و تحفہ دینا اور رسم رواج کرنا صحیح نہیں ہے۔

شادی سے پہلے شادی کی نیت سے عورت کو ایک مرتبہ دیکھنا جائز ہے

شادی کی نیت سے اگر عورت کو دیکھنا چاہیں تو دیکھنا جائز ہے؛ لیکن اس میں یہ خیال رہے کہ جو لڑکا ارادہ رکھتا ہے وہ دیکھے، اس کے والد، بھائی،

چچا، ماموں، دوست وغیرہ کو دیکھنے کی اجازت نہیں، پھر دیکھنا بھی ایسا ہو کہ اس میں حد سے آگے نہ بڑھے، بعض جگہ لڑکی دیکھنے کے لیے لڑکا اپنے دوست کے ساتھ جاتا ہے، والد اور بھائی کو بھی لے کر جاتا ہے، سب مل کر دیکھتے ہیں، یہ سراسر غلط طریقہ ہے، اسی طرح بعض جگہ لڑکے لڑکی کو تنہائی میں ملنے بھی دیا جاتا ہے، لمبی تفصیلی بات چیت اور تنہائی کا موقع دیا جاتا ہے، یہ بھی غلط ہے، بس! شادی کرنے والا لڑکا دیکھ لیوے وہ کافی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جب شادی کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ! اور اس عورت کو (جس سے نکاح کا ارادہ ہے) دیکھ لو۔ (ترمذی)

دیکھنے میں ایک بے احتیاطی

بعض مرتبہ جب لڑکی کو دیکھنے جاتے ہیں تب دونوں ایک دوسرے کے سامنے اپنے گزرے ہوئے زمانے کی تاریخ کھول کر بیٹھ جاتے ہیں، اس کے نتیجے میں دیکھنے ہی کے مرحلے سے بدگمانی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں بہت سی مرتبہ رشتہ بھی طے نہیں ہو پاتا، ان غلط طریقوں کو بند کرنا چاہیے۔

آج کے زمانے میں بعض والدین تو اس مرحلے میں لڑکے لڑکی کو کچھ ایام، کچھ مہینے با قاعدہ ربط (Contact) میں رہنے کی، ساتھ میں گھومنے پھرنے کی اجازت دیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں: پہلے ایک دوسرے کو سمجھ لو،

اچھی طرح جانچ لو کہ نباہ ہوگا کہ نہیں؛ تاکہ آگے کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو، یہ سب غلط اور ناجائز کام ہے، اس طرح غیر شرعی، غیر اسلامی طرز سے دیکھنے ملنے سے کبھی کوئی کام بنتا نہیں؛ بلکہ بگڑتا ہے۔

منگنی (Engagement) میں لین دین

شریعت نے نکاح کے لیے تو مہر کو ضروری قرار دیا ہے؛ لیکن منگنی کے لیے لین دَین کو ضروری یا مستحب نہیں بتایا ہے؛ لہٰذا اِس موقع پر منگنی کا ہدیہ شرعاً ثابت نہیں، اس سے بچنا چاہیے؛ بلکہ جو منگنی کا ہدیہ لوگوں کو دکھلانے کے لیے دیا جاتا ہے وہ جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

اگر ضروری نہ سمجھے، صرف ہدیہ کی نیت ہو، اللہ نہ کرے! رشتہ ٹوٹ جاوے تو واپس لینے کا ارادہ نہ ہو تو شرعی حد میں ہدیہ دے سکتے ہیں اور لے بھی سکتے ہیں۔

منگنی کے وقت کسی عالم سے دعا کرانا

کوئی شخص برکت کے طور پر کسی عالم یا بزرگ سے دعا کروائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر رسم ورواج کی پابندی کے طور پر ایسا کرتا ہے تو بدعت ہے۔

منگنی کے بعد لڑکا اور لڑکی آپس میں کس طرح رہیں؟

منگنی صرف نکاح کا وعدہ ہے، نکاح نہیں، جیسے نکاح سے پہلے دونوں ایک دوسرے کے لیے پرائے ہیں، منگنی کے بعد بھی پرائے ہیں؛ لہٰذا منگنی

کے بعد بھی لڑکا، لڑکی کے لیے اور لڑکی، لڑکے کے لیے حرام ہی ہے، دونوں کا فون پر بات چیت کرنا، چیٹنگ (Chatting) کرنا، ساتھ میں گھومنے جانا اور تنہائی میں ملنا؛ یہ تمام باتیں حرام اور ناجائز ہیں۔

منگنی کے بعد عید اور تہوار وغیرہ کے موقع پر ہونے والے داماد یا بہو کو کھانے کی دعوت تو دی جاسکتی ہے اور دکھلاوے بغیر اخلاص کے ساتھ کوئی ہدیہ، تحفہ لڑکی کے والدین ہونے والے داماد کو دینا چاہیں تو وہ بھی دیا جاسکتا ہے؛ لیکن لڑکی کی ماں ابھی اپنے ہونے والے داماد کے لیے پرائی ہے، اُس کا لڑکے کے ساتھ آمنے سامنے بات چیت کرنا، بے پردہ ملنا، گھڑی پہنانا (جس میں اس کے بدن کو چھونا بھی پڑتا ہے) جائز نہیں؛ بلکہ اگر لڑکی کی ماں جوان ہو تو شادی کے بعد بھی داماد سے احتیاطاً پردہ کرنا ضروری ہے۔

عشق سے نکاح (Love Marriage)

آج کل نوجوانوں میں یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے کہ نکاح دو شخصیتوں کا ذاتی معاملہ (Personal Matter) ہے، اُس میں بڑوں کو سر مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ سوچ بالکل غلط ہے، آپ کے بڑے، والدین اور گھر کے بڑے لوگوں کو تجربہ زیادہ ہے اور وہ آپ کی بھلائی چاہنے والے ہیں، آپ کے بڑے کبھی بھی آپ کا برا نہیں چاہیں گے، آپ کچھ ظاہری خوب صورتی، ظاہری دکھاؤ، کام چلاؤ چیزوں کو دیکھو گے؛ لیکن والدین اور بڑے بوڑھے لوگ آپ کا ہمیشہ کا فائدہ دیکھیں گے، اپنے تجربات کی روشنی میں

سوچیں گے؛ اس لیے ان کے مشورے سے اپنے لائف پاٹنر (شوہر یا بیوی) کا انتخاب کرنا ان شاء اللہ! آپ کو بہت زیادہ فائدہ دے گا۔

آپ کے لیے بہتر ترتیب یہ ہے کہ اگر آپ کی نظر میں کوئی مناسب رشتہ ہے تو آپ اپنے بڑوں کو بتلا دیجیے، آپ کے بڑے تمام مصلحت اور بھلائی کو سامنے رکھ کر اس کی تحقیق کریں گے، پھر استخارہ کر کے پسند کریں گے تو ان شاء اللہ! آپ کے لیے زندگی بھر خیر اور خوشی کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی شادی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے لیے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب اور چچا حمزہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور پھر رشتہ طے کرنے اور نکاح کے پیغام کو قبول کرنے کا جواب دیا، اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے چچا ورقہ اور عمرو بن اسد سے مشورہ کر کے نکاح کو پکا کیا؛ اس لیے نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنے بڑوں سے مشورہ کر کے نکاح کریں۔

والدین کا دل دُکھا کر رشتہ

ماں باپ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، آج کل نوجوان لڑکے اور لڑکیاں والدین کا دل دکھا کر اپنے طور پر رشتہ کر لیتے ہیں، یاد رکھو! جس رشتے میں والدین کا دل دکھا ہوگا تو اس رشتے میں خیر و برکت کا آنا مشکل معلوم ہوتا ہے؛

اس لیے اپنے والدین کو بھروسے میں رکھ کر، استخارہ کر کے، دین کو بنیاد بنا کر رشتہ طے کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

فیس بک، انٹرنیٹ وغیرہ پر چیٹنگ کے ذریعہ سے تعلقات قائم کرنا، افئیر (Affair) کرنا اور اس کے ذریعہ سے رشتوں کو طے کرنا بالکل مناسب نہیں، اس میں آج کل بڑے بڑے دھوکے ہو رہے ہیں، انٹرنیٹ کے ذریعہ جس کے ساتھ تعلق کیا جاتا ہے اس میں ایسے بہت سارے واقعات آ رہے ہیں کہ وہ پہلے ہی سے شادی شدہ اور بچے والے ہیں یا یہ کہ ان میں ایمان نہیں ہے یا ان میں اخلاقی گراوٹ ہے اور نیٹ کے اوپر غلط وعدہ اور غلط چیزیں بتلا کر پھسلا دیتے ہیں، اور پھر بعد میں پوری زندگی پچھتانا پڑتا ہے۔

نکاح کے لیے رشتہ پسند کرنا

نکاح کے لیے لڑکے یا لڑکی کے پسند کرنے کے سلسلے میں اسلام نے بہت صاف صاف ہدایات (Guidelines) دی ہیں، ان ہدایات کو سامنے رکھا جائے تو دونوں کی زندگی بہت اچھی بن جاتی ہے اور اُن کی دنیا بھی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

لڑکی کو پسند کرنے کے بارے میں شریعت کی ہدایت:

پوری دنیا بس تھوڑے وقت کے لیے نفع پہنچانے والی چیز ہے اور دنیا کی نفع پہنچانے والی چیزوں میں نیک اور اچھی عورت بہتر چیز ہے۔ (ابنِ ماجہ)

خوب صورتی اور مال داری کو دیکھ کر رشتہ کیا تو!!

اگر خوب صورتی وغیرہ کو دیکھ کر نکاح کیا تو اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محض خوب صورتی کی وجہ سے کسی عورت سے نکاح نہ کرنا؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ خوب صورتی اُس کے لیے تباہی و بگاڑ کا ذریعہ بن جائے، محض مال و دولت کی وجہ سے بھی نکاح نہ کرنا؛ کیوں کہ مال سے عموماً مستی آجاتی ہے (کیوں کہ مال دار بیوی غریب شوہر کی بات ماننے کے بجائے اکثر اُسے اپنا نوکر سمجھنے لگ جاتی ہے) بس دین داری کی بنا پر شادی کرو۔ (ابن ماجہ: ۱۳۳۴/ ۱۳۳۳)

اور خوب صورتی تو کل ختم ہونے والی ہے۔

عزت، مال اور خاندانی شرافت کو دیکھ کر رشتہ کیا تو!!

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

جو شخص عزت حاصل کرنے کے لیے کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اُس کی ذلتی میں زیادتی ہوگی، جو شخص صرف مال کی وجہ سے شادی کرے گا تو اُس کی غریبی زیادہ ہوگی اور جو خاندانی شرافت کی بنا پر کسی عورت سے نکاح کرے گا (اور مقصد یہ ہو کہ اسے بھی لوگ شریف سمجھنے لگ جائیں) تو اُس کی عزت بڑھے گی نہیں؛ بلکہ گھٹے گی۔

ہاں! جس شخص کا نکاح کرنے سے مقصد یہ ہو کہ اُس کی زندگی پاکیزہ

ہوجائے، یا وہ رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کر سکے تو ایسا نکاح دونوں کے واسطے خیر و برکت کا ذریعہ ہوگا۔ (رواہ الطبراني في الأوسط، فتح القدير: ۵/۲)

ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت دھیان دلانے والی بات ارشاد فرمائی:

جب کسی ایسے شخص کی طرف سے پیغام آجائے جس کے اخلاق و دین سے تم کو اطمینان ہو تو (فوراً) شادی کردو؛ ورنہ زمین کے اندر بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ (ترمذي: ۱/۲۰۷)

دعوت نامہ (Invitation Cards) کا مسئلہ

آج کل بہت مہنگے مہنگے دعوت نامے چھپوائے جاتے ہیں، اتنے مہنگے دعوت نامے ہوتے ہیں کہ اس سے کسی غریب کی شادی ہوجائے؛ لہٰذا اس سے بچنا بہت ضروری ہے، یہ اسراف اور فضول خرچی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ قریبی رشتے داروں کو شادی کے موقع پر دعوت دی جائے تو ٹیلی فون کر کے خبر دے دی جائے یا ملاقات ہوجائے تب ان کو کہہ دیا جائے، الغرض! سادے طور پر ان کو دعوت دے دی جائے۔

شادی سے پہلے ڈریس کوڈ (Dress Code)

شادی جیسے پروگرام میں ڈریس کوڈ؛ یعنی ایک جیسے کپڑے پہننا، اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور ہر مرتبہ پروگرام میں نئے نئے کپڑے پہننا یہ بھی

ایک فضول خرچی ہے۔

اسی طرح اسٹیج بنانا اور اس پر دولہا اور دلہن کو ساتھ بٹھانا اور اس کے لیے مہنگی گاڑی اور گھوڑے پر نظام بنانا یہ سب چیزیں فضول خرچی اور اسراف میں داخل ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے۔

شریعت کی نظر میں مہر کی اہمیت

''مَہَر'' اس چیز کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے بدلے میں بیوی کو پیش کیا جاتا ہے، اب چاہے وہ ادھار ہو یا نقد ہو، پیسوں کی شکل میں ہو یا زیورات کی شکل میں ہو سب صحیح ہے۔

شریعت میں نکاح کا سب سے اہم اور لازمی خرچ عورت کا مہر ہے، یہی وہ خرچ ہے جو ہر حال میں مرد پر ضروری ہوتا ہے، قرآن شریف میں ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً. (النساء:۴)

ترجمہ: اور تم عورتوں کو ان کا مہر (دل کی) خوشی سے ادا کر دیا کرو۔

نوٹ: ''صَدُقٰت'' صدق سے ہے ؛یعنی سچائی، مہر کے ذریعے دولہے کی محبت دلہن کے ساتھ سچی ہے اس کا پتہ چلتا ہے۔

نیز حدیث میں بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر ادا کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تم شادی کے خرچوں میں جن شرائط کو پورا کرتے ہو ان میں سب سے اہم اور لازمی شرط اس مہر کا ادا کرنا ہے جس کے بدلے عورت سے فائدہ

اٹھانا تمھارے لیے حلال ہوتا ہے۔ (بخاری)

اسی لیے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر نکاح کے وقت مہر نہ دیوے یا شرط لگا دی جائے کہ مہر نہ ہوگا تو بھی خود بخود مہرِ مثل واجب ہو جاتا ہے۔

مہرِ مثل کا مطلب یہ ہے کہ دلہن کی بہنوں یا پھوپھیوں یا چچازاد بہنوں جو عمر اور حسن و جمال وغیرہ میں اس عورت کے برابر ہوں ان کا جو مہر مقرر کیا گیا تھا اس جیسا اس عورت کا مہرِ مثل ہوگا۔

مہر کتنا مقرر کیا جائے؟

مہر مقرر کرنے میں شوہر کی مالی گنجائش (Capicity) اور عورت کی خاندانی حیثیت دونوں کا لحاظ کرنا بہتر ہے، اتنا کم مہر مقرر نہ کیا جائے کہ لڑکی والے ذلّت محسوس کریں اور اتنا زیادہ نہ باندھا جائے کہ شوہر کے لیے اس کی ادائیگی مشکل ہو جائے؛ بلکہ مشورہ سے ادائیگی کی نیت سے مناسب مہر مقرر ہونی چاہیے۔

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحب زادیوں اور اکثر ازواجِ مطہرات کا مہر پانچ سو درہم چاندی مقرر کیا گیا تھا، جس کو آج کل "مہرِ فاطمی" کہا جاتا ہے، اس کی مقدار موجودہ گرام کے لحاظ سے تقریباً ایک کلو پانچ سو اکتیس گرام (1.531) چاندی ہوتی ہے۔ شادی کے دن اس کی قیمت معلوم کر کے وہ قیمت یا اتنے زیور مہر میں طے کر دیوے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مہر صرف دس درہم تھا جس کی

مقدار موجودہ وزن کے اعتبار سے تیس (۳۰) گرام چھ سو اٹھارہ (٦١٨) ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم بطورِ مہر ادا کیے تھے جس کا وزن موجودہ دور میں بارہ (۱۲) کلو دو سو چوالیس (۲۲۴) گرام نو سو چوالیس (۹۴۴) ملی گرام چاندی ہوتی ہے، اِس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر آسانی ہو تو زیادہ مہر بھی باندھا جا سکتا ہے اور قرآنی آیت:

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا. (النساء:۲۰)

ترجمہ: اور ان میں سے ایک (جس) کو (چھوڑنا چاہتے ہو) ڈھیر سارا مال (مہر یا ہدیہ میں) دے چکے ہو۔

اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

نام کرنے کے لیے زیادہ مہر مقرر کرنا اچھا نہیں ہے، آج کل بعض جگہوں پر خاندانی رسم و رواج کا لحاظ کرتے ہوئے شوہر کی گنجائش سے کہیں زیادہ مہر باندھنے کا رواج پایا جاتا ہے؛ حالاں کہ یہ کوئی اچھی یا فخر کی بات نہیں ہے؛ بلکہ بہت سی مرتبہ یہ مہر کی زیادتی خود لڑکی کے لیے نہایت مصیبت کا ذریعہ بن جاتی ہے، مثلاً:

(۱) اگر میاں بیوی میں موافقت نہ ہو سکے تو شوہر محض اس لڑکی کو لٹکائے رکھتا ہے چونکہ طلاق کی وجہ سے اسے مہر ادا کرنا پڑے گا۔

② زیادہ مہروں کے رواج کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کی عمریں ڈھل جاتی ہیں اور مال و دولت کے انتظار میں نکاح سے رکے رہتے ہیں؛ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

عورت کی بھلائی میں سے یہ ہے کہ اس کا رشتہ آسانی سے ہو اور اس کا مہر کم ہو۔ (مجمع الزوائد)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

خبردار! عورتوں کے مہروں میں حد سے آگے نہ بڑھو اور مبالغہ مت کرو، اگر یہ دنیوی عزت اور اللہ کی نظر میں تقویٰ کی بات ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر زیادہ عمل فرمانے کے تم سے زیادہ مستحق تھے۔ (مشکوۃ)

اسی لیے خاندانی رسم کی پابندی کے بجائے اپنی گنجائش کے اعتبار سے مہر مقرر کرنا چاہیے، حتی کہ اگر مہرِ فاطمی کی قیمت بھی چاندی کے مہنگا ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ ہوجائے تو جو حضرات اس کو ادا نہ کر سکتے ہوں انھیں "مہرِ فاطمی" پر اصرار نہ کیا جائے، ہاں! جو لوگ گنجائش رکھتے ہیں تو انھیں مہر فاطمی مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ ان کے حق میں افضل ہے۔

مہرِ فاطمی مقرر کرنے سے متعلق

مہرِ فاطمی مقرر کرنا واجب یا فرض نہیں ہے، کوئی شخص یوں سمجھ کر کہ اتنی مہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحب زادی کے لیے مقرر کی تھی مقرر کرے گا تو ثواب کا حق دار ہوگا؛ البتہ اگر کوئی شخص یہ مہر مقرر کر ہی چکا ہو تو (مقرر کرنے

سے) ضروری ہوگئی۔

مہرِ فاطمی ۱۵۳۱ر گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے، نکاح کے وقت جو بھاؤ چلتا ہو اس کو معلوم کر کے اس کے مطابق حساب کر لیا جاوے۔ (محمود الفتاویٰ گجراتی: ۴/ ۲۱۲)

کم سے کم مہر

عورت کا کم سے کم مہر حنفیہ کے نزدیک دس درہم ہے، جو نئے وزن کے اعتبار سے احتیاطاً بتیس (۳۲) گرام ہوتی ہے، اس سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہے، جس دن مہر مقرر کیا جارہا ہے اس دن بازار سے بھاؤ معلوم کر کے بتیس (۳۲) گرام چاندی کا جو بھاؤ ہو وہ مقرر فرمالیں۔

مہر ادا نہ کرنے پر سخت وعید

حدیث شریف میں شروع ہی سے مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنے والے شخص کے بارے سخت وعیدیں آئی ہیں، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر شادی کرے اور اس کے دل میں اس عورت کے مہر کو ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو؛ بلکہ اس نے اسے دھوکہ دیا ہو، پھر وہ عورت کا حق ادا کیے بغیر مر جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کو زنا کرنے والوں میں سمجھا جاوے گا۔ (الزواجر)

لہٰذا اس کوتاہی کو دور کرنے کی سخت ضرورت ہے، مہر عورت کا ضروری حق ہے، جتنی جلدی اس کی ادائیگی ہو جائے بہتر ہے؛ کیوں کہ زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں؛ بلکہ افضل یہ ہے کہ نکاح کے وقت ہی یا رخصتی سے پہلے ہی مہر کی ادائیگی کردی جائے۔

نکاح کا اعلان

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ: نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مسجد میں رکھو۔ (مشکوٰۃ: ۲/۲۷۲)

مسجد میں نکاح کرنے سے جگہ کی برکت حاصل ہوگی اور وقت کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی مناسب ہے؛ تاکہ نور اور خوشی زیادہ ہو۔ (حاشیۂ مشکوٰۃ)

وقت کی برکت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں رکھنے کے ساتھ ساتھ جمعہ کے دن رکھے؛ اس لیے فقہا نے لکھا ہے کہ مستحب ہے کہ نکاح جمعہ کے دن رکھا جائے۔ (درِّ مختار شامی: ۲/ ۲۸۴)

ویسے کسی بھی دن نکاح کرنا صحیح ہے۔

نکاح کے بعد کی دعا

سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد دولہے کو دعا اور مبارک باد دی جائے، آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ الگ الفاظ میں دعا دی ہے، ایک انصاری صحابی کا نکاح پڑھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنھیں اِن الفاظ میں دعا دی:

عَلَى الْأُلْفَةِ وَالْخَيْرِ وَالْبَرْكَةِ وَالطَّيْرِ الْمَيْمُوْنِ وَالسَّعَةِ فِي الرِّزْقِ. (فتح الباری، عمدۃ القاری شرح بخاری)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ اِس نکاح کو) آپسی جوڑ، بھلائی، برکت، خوش قسمتی اور زیادہ روزی والا بنائے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِالْخَيْرِ. (فتح الباری)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں اُتارے اور تم دونوں میں خوب جوڑ پیدا کرے۔

نکاح کے بعد مصافحہ

اگر کوئی شخص دولہے کو دعا اور مبارک باد دینے کے لیے "السلام علیکم ورحمة الله وبركاته" کے ساتھ اُس سے مصافحہ کرے تو اس کی گنجائش ہے؛ البتہ صرف نکاح کی وجہ سے مصافحہ کو سنت نہ سمجھے۔

نکاح کی وکالت کے مسائل

جس طرح زوجین (دولہا اور دلہن) کو خود مجلس میں حاضر ہو کر نکاح کرنا درست ہے، اسی طرح وکالت (دوسرے کو وکیل بنا کر) بھی نکاح کرنا درست ہے، جیسے: لڑکا یا لڑکی کی طرف سے کوئی شخص وکیل بن کر نکاح کی مجلس میں حاضر ہو اور وہ اپنے وکیل بنانے والے یا وکیل بنانے والی کی طرف سے

دو گواہوں کے سامنے نکاح کرے تو یہ نکاح بھی صحیح ہے۔

نکاحِ غائب میں وکیل بنانے کا مسئلہ

اگر لڑکا اور لڑکی الگ الگ ملک یا الگ الگ دور شہر میں رہتے ہوں اور وہ آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو اس کی شکل یہ ہے کہ لڑکا زبانی یا لکھ کر یا فون یا میسیج کے ذریعہ کسی کو اپنا وکیل بنا دے کہ وہ لڑکی کو اس کے لیے قبول کر لے، پھر مجلس میں دونوں کے وکیل نکاح کرا دیں اور اس پر مجلس میں موجود لوگ گواہ ہوں تو اس طرح غائب (غیر حاضر) کا نکاح درست ہو جائے گا۔

عورت کو نکاح میں وکیل بنانا

جس طرح مرد کے لیے نکاح میں وکیل بننا جائز ہے اسی طرح عورت کا بھی دوسرے کے نکاح میں وکیل بننا جائز ہے۔

نکاح میں وکالت کے لیے گواہی ضروری نہیں

نکاح کا وکیل بناتے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں ہے، ہاں! البتہ اگر وکیل بنانے والے کے انکار کر دینے کا ڈر ہو تو گواہ بنا لینا مناسب ہے۔

بغیر دعوت کے شادی میں کھانے جانا

حدیث شریف میں ایک واقعہ ہے کہ: ایک انصاری صحابی - جن کی کنیت ابوشعیب تھی، انھوں - نے اپنے ایک گوشت کا کاروبار کرنے والے

غلام سے کہا کہ: تم میرے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو، میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دعوت دینا چاہتا ہوں؛ چنانچہ کھانا تیار کیا گیا، پھر وہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دعوت پیش کی، اس موقع پر ایک آدمی (جس کو دعوت نہیں دی گئی تھی) ان حضرات کے ساتھ ہولیا، اس پر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوت دینے والے صحابی سے فرمایا کہ:

اے ابوشعیب! ایک آدمی (بغیر دعوت کے) ہمارے ساتھ آ گیا ہے، تم چاہو تو اس کو اجازت دو، اور اگر چاہو تو چھوڑ دو (یعنی اجازت نہ دو)۔

اس پر حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: ۲۷۸)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر دعوت میں شریک نہ ہو اور خود مہمان کے لیے بھی درست نہیں کہ میزبان کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنے ساتھ لائے۔

مشکوٰۃ شریف میں سننِ ابوداؤد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منقول ہے کہ: جو آدمی کسی کے یہاں دعوت میں بغیر بلائے گیا تو چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (مشکوٰۃ: ۲۷۸)

متفرقات

مرنے والے کے کپڑے وغیرہ میراث تقسیم کرنے سے پہلے خیرات کر دینا

ایک غلط رسم یہ بھی ہے کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کے کپڑے اور جوڑے خاص کر استعمالی کپڑے اور رضائی (لحاف)، چادر وغیرہ مسجد و مدرسہ میں خیرات کر دیے جاتے ہیں؛ حالاں کہ وارثوں میں بعض نابالغ بھی ہوتے ہیں، یاد رکھیے! میت کے تمام کپڑے اور ہر چھوٹی، بڑی چیز اس کا ترکہ (چھوڑا ہوا مال) ہے، جس کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنا فرض ہے، میراث کی تقسیم سے پہلے کوئی چیز خیرات نہ کی جائے۔

البتہ اگر سب وارث عقل مند اور بالغ ہوں اور وہاں موجود ہوں اور خوش دلی سے سب مل کر دے دیں تو یہ خیرات کرنا جائز ہے؛ لیکن اسے واجب یا ضروری سمجھنا پھر بھی بدعت ہے۔ (مستفاد اغلاط العوام: ۲۰۸)

مرنے کے بعد "روح" بھٹکتی رہتی ہے ایسا عقیدہ رکھنا

انسان کی موت یا بُری موت ہونے سے "روح" چالیس روز تک بھٹکتی رہتی ہے، ایسا ہماری عورتوں میں عقیدہ ہے، جو جاہلیت کے زمانے جیسی وہمی چیز ہے، قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے،

موت کے بعد نیک روحوں کا ٹھکانہ ''عِلِّیِّیْن'' ہے اور کافروں اور فاجروں کی روحیں ''سِجِّیْن'' کے قید خانہ میں بند رہتی ہیں۔ (مستفاد من محمود الفتاوی - گجراتی: ۱/ ۳۵۲)

میت کے گھر صرف ایک دن کھانا پہنچانا چاہیے

میت والے گھر کے پڑوسی، نیز رشتے داروں کے لیے مستحب ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے ایک روز کھانے کا انتظام کرے اور زبردستی ان کو کھلائیں، حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی ہے، یہ کھانا پہنچانا صرف اور صرف ایک روز کے لیے ہے؛ لہٰذا مسلمانوں کو ایک دن سے زیادہ کھانے کا نظم کرنے کی رسم کو دور کرنی چاہیے۔ (محمود الفتاوی - گجراتی: ۱/ ۳۵۲)

بچوں کی سال گرہ (Birthday) منانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو ہمارے لیے نمونہ (Ideal) ہیں انھوں نے کبھی سال گرہ نہیں منائی، یہ اللہ کے دشمنوں اور دین کے دشمنوں کا طریقہ ہے؛ اس لیے سال گرہ منانے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ جب ایک سال ختم ہوتا ہے اور زندگی کا نیا سال شروع ہوتا ہے تو میری زندگی میں سے ایک سال کم ہو گیا اور میں موت کے قریب ہو گیا۔

اسی طرح ایسے پروگراموں میں موم بتی (Candle) جلانا، کیک (Cake) کاٹنا، لوگوں کی دعوت کرنا، لوگوں کو جمع کرنا، دکھلاوا کرنا یہ سب

گناہ کے کام ہیں؛ لہذا اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، سال پورا ہونے پر اصل تو یہ سوچنا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کتنے نیک کام کیے اور زندگی میں مجھے اور زیادہ نیک کام کرنے کی کتنی ضرورت ہے؟ اور کون کون سے گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے؟

لہذا اس غلط کام سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

قرآنِ مجید پر کوئی چیز رکھنا

قرآنِ مجید کے اوپر کوئی کتاب، قلم یا چشمہ وغیرہ رکھ دیتے ہیں یا قرآنِ کریم میں دوسرے کاغذات رکھتے ہیں، ایسا بالکل نہ کریں، یہ سب ادب کے خلاف ہے۔ البتہ سفر میں اگر بیگ وغیرہ میں قرآن یا دینی کتابیں رکھ کر سیٹ (Seat) کے نیچے رکھ دیں تو صحیح ہے۔ (از: اغلاط العوام: ۷۷)

قرآنِ کریم وغیرہ کے پرانے کاغذات کا کیا کریں؟

قرآنِ کریم کے پرانے کاغذات جس میں قرآن کی آیت ہو اور واحادیثِ شریفہ یا اللہ تعالیٰ کا پیارا نام والا جو کاغذ ہوتا ہے، عام طور پر لوگ اس کو پڑا رہنے دیتے ہیں اور اس پر غبار کی تہہ بھی جم جاتی ہے، یہ بے ادبی ہے۔ کاغذات کو ایسی جگہ رکھنا چاہیے جہاں گردوغبار نہ لگے یا پاک کپڑے میں لپیٹ کر جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ ہوتا ہو ایسی محفوظ جگہ میں دفن کرنا چاہیے اور بہتر شکل یہ ہے کہ بغلی قبر کھود کر دفن کیے جائیں؛ تاکہ مقدس قرآن کریم پر مٹی

نہ گرے اور اگر زمین نرم ہو تو صندوقی قبر بنا کر قرآنِ کریم رکھ کر لکڑیوں کی چھت کی طرح بنا کر مٹی ڈالی جائے۔

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ مسجد یا مدرسہ میں ایک بہترین صندوق (بکس) بنایا جائے اور محلے کے نوجوان مہینے میں ایک مرتبہ گھر گھر جا کر قرآن اور حدیث لکھے ہوئے اور دوسرے دینی پرانے کاغذات جمع کریں اور اس کو بکس میں رکھ دیں اور جب بکس بھر جائے تو اس کو اوپر لکھے ہوئے طریقے کے مطابق دفن کر دیں۔

جن اخبار و میگزین میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کے مبارک نام ہوں یا قرآنِ کریم و احادیثِ شریفہ کے مضامین ہوں تو انھیں الگ کر کے دفن کر دینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ (روضۃ الفتاوی- گجراتی ۱: / ۲۴۴)

انسان پہلے بندر نہیں تھا

بعض سائنس دانوں (વૈજ્ઞાનિક) کا یہ کہنا ہے کہ انسان پہلے جانور تھا، اس کو اردو میں ڈارونزم اور نظریۂ ارتقا (Darwinism & Evolution Theory) اور گجراتی میں (ઉત્ક્રાંતિવાદ) کہتے ہیں، پھر جانور میں سے منتقل ہوتے ہوتے اخیر میں بندر بنا، اب بندر میں سے انسان بنا، یہ غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مٹی اور پانی وغیرہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنایا، پھر اس میں روح پھونکی، اس طرح انسان کو پیدا کیا؛ اس لیے یہ ماننا کہ بندر

میں سے انسان بنا یہ غلط ہے۔

بعض ایسی غلط باتیں جو لوگوں میں مشہور ہیں

عصر کے بعد یا رات کو جھاڑو دینے کو ممنوع سمجھنا غلط ہے۔

رات کو ناخن کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(عالمگیری:۵/۳۵۸)

رات کو کنگھی کرنا اور کروانا صحیح ہے۔(اغلاط العوام:۲۱۹)

رات کو آئینہ میں دیکھنے سے کوئی مجنون یا پاگل نہیں ہوتا۔

مشہور ہے کہ جب ہچکی آتی ہے تو کوئی یاد کرتا ہے، بے اصل بات ہے۔

جب کسی کی غیر حاضری میں اس کی بات ہورہی ہو اور اسی دوران یا کچھ دیر بعد وہ آدمی آجائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص بڑی عمر والا ہے، سو شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔(اغلاط العوام:۳۷)

الٹے چپّل سیدھے کرنا عمدہ اور اچھی بات ہے؛ لیکن اس سے لعنت اوپر جانے کا خیال کرنا یا یہ کہ کوئی کام الٹا ہوجائے گا یا اور کوئی نظریہ رکھنا اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ غلط سوچ ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱/۵۰۶)

ناگ (سانپ) کو مارنے سے ناگن بدلہ لیتی ہے، یہ زمانۂ جاہلیت کا عقیدہ ہے۔(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۴/۲۰۴)

استخارہ کا معنی

استخارہ کا معنی: اللہ سے بھلائی چاہنا، استخارہ کی برکت سے جس کام میں بھلائی ہوتی ہے اس کی طرف دھیان واطمینان ہوتا ہے اور اس کام کے لیے آسانی کے اسباب حاصل ہوجاتے ہیں؛ اس لیے ہر اچھے کام؛ یعنی نکاح کا رشتہ، کاروبار وغیرہ کے لیے استخارہ کرنا سنت ہے۔

استخارہ کے عمل کو یہ سمجھنا کہ اس سے کوئی غیبی خبر مل جاتی ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، استخارہ میں غیب کی باتیں، مستقبل کی باتیں، ماضی کی باتیں معلوم نہیں ہوسکتی؛ اس لیے استخارہ میں ایسا عقیدہ نہ رکھے۔

استخارہ ایک مسنون عمل ہے، جس کا طریقہ اور دعا حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے احادیث میں آیا ہے، حضورِ اکرم ﷺ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر کام سے پہلے اہمیت کے ساتھ استخارہ سکھاتے تھے، حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیے، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ (اتنی اہمیت سے) سکھاتے تھے جیسے قرآنِ مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ (ترمذی شریف)

استخارہ نہ کرنا محرومی اور بدنصیبی ہے، ایک حدیث میں ہے:

انسان کی سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ اپنے کاموں میں استخارہ کرے اور بدنصیبی یہ ہے کہ استخارہ کو چھوڑ بیٹھے اور انسان کی خوش نصیبی اس میں ہے کہ اس کے بارے میں کیے گئے اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہے اور بدبختی یہ

ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کرے۔ (مشکوۃ شریف)

استخارہ خود کرنا چاہیے

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی ضرورت ہو وہ خود استخارہ کرے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے کاموں میں مشورہ تو لیتے تھے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استخارہ نہیں کرواتے تھے؛ حالاں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاک اور بزرگ کوئی نہیں ہوسکتا، اسی طرح اس وقت وحی بھی نازل ہوتی تھی جس کی روشنی میں بھلائی اور برائی یقینی طور پر معلوم ہوسکتی تھی؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے آنے والی پوری امّت کی تربیت اس طریقے پر فرمائی کہ امّت کا ہر آدمی اللہ تعالیٰ سے خود تعلق قائم کرے اور مہربان رب سے ہر شخص اپنی حاجت مانگنے کے ساتھ خود ہی بھلائی کو مانگے؛ لہٰذا یہاں آسانی کے لیے استخارہ کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

استخارہ کا سنت طریقہ

استخارہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں کسی بھی وقت (جبکہ نماز کا مکروہ وقت نہ ہو) دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں، نیت یہ ہو کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے، اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں، نماز کے بعد استخارہ کی مسنون دعا مانگیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ، وَیَسِّرْہُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں اور آپ کی قدرت سے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں، یقیناً آپ قدرت رکھنے والے ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا ہوں اور آپ چھپی ہوئی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (یہاں اس کام کا تصور کرے) میرے حق میں دین، دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرمائیے اور اسے میرے لیے آسان کرکے اس میں مجھے برکت عطا فرمائیے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے لیے دین، دنیا اور آخرت کے اعتبار سے برا ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے ہٹا دیجیے اور جس میں بھلائی ہو وہی میرے لیے مقدر فرمائیے، پھر مجھے اس پر راضی کر دیجیے۔

دعا کرتے وقت جب ”ھذا الامر“ پر پہنچے تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی ضرورت بولے؛ یعنی ”ھذا الامر“ کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً: ”ھذا السفر“، ”ھذا النکاح“ وغیرہ اور اگر عربی نہیں جانتا تو ”ھذا

الامر'' کہہ کر دل میں اپنے کام کے بارے میں سوچے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے، استخارہ کے بعد خواب آنا ضروری نہیں؛ بلکہ جس طرف دل لگے وہ کرے، اگر ایک مرتبہ میں دل کو اطمینان حاصل نہ ہو تو سات دن تک یہی عمل کرے، ان شاء اللہ! خیر حاصل ہوگی۔

اگر لمبی دعا یاد نہ ہو یا وقت کم ہو تو!

اگر استخارہ کی یہ لمبی دعا یاد نہ ہو یا اچانک کوئی کام آگیا اور فوراً اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہے اور اتنا وقت بھی نہیں کہ دو رکعت نفل پڑھ کر استخارہ کیا جائے تو ایسے موقع کے لیے خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سکھلائی ہے، وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ. (کنز العمال)

ترجمہ: اے اللہ! میرے لیے آپ پسند فرما دیجیے کہ مجھے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے۔

دوسری دعا: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ. (مسلم)

ترجمہ: اے اللہ! میری صحیح ہدایت فرمائیے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھیے۔

تیسری دعا: اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! جو صحیح راستہ ہے وہ میرے دل میں ڈال دیجیے اور مجھے اپنے نفس کی برائی سے بچائیے۔

نشے والی چیزوں کا استعمال کرنا

ہمارے معاشرے میں بہت سے کم عمر والے بچے نشے کو فیشن کے طور پر اپناتے ہیں اور بالغ اور بڑی عمر کے لوگ ذہنی دباؤ اور دوسری بیماریوں سے وقتی طور پر سکون حاصل کرنے کے لیے نشے والی چیزوں کا سہارا لیتے ہیں؛ لیکن بعد میں وہ ایسی عادت یا مجبوری بن جاتی ہے جس کو کوشش کے باوجود بھی چھوڑنا ممکن نہیں رہتا۔

نشہ اتنی بری چیز ہے کہ یہ انسان کی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کے گھر، معاشرے اور قوم کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اسی وجہ سے اس کو لعنت کہا جاتا ہے۔

نشہ اتنی بری عادت ہے کہ یہ انسان سے جائز و ناجائز ہر کام کروا لیتی ہے؛ چاہے وہ کسی بے گناہ انسان کا قتل ہی کیوں نہ ہو؛ جبکہ جرائم کے واقعات کو دیکھا جائے تو آدھے سے زیادہ جرائم نشے کی وجہ سے ہوتے ہیں، ٹریفک حادثات بھی عموماً اسی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

آج کل پان، نسوار، گٹکا، سگریٹ جیسی نشہ والی چیزوں کو تو نشہ سمجھا ہی نہیں جاتا، جبکہ حقیقت میں انہی سے دوسری نشہ پیدا کرنے والی چیزوں کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔

نشہ والی چیزوں کے استعمال کی وجہ سے ذہنی اور جسمانی معذوری کے ساتھ ساتھ گلے کی خرابی، جگر کی خرابی، دل کی بیماریاں، عمر کا کم ہو جانا،

معدہ کے زخم، خون کا بگڑنا، سانس کی خرابی، کھانسی، سر درد، نیند نہ آنا، پاگل پن، پٹھوں کا کمزور ہو جانا، فالج، ٹی بی، بواسیر، دائمی قبض، گردوں کی خرابی جیسی ہلاک کرنے والی بیماریوں میں لوگ مبتلا ہو رہے ہیں۔

نشہ والی چیزوں کے استعمال کی پہلی سیڑھی بیڑی اور سگریٹ پینا ہے۔

بیڑی، سگریٹ اور حقہ جس میں تمبا کو استعمال کیا جاتا ہے:

(۱) اس سے منہ میں بدبو آتی ہے جو فرشتوں کی تکلیف کا ذریعہ ہے۔

(۲) اس سے کینسر کی بیماری کے خطرات لگے رہتے ہیں۔

(۳) اس سے پھیپھڑے میں بیماری کے خطرات لگے رہتے ہیں۔

(۴) شوہر، بیوی، دوست اور گھر والوں کو بھی اس بدبو سے تکلیف ہوتی ہے؛ لہٰذا اس طرح کی چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔

یہ تندرستی اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے، اس کی قدر کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ہم اس کے بارے میں دھوکے میں رہتے ہیں؛ لیکن جب بیماریوں کے شکار ہو جائیں گے اس وقت ہمیں اس کا احساس ہوگا؛ اس لیے عقل مند وہی ہے جو آگے سے اپنے آپ کو بچا لے۔

کھیل کود، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ کے مسائل

کھیل کود

بچوں کو کھیل کود کے لیے ٹائم اور موقع دینا چاہیے، اس سے بچوں کا دماغ (Mind) اچھا (Fresh) ہوتا ہے، ان کے بدن (Body) کو ورزش (Exercise) ملتی ہے اور ان کی تندرستی (Health) بھی بہت اچھی رہتی ہے؛ لیکن تین باتیں خاص طور پر دھیان میں رکھیں:

① بچوں کو چوٹ (Injury) کا خطرہ ہو ایسے کھیل سے بچائیں۔
② جو کھیل شریعت میں ناجائز اور حرام ہیں ایسے کھیل سے بچائیں۔
③ کھیل کے پیچھے اتنا وقت لگا دینا کہ تعلیم اور پڑھائی کا نقصان ہو اور جس میں آزادی اور آوارگی آئے ایسے کھیل سے اپنے بچوں کو ضرور بچائیں۔

کرکٹ کا کھیل

آج کل جو کرکٹ کا کھیل کھیلا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے کھیل جس کی بڑی بڑی انٹرنیشنل میچ کھیلی جاتی ہے اور اس کے ورلڈ کپ کھیلے جاتے ہیں، اولمپکس (Olympics) کھیلے جاتے ہیں، جس میں کھیل کم ہوتا ہے اور جُوا (سٹّہ) وغیرہ زیادہ ہوتا ہے ایسے کھیل سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، کرکٹ کی کومینٹری (COMMENTARY)، اس کو ٹی وی پر دیکھنا، ان سب چیزوں میں وقت برباد ہوتا ہے، ورزش نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ذہن اور الجھتا ہے، اس میں جُوا کھیلا جاتا ہے؛ اس لیے اس سے ضرور بچنا چاہیے۔

راؤنڈ (Round) جو کھیلے جاتے ہیں اس میں بھی انعام کی بہت سی شرطیں ایسی لگتی ہیں جو گناہ اور ناجائز ہے، پھر اس میں رات رات بھر کھیلنا، نمازیں چھوڑ دینا اور لڑکیوں اور عورتوں کا بھی دیکھنے جانا، اس کے رزلٹ اور نتیجے میں جھگڑے ہونا اِن سب برائیوں کی وجہ سے آج کے حالات میں ان سب کھیلوں سے اپنے آپ کو بچانا بہت ہی ضروری ہے۔

پرندہ کا کھیل

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی: حضرت زید بن سہیل تھے، ان کی کنیت ''ابو عمیر'' تھی، ان کے پاس ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلا کرتے تھے، جب وہ چڑیا مر گئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہنستے چھیڑتے ہوئے ان سے پوچھا: اے ابو عمیر: تمھارا پرندہ کیا ہوا؟

اِس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو کھیلنے کے لیے پرندہ دینا درست ہے، بس اتنا دھیان رکھیں کہ بچہ پرندہ کو پریشان نہ کرے، وقت پر کھانا دے دیا جائے، اس کی راحت کا خیال رکھا جائے۔

بچوں کے کھلونے

بچوں کے کھلونے میں مٹی، پلاسٹک یا کسی اور دھات سے بنے ہوئے گائے، بیل، طوطہ، پرندہ نہ دیا جاوے، خلاصہ یہ ہے کہ جس میں جانوروں کی تصویر نظر آتی ہو یا جانوروں جیسا یا انسان جیسا پتلا بنا ہوا ہو تو وہ بھی گناہ ہے،

اس سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔

کھیل کے متعلق خلاصہ

① جس کھیل کے بارے میں حدیث شریف میں یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی باتوں میں صاف طور پر منع کیا گیا ہے ایسے کھیل سے اپنے آپ کو ضرور بچانا چاہیے، جیسے: شطرنج، جانوروں کو لڑانا (کبوتر کا مقابلہ کرنا وغیرہ)۔

② بعض کھیل ایسے ہیں جس میں حرام کام ہوتا ہے یا گناہ ہوتا ہے؛ اس لیے ایسے کھیل کھیلنا جائز نہیں ہے، مثلاً:

جس کھیل میں ایسا یونیفارم پہنا جاتا ہو جس میں مرد یا عورت کا ستر کھلا ہو، ران کھلی ہو، گھٹنے کھلے ہوئے ہوں تو ایسے کھیل سے بھی بچنا چاہیے۔

جس کھیل میں کھیل کے ساتھ میوزک ہو، مرد اور عورت آپس میں ملتے جلتے ہوں تو ایسے کھیل سے بھی اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

جن کھیلوں میں دوسرے مذہب کی نقل اتاری جاتی ہو ایسے کھیل سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، مثلاً ''ہولی کھیلنا، ایک دوسرے پر کلر چھڑکنا، پٹاخے پھوڑنا وغیرہ۔

③ جس کھیل میں لگنے سے شریعت میں جو چیزیں فرض یا واجب ہیں، جیسے: نماز وغیرہ سے غافل ہو جاتے ہوں تو ایسے کھیل سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، جیسے: تاش، پانا، کیرم بورڈ وغیرہ۔

④ جس کھیل میں خود کو یا دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو، جسم کو نقصان پہنچتا

ہو ایسے کھیلوں سے بھی بچنا چاہیے، جیسے: باکسنگ (Boxing)، پتنگ اڑانا۔

۵ خاص طور پر جو کھیل مردوں کے ہیں ایسے کھیل عورتیں کھیلنے لگیں یہ بھی منع ہے، جیسے: کبڈّی، اسی طریقے سے جو کھیل عورتوں کے ہیں وہ کھیل مرد کھیلنے لگے یہ بھی منع ہے۔

گھوڑ دوڑ، تیر اندازی اور دوڑنے کا حکم

کچھ کھیل ایسے ہیں جن کی حدیث شریف میں بڑی ترغیب آئی ہے، وہ کھیل کھیلنے کی عادت ڈالو، مثلاً: دوڑنے میں مقابلہ، تیرنے میں مقابلہ، گھوڑے کی سواری، تیر چلانا، نشانہ بازی سیکھنا، اِن کھیلوں میں ایک تو صحت بھی اچھی رہتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک ہنر بھی ہے اور اپنی حفاظت کے کام بھی آتے ہیں۔

اسی طرح کُشتی (کراٹے) سیکھنا (کراٹے میں صرف سامنے والے کو زمین پر گرا دے، سامنے والی کے بدن کو تکلیف پہنچانے کا کام نہ کرے)، اسی طریقے سے لاٹھی چلانا، یہ بہت اچھے کھیل ہیں، اس میں بدن کو ورزش بھی ملتی ہے، ذہن کو بھی طاقت ملتی ہے اور انسان بھی تندرست رہتا ہے۔

موبائل

موبائل ایک ضرورت کی چیز ہے؛ لہٰذا جتنی کم قیمت کا موبائل چل جاتا ہو اتنی ہی قیمت کا موبائل خرید کر استعمال کریں، ضرورت سے زیادہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اونچی اونچی کوالیٹی کے مہنگے موبائل خریدنا یہ ایک طرح

کی فضول خرچی ہے جس سے بچنا چاہیے۔

ضرورت کے کاموں میں جتنی ضرورت ہے اتنا ہی خرچ کرنا چاہیے، ضرورت کے کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور جو ضرورت نہیں ہے ایسے کاموں میں اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرنا یہ تبذیر ہے، اس طرح بے ضرورت خرچ کرنے والے کو قرآن نے شیطان کے بھائی کہا ہے، ہم کو شیطان کا بھائی نہیں بننا ہے، اللہ کا بندہ بننا ہے۔

ویڈیو یا کمپیوٹر گیم کھیلنے کے نقصانات

(۱) انسان کا قیمتی وقت برباد ہوتا ہے۔

(۲) موبائل کی گیم میں اگر تصویر ہوتی ہے تو خاص طور پر پرائی عورتوں کی تصویر دیکھنے کا گناہ ہوگا۔

(۳) موبائل میں کھیلنے کی وجہ سے ورزش (Exercise) نہیں ہوتی ہے۔

(۴) دماغ تھک جاتا ہے، دماغ میں کمزوری آتی ہے۔

(۵) سمجھ اور سوچ کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔

(۶) بدن میں کمزوری آتی ہے۔

(۷) پڑھنے پڑھانے کا نقصان زیادہ ہوتا ہو۔

(۸) اسی کی سوچ میں مست رہنے اور مسلسل بیٹھے رہنے کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

⑨ آنکھوں کو اسکرین کی کرنوں کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے، لگا تار اسکرین کو استعمال کرنے کی وجہ سے آنکھوں اور دماغ میں کمزوری آسکتی ہے اور ڈپریشن (Depression) کی بیماری لگ جاتی ہے جس سے انسان اور خاص طور پر بچے چِڑ چڑے ہو جاتے ہیں۔

⑩ شریعت کے فرائض میں کوتاہی ہوتی ہے؛ لہٰذا اس طرح کے تمام کھیلوں سے ضرور ضرور بچنا چاہیے، جیسے آج کل یہی چیز عام طور پر دیکھی جا رہی ہے کہ ویڈیو گیم یا موبائل کے اندر لوگ نماز تک کو چھوڑ دیتے ہیں، قرآن تک سے غفلت کرتے ہیں اور دماغ تھک جاتا ہے اور آنکھ کو نقصان ہوتا ہے تو ایسے گیم سے تو اپنے آپ کو بہت ہی بچانا ضروری ہے۔

اسی طرح بعض گیموں سے خطرناک نقصانات ہوتے ہیں، جیسے:

① دماغ میں تکلیف ہونا۔

② آنکھوں کا ٹیڑھا ہو جانا۔

③ سخت مزاج بن جانا۔

④ جسم کا بے کار ہونا۔

⑤ خودکشی کے لیے اور جان لینے تک کے لیے تیار ہو جانا۔

اِس جیسے بے شمار واقعات سامنے آتے رہتے ہیں اور ہم اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں؛ اس لیے خود کو اور اپنی اولاد کو اس طرح کے کھیل سے بہت زیادہ بچانا چاہیے۔

انٹرنیٹ کیا ہے؟

① انٹرنیٹ کمپیوٹر کے ساتھ کنیکٹ ہونے والا ایک کنیکشن ہے، اس میں مصنوعی سیارات (Satellite) کے ذریعہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت اور کانٹیکٹ کرسکتا ہے۔
② انسان کو کھینچنے اور لبھانے والی یہ دنیا ہے، جس سے انسان اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے ساتھ دنیا کے کسی بھی کونے میں رہ کر تعلق میں رہ سکتا ہے۔
③ معلومات حاصل کرنے اور مزے لینے کا ایک عجیب خزانہ ہے۔
④ کاروبار کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

انٹرنیٹ کا غلط استعمال

اگر اس کو غلط استعمال کیا جائے تو اس میں بہت سارے نقصانات ہیں:
① ننگی تصویریں دیکھنے کی عادت پڑ جانا۔
② غلط دوستی کرنا۔
③ جھوٹی عمر اور نام بتلا کر لڑکا لڑکی کو اور لڑکی لڑکے کو پھنسائے۔
④ غلط اور ناجائز محبت و دوستی کے ذریعہ زندگی کو برباد کرنا۔
⑤ اسی کی دھن میں رہ کر والدین، استاذ وغیرہ سے غافل ہو جانا۔
⑥ اس کے ذریعے جھوٹی محبت میں دھوکہ کھا کر بہت سے لڑکے اور لڑکیوں نے آج تک خودکشی کی ہے۔

⑦ میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کا سبب ہے۔

⑧ رشتے داروں اور گھر والوں سے تعلق ختم یا کم ہو جانے کا ذریعہ ہے۔

⑨ گھر اور خاندان کے حالات سے بے خبر رہنا۔

ان نقصانوں کی وجہ سے انٹرنیٹ شیطانی نیٹ بن جاتا ہے؛ اس لیے انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچنا چاہیے۔

سوشل میڈیا (Social Media) کا استعمال

سوشل میڈیا کا اگر صحیح استعمال کیا جائے، مثلاً: دینی بیانات کی اشاعت کے لیے اور قرآن و حدیث کی اشاعت کے لیے اور دینی نصیحت کو عام کرنے کے لیے تو بہت ہی اچھی چیز ہے، سوشل میڈیا پر غلط خبریں، عورتوں پر تہمت اور الزام لگانا، بے بنیاد باتیں بہت عام ہے، اس سے غیبت اور تہمت کو عام کرنے کا گناہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے ایک مسلمان کی، ایک انسان کی عزت برباد ہوتی ہے، وقار گھٹتا ہے، انسان ایک بڑے خطرناک کام میں پڑ جاتا ہے؛ اس لیے سوشل میڈیا پر آنے والی ہر خبر کو دوسرے تک نہ پہنچایا جائے؛ بلکہ اگر خالص صحیح دینی بات ہے تو اس کو پھیلاؤ اور اگر کسی انسان کے بارے میں ہے یا کسی تنظیم اور ادارہ کے بارے میں اس میں الزام، تہمت وغیرہ لکھی ہوئی تو اس کو فوراً ڈیلیٹ (Delete) کر دو، ایسی باتوں کو پھیلانا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

سینیما اور فلم

سینیما کا معنی ہوتا ہے: چلتی ہوئی تصویریں؛ لیکن اس میں عشق اور رومانس (Love & Romance) کے ڈرامے بتائے جاتے ہیں، ننگے ناچ (Dance) دکھلائے جاتے ہیں، گانے وغیرہ کے ذریعہ انسان کی خواہشات کو بھڑکایا جاتا ہے، لڑائی، جھگڑے اور لوٹ مار سکھایا جاتا ہے، بے پردگی، جھوٹ، غیبت، دوسروں کی عزت لوٹنا؛ یہاں تک کہ زنا کرنا بھی سکھایا جاتا ہے، سیکس کے متعلق کھلے عام تعلیم دی جاتی ہے؛ اس لیے یہ بہت بڑا گناہ کا ذریعہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۲۴ (النمل)

ترجمہ: اور شیطان نے ان کو یہ سمجھا دیا ہے کہ ان کے (کفر کے یہ کام بہت اچھے ہیں سو اس (شیطان) نے ان کو (صحیح) راستے سے روک رکھا ہے؛ لہٰذا وہ صحیح راستے پر چلتے نہیں ہیں۔ (از: تیسیر القرآن)

آج کے زمانے کی فلمیں جرائم (Crimes)، جنسی شہوت (Sex) کے ٹائٹل اور عنوان سے بنائی جاتی ہے، یہ ہر طرح کی برائی کی ٹریننگ کی ایک اسکول ہے اور اسی کی وجہ سے دنیا میں اِس وقت گناہ بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں، بینکوں کی لوٹ ہو رہی ہے، دولت لوٹی جا رہی ہے، اس کے نتیجے میں انسان

گندی نظر، گندا تعلق (Affair)، تکبر، حسد، غصہ، زنا وغیرہ میں پڑ جاتا ہے، اس کے نتیجے میں ماں باپ سے نفرت ہونے لگتی ہے، ماں باپ اگر پیسے دیں تو اس کو عیاشی اور گناہ کے کاموں میں اڑائے جاتے ہیں اور پیسے نہ دیوے تو ماں/ باپ سے نفرت ہوجاتی ہے، یا ماں باپ سے پیسے نکلوانے کی گندی تدبیروں کی عادت پڑ جاتی ہے۔

فلم چاہے سینیما میں دیکھے یا ٹی وی اور موبائل کی اسکرین پر دیکھے اس کی وجہ سے آنکھ خراب ہونے کا بڑا خطرہ ہے۔

بلو (Blue) اور سیکسی فلم

بلو اور سیکسی فلموں کی وجہ سے انسان بے حیا اور بے شرم بنتا ہے اور بلو فلمیں دیکھتے دیکھتے اپنی بیوی سے ضرورت پوری کرنا یہ اور زیادہ گناہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور انسان کی اخلاقی زندگی برباد ہوجاتی ہے۔

سیکسی لیٹریچر، ناویل، عشق کی کہانی وغیرہ سے اپنے آپ کو پوری طرح بچاؤ، فلم کی تصویر، گلیمر ماڈل (Glamour Model) کی تصوریں، گندی کلپ، نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ آنکھ ملانا، بات چیت کرنا، اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اچھی اچھی دینی کتابیں پڑھو، اس سے آپ کا علم زیادہ ہوگا اور اچھے اخلاق اور عادت آوے گی۔

موبائل اور فلم

موبائل میں فلم دیکھنا یا فلم دیکھنے کی نیت سے خریدنا، یا پرائی عورتوں کی تصویر دیکھنا یہ ناجائز اور حرام ہے، موبائل کو دینی یا دنیوی ضرورت کے کام کے لیے استعمال کیا جائے اور اسی نیت سے خریدا جائے۔

موبائل اور گانا (Music)

موبائل میں ایسی گھنٹی (Ringtone) رکھنا جس میں گانا ہو، یہ گناہ کا کام ہے۔

گانا، میوزک اور موسیقی

اسلام میں گانا بجانا، میوزک اور موسیقی حرام اور سخت گناہ کا کام ہے، اس کے حرام ہونے اور اس کی برائی کا اندازہ آنے والی قرآن وحدیث کی صاف دلیلوں سے کیا جا سکتا ہے، اللہ اور اُس کے رسول نے اس کو سختی سے منع فرمایا ہے۔

گانے اور موسیقی میں عام طور پر شرک، بے حیائی یا اس قسم کی ایسی چیز پائی جاتی ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے؛ لیکن ان سب کے باوجود ہمارے مُعاشرے میں اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے والے اور آخرت سے غافل لوگ اپنے موت اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے بے فکر ہو کر (બિનદાસ્ત) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کھلے عام گانے بجانے اور موسیقی

کے استعمال میں مشغول ہوتے ہیں۔

شادی بیاہ کا موقع ہو یا اور کوئی تفریح اور خوشی کا موقع، اِس منحوس آواز کے بغیر اس کو ناقص اور ادھورا سمجھتے ہیں، گاڑیوں اور دوکانوں میں، گلی اور محلے میں، کھانے اور پینے کی محفل میں، غرض کوئی جگہ اور کوئی وقت حتی کہ مسجد اور خانہ کعبہ تک جیسی مقدّس جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کچھ نہیں کیا جاتا، وہاں بھی موبائل فون پر لگی ہوئی موسیقی اور میوزک پر مشتمل ٹونز سے فضا گونج رہی ہوتی ہے، ہر جگہ اور ہر وقت اس کا آزادانہ استعمال عام ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث کے مطابق اس کی وجہ سے دلوں میں نفاق نے جگہ لے لی ہے اور ایمان کے نور پر موٹے پردے پڑتے جارہے ہیں۔

یہ ہمارے معاشرے کے لیے بڑی فکر کی چیز ہے، ہر عام وخاص اس میں مبتلا نظر آتا ہے اور حد یہ ہے کہ اس کے حرام ہونے اور خراب ہونے کی بات بھی لوگوں کی نگاہوں سے نکلتی چلی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ (لقمان)

ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو (قرآن چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے) غفلت میں ڈالنے والی باتوں کو خریدتے ہیں؛ تاکہ بغیر سمجھے (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے

راستے سے گمراہ کردیویں اور وہ اس کا مذاق اڑاویں، ان لوگوں کے لیے ایسا عذاب ہوگا جوان کو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت میں "لَھْوَ الْحَدِیْثِ" سے مراد گانا بجانا ہے جس کا سخت اور شدید عذاب بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ: اس سے مراد گانا بجانا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، قرطبی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گانا دل میں نفاق کو اس طرح پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ (مشکوۃ)

گانا بجانا اللہ اور اُس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے:

بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب، جُوا، طبلہ، اور سارنگی کو حرام قرار دیا اور فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد: ۳۶۹۶)

گانا گانے والے پر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت غصّہ

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ عمرو بن مُرّہ آیا اور کہنے لگا:

اے اللہ کے رسول! اللہ نے میرے لیے بدبختی لکھ دی، مجھے صرف اسی طرح رزق ملتا ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے دُف بجاؤں (اور روٹی حاصل کروں) لہذا آپ مجھے کسی فحش کام (یعنی ناچنے اور لواطت وغیرہ) کے بغیر

گانے کی اجازت دے دیجیے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: میں تجھے اس کی اجازت نہیں دوں گا اور تیری کوئی عزت نہیں اور نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اے اللہ کے دشمن! اللہ نے تجھے پاکیزہ اور حلال روزی دی، پھر جو روزی اللہ نے تیرے لیے حلال فرمائی اس کی جگہ تو نے اس روزی کو اختیار کیا جو اللہ نے تجھ پر حرام فرمائی اور اگر میں تجھے اس سے پہلے منع کر چکا ہوتا تو اب تجھے سخت سزا دیتا اور تیرا بُرا حشر کرتا، میرے پاس سے اٹھ کھڑا ہو اور اللہ کی طرف رجوع کر اور غور سے سن! اب منع کرنے کے بعد اگر تو نے پھر ایسا کیا تو میں تیری سخت پٹائی کروں گا، دردناک سزا دوں گا اور تیری صورت بگاڑنے کے لیے تیرا سر منڈوا دوں گا اور تجھے گھر والوں سے الگ کر دوں گا اور مدینہ کے نوجوانوں کے لیے تیرا لباس و سامان لوٹنا حلال کر دوں گا۔

عمرو بن مرہ کھڑا ہوا اور اس پر ایسی ذلّت و رسوائی چھائی ہوئی تھی جس کا علم اللہ ہی کو ہے۔

جب وہ جا چکا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ (گانے کا کام کرنے والے) لوگ اللہ کے نافرمان ہیں، ان میں سے جو بغیر توبہ کے مر جائے اللہ اس کو قیامت کے دن مخنّث (ہیجڑا) اور ننگے ہونے کی حالت میں اٹھائیں گے جس طرح وہ دنیا میں (برا) تھا، اُس کے پاس کپڑے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہ ہوگا جس کے ذریعے وہ لوگوں سے اپنے ستر کو چھپا سکے (یعنی اس کا ستر چھپا

ہوا نہ ہوگا) جب کھڑا ہوگا گر جائے گا۔(ابن ماجہ:2613)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑنے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔

مسلمانوں میں سے کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایسا کب ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوجائے گا اور بہت زیادہ شرابیں پی جائیں گی۔(ترمذی:2212)

ایک حدیث میں ہے:

آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ (بدل) کر کے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل دیا جائے گا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ لوگ اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیتے اور روزے رکھتے ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کو باجوں، گانوں اور گانے والی عورتوں کی عادت ہوجائے گی اور شرابیں پیئیں گے، ایک رات جب وہ شراب پینے اور کھیل کود میں مشغول ہوں گے تو صبح تک ان کی صورتیں بندروں اور خنزیروں میں بدل چکی ہوں گی۔(حلیۃ الاولیاء:3/119)

ایک اور حدیث میں ہے:
گانا سننے والے کے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔(أخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ: 6064)

گانے بجانے کے خطرناک نقصانات

گانے باجے کے سلسلے میں مختصر طور پر (short) حدیثوں کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے:

١ گانے بجانے والوں کے لیے ذلّت والا عذاب ہے۔(لقمان:٦)
٢ گانا بجانا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔(ابوداؤد:٣٦٩٦)
٣ اللہ تعالیٰ گانے کی آواز کو پسند نہیں کرتے ہیں۔(کنز العمال)
٤ گانے بجانے کی آواز اللہ کے نبی پسند نہیں کرتے ہیں۔(ابوداؤد)
٥ گانے والے کی اللہ اور اس کے رسول کے یہاں کوئی عزّت نہیں۔ (ابن ماجہ:٢٦١٣)
٦ گانے والے کی آنکھوں میں ٹھنڈک (یعنی سکون) نہیں۔(ایضاً)
٧ گانے والا اللہ کا دشمن ہے۔(ابن ماجہ:٢٦١٣)
٨ گانے بجانے والے اللہ کے نافرمان ہیں۔(ابن ماجہ:٢٦١٣)
٩ قیامت کے دن ننگا ہونے کی حالت میں جمع کیا جائے گا۔(ایضاً)
١٠ گانا دل میں بہت تیزی سے نفاق پیدا کرتا ہے۔(شعب الایمان:٤٧٤٦)
١١ گانے بجانے کے عام ہونے پر سرخ آندھی اور زلزلوں کے

عذاب کی دھمکی ہے۔(ترمذی:۲۲۱۱)

⑫ گانے بجانے کے عام ہونے پر آسمان سے پتھر کی بارش کا عذاب ہے۔(ترمذی:۲۲۱۱)

⑬ گانے بجانے کے عام ہونے پر زمین میں دھنسنے کا عذاب ہے۔(ایضاً)

⑭ گانے بجانے کے عام ہونے پر صورتوں کے بدلنے کا عذاب ہے۔(ترمذی:۲۲۱۱)

⑮ گانے باجے والوں کے ساتھ رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے۔(ابوداؤد)

⑯ گانے باجے والے کے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔(ابوداؤد)

⑰ گانا گانے اور سننے والے دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں۔
(شعب الایمان:۴۷۵۱)

⑱ گانا سننے والے کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔(ابن عساکر)

⑲ گانے سے لذّت حاصل کرنا کُفر ہے۔(نیل الاوطار:۸/ ۱۱۳)

⑳ گانا بجانا زنا اور بدکاری کا منتر ہے۔(شعب الایمان:۴۷۵۴)

㉑ گانا بجانا شرم وحیا کو کم کردیتا ہے۔(شعب الایمان:۴۷۵۵)

㉒ گانا بجانا شراب اور دوسری نشہ لانے والی چیزوں کی طرح ہے۔
(شعب الایمان:۴۷۵۵)

㉓ گانا بجانا زنا اور برے کام کی طرف لے جاتا ہے۔(ایضاً)

㉔ گانا گانے والے کی نماز قبول نہیں۔(نیل الاوطار:۸/ ۱۱۳)

پیارے بچو! دیکھو! ان حدیثوں میں کیسے سخت اور خطرناک عذابوں کو بتایا گیا ہے؛ اس لیے تھوڑی دیر کی لذت کے لیے اپنے آپ کو ہلاکت اور بربادی میں ڈالنا یہ عقل مندی کی بات نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے اپنے آپ کو خوب بچاؤ اور قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے، سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

گانے سے بچنے والوں کے لیے اِنعامات

جس طرح گانا بجانا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اُس کے سخت غصہ اور عذاب کا ذریعہ ہے، اِسی طرح اس سے بچنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی رضا اور جنّت کے حاصل ہونے کا ذریعہ بھی ہے، اِس سے بچنے والے کے لیے اِنعامات بھی بتائے گئے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز لگائی جائے گی:

کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو اور اپنے کانوں کو لہو ولعب اور شیطان کے راگ باجوں سے دور رکھتے تھے؟ اُنہیں جنّت کے باغات میں داخل کرو، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے:

انھیں میری حمد وثنا سناؤ اور خوش خبری سنادو کہ اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (حلیۃ الأولیاء: 3/ 151)

گناہ

گناہ (Sin) کس کو کہتے ہیں؟

① قرآن اور حدیث کے خلاف کام کرنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

② اللہ کے حکم کو توڑنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مضبوط سنت کو چھوڑنا ''گناہ'' کہلاتا ہے۔

ہَوَس (خواہش)

ہَوَس (خواہش) انسان کے اندر ایک طاقت ہے، اس کی وجہ سے انسان جو ارادہ کرتا ہے اس کو وہ پورا کرتا ہے، اگر اچھا ارادہ ہو اور اچھے کام کرے تو وہ بری ہوس اور شہوت نہیں ہے؛ لیکن اگر غلط کام کا ارادہ کر کے غلط کام کرے تو وہ بری شہوت ہے، قرآن میں ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ (الشمس)

ترجمہ: پھر جو چیز اس کے لیے برائی کی ہے اور جو اس کے تقویٰ کی ہے وہ اس کے دل میں ڈال دی (یعنی نیکی اور برائی دونوں سمجھائی، انسان اپنی مرضی سے جو چاہے اپنا وے)۔ (از: تیسیر القرآن)

گناہ کے نقصانات

دنیا اور آخرت میں گناہ کے بہت نقصانات ہیں، جیسے:

① گناہ کرنے سے اللہ کا غصہ اترتا ہے۔
② دل کا سکون، آرام اور سکون کی زندگی ختم ہوجاتی ہے۔
③ گناہ کی وجہ سے دل کالا ہوجاتا ہے۔
④ اچھے کام کی رغبت ختم ہوجاتی ہے۔
⑤ روزی کی برکت ختم ہوجاتی ہے۔
⑥ توبہ میں سستی آتی ہے۔
⑦ نیک لوگوں سے آدمی ڈرتا ہے اور دور بھاگتا ہے۔
⑧ اللہ کا ڈر نکل جاتا ہے۔
⑨ حیا اور شرم ختم ہوجاتی ہے۔
⑩ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوجاتا ہے۔
⑪ گناہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔
⑫ جنت سے انسان دور ہوجاتا ہے اور جہنم کے قریب آجاتا ہے۔
⑬ فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔
⑭ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں گناہ کرنے والے کے لیے غم ہوتا ہے۔
⑮ گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں؛ اس لیے گناہ کو بس چھوڑ ہی دو اور گناہ سے توبہ کرو۔

بڑے بڑے گناہ جن سے بچنا بہت ضروری ہے

یہاں بعض بڑے بڑے گناہ لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ ہم ان سے بچیں:

① زنا۔
② مرد کا مرد سے، عورت کا عورت سے غلط تعلق رکھنا۔
③ پرائی عورت کو زنا یا ناجائز تعلق کے لیے بلانا۔
④ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا اور اس کو بلیک میل (Blackmail) کرنا۔
⑤ شراب، ڈرگس، چرس (Cannabies) اور گانجا (Weed)۔
⑥ چوری کرنا۔
⑦ کسی کا مال لے لینا۔
⑧ ناحق (بغیر شرعی وجہ کے) کسی کو مار ڈالنا۔
⑨ وزن، ناپ تول میں کمی کرنا۔ لائٹ کا میٹر، پانی کا میٹر، سبھی میٹر میں گربڑی کر دینا۔
⑩ فرض نماز کو اس کے وقت سے بغیر وجہ کے آگے پیچھے کر دینا۔
⑪ مسلمان پر ظلم کرنا۔
⑫ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بری بات بولنا۔
⑬ عالموں اور حافظوں کے ساتھ برا سلوک کرنا۔
⑭ طاقت ہونے کے باوجود برے کام سے نہ روکنا۔
⑮ جادو سیکھنا، سکھانا۔ جادو پر عمل کرنا، کسی پر جادو کروانا۔
⑯ قرآنِ مجید یاد کر کے بھول جانا۔

(۱۷) کسی جانور کو آگ میں ڈال کر جلانا۔ چیونٹی کو بھی آگ میں نہ ڈالے۔

(۱۸) مرے ہوئے جانور کا گوشت کھانا۔ سور کا گوشت کھانا۔

(۱۹) چغلی کرنا۔

(۲۰) مسلمان یا کافر کی غیبت کرنا۔

(۲۱) جوا (سٹّا) کھیلنا، لاٹری (Lottery) خریدنا۔

(۲۲) اپنا ستر والا حصہ لوگوں کے سامنے کھولنا اور لوگوں کو دکھانا۔

(۲۳) خودکُشی (આપઘાત/Suicide) کرنا۔

(۲۴) شلوار، ازار، پینٹ، لُنگی، عربی جبہ، ٹخنوں کے نیچے پہننا۔

(۲۵) ہاتھ سے منی نکالنا۔

(۲۶) حیض اور نفاس کے وقت میں جماع کرنا۔

(۲۷) جانوروں کے ساتھ ضرورت پوری (جماع) کرنا۔

(۲۸) دین کے بجائے دنیا کو اچھا سمجھنا۔

(۲۹) جھوٹی گواہی دینا۔ (۳۰) جھوٹی قسم کھانا۔

(۳۱) سود کھانا؛ یعنی سود لینا، دینا۔ (۳۲) یتیم کا مال کھانا۔

(۳۳) رشوت لینا، دینا۔ (۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

(۳۵) گناہ کے کام میں پیسہ اڑانا۔ (۳۶) زمین پر فساد اور لوٹ مار کرنا۔

(۳۷) کسی کو گناہ کے لیے ابھارنا۔ (۳۸) گانا (میوزک) سننا، سنانا۔

(۳۹) لوگوں کے راز کو کھولنا۔ (۴۰) دوسروں کے گھر میں نظر ڈالنا۔

نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کے متعلق اسلامی تعلیمات

قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (النور)

ترجمہ: (اے نبی!) ایمان والے مردوں سے تم کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہی ان کے لیے بڑا پاکیزہ طریقہ ہے، یقیناً جو کام وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔

شرم گاہوں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کرنے کے جتنے غلط طریقے ہیں ان سب سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اس میں زنا، لواطت (Homosexuality) اور دو عورتوں کا آپس میں سحاق (Lesbianism) جس سے شہوت پوری کی جائے، ہاتھ سے شہوت پوری کرنا (Masturbation)، یہ سب ناجائز و حرام چیزیں ہیں۔

نامحرم کو دیکھنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: میں جب بالغ ہونے کی حد کو پہنچا تو میں نے صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اب تم گھر میں عورتوں کے پاس نہ جانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک اور پاک باز لڑکا کون ہوسکتا ہے؟ اورحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں دنیا کی سب سے زیادہ پاک اور افضل عورتیں ہیں، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاص خادم پر پابندی لگادی اور پردے کا حکم فرمایا۔

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کوئی مسلمان جب پہلی بار کسی عورت کو (اچانک، بغیر ارادے کے) دیکھے؛ یعنی اس کی خوب صورتی کو دیکھے اور پھر فوراً اپنی نظر اس سے ہٹالے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں مٹھاس عطا کریں گے۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ: جس نے میرے ڈر سے بدنظری؛ یعنی پرائی عورت پر گندی نظر ڈالنا چھوڑ دیا تو میں اس کو ایسی ایمان کی مٹھاس دوں گا جس کو وہ اپنے دل میں پائے گا۔

پرائی عورتوں کو دیکھنے کی پیاس اتنی خطرناک ہے کہ انسان اگر ہزاروں لڑکیوں کو بھی دیکھ لے اور لڑکیاں ہزار پرائے لڑکوں کو بھی دیکھ لے تو بھی یہ پیاس کبھی ختم نہیں ہوتی۔

ایک اللہ کے ولی فرماتے ہیں کہ: جب پرائی عورت کی طرف خواہش کی نظر سے کوئی آدمی دیکھتا ہے تو اس کی قوّتِ حفظ (Memory power, યાદશક્તિ) کمزور ہوجاتی ہے۔

حدیث میں ہے: آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے،

کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا نامحرم کی باتیں سننا ہے، زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا نامحرم سے باتیں کرنا ہے، ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا نامحرم کو چھونا (Touch کرنا) ہے، پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا نامحرم کی طرف چل کر جانا ہے۔ (مسلم شریف)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:
جو شخص کسی عورت کی خوبیوں پر شہوت سے نظر ڈالے تو اس کی دونوں آنکھوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (الزواجر، حجاب:۹۰)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ: خوب سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اُس شخص پر جو نامحرموں کو دیکھے اور اس پر بھی جو نامحرموں کے سامنے **اپنی نمائش کرے**۔ (مشکوٰۃ:۲۷۰، حجاب:۹۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ: کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں اُن دونوں کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو خوب صورت چہروں کو دیکھنے کی عادت میں ڈال دیتے ہیں۔

اس طرح گندی نظر ڈالنے سے زندگی سے روزی اور وقت کی برکت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

بدنظری: یعنی پرائی عورت کو گندی اور شہوت کی نظر سے دیکھنا یہ بڑا گناہ ہے اور یہ بیماری جس کو لگ جاتی ہے بوڑھاپے تک عام طور پر نکلتی نہیں

ہے، اس کو ختم کرنے کے لیے آدمی بہت محنت کرے، اللہ سے معافی مانگے، استغفار کرے، بزرگوں کی صحبت میں رہے۔

گندی نظر پرائی عورتوں پر ڈالنے سے انسان ہاتھ سے منی نکالتا ہے۔

نوکروں سے پردہ

گھر پر اگر کام کرنے والے جوان لڑکے ہوں تو لڑکیوں کو ان سے پردہ ضرور کرنا چاہیے اور گھر میں کام کرنے والی جوان لڑکیاں ہوں تو گھر کے لڑکوں کو ان سے خاص پردہ کرانا چاہیے۔

پلمبر (Plumber)، الیکٹریشین (Electrician) وغیرہ سے عورتیں عام طور پردہ نہیں کرتی ہیں جس سے بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور نئے نئے فتنے وجود میں آتے ہیں۔

کسی پرائی عورت سے ہاتھ ملانا، مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی مرد کے سر میں آری چلادی جائے یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ لگائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں کسی (پرائی) عورت سے ہاتھ نہیں ملاتا۔

مرد کے لیے محرم اور نامحرم عورتیں

"مَحْرَمْ" اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، کبھی بھی کسی حالت میں بھی حلال نہیں اور ان عورتوں سے پردہ بھی نہیں؛ خواہ نسب (Family) کی وجہ سے ہو یا رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے یا مُصاہَرت (دامادی رشتہ) کی وجہ سے ہو۔

اور نامحرم اس رشتے دار کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال ہو یا عارضی طور پر حرام ہو۔

محرم کی جمع "محارم" آتی ہے؛ لہٰذا محرم (جن سے پردہ نہیں اور نکاح بھی حرام ہے) کی تین قسمیں ہیں:

① خاندانی محرم۔

② سسرالی محرم۔

③ رضاعی (دودھ رشتے سے) محرم؛ یعنی کسی عورت کا دودھ پینے سے بھی اس کے ساتھ دودھ ماں والا رشتہ بن جاتا ہے اور اس عورت کا شوہر دودھ باپ اور اس عورت کے لڑکے دودھ شریک بھائی کہلاتے ہیں، اس طرح دودھ والے رشتے بھی چل جاتے ہیں اور وہ بھی محرم کہلاتے ہیں۔

مرد کے لیے محرم عورتیں

نوٹ: حقیقی؛ یعنی باپ اور ماں ایک ہو۔

ماں	حقیقی (سگی)	رضاعی	سوتیلی
بیٹی	حقیقی	رضاعی	سوتیلی (ربیبہ)
بہن	حقیقی	رضاعی	ماں یا باپ شریک
بھانجی	حقیقی	رضاعی	ماں یا باپ شریک
بھتیجی	حقیقی	رضاعی	ماں یا باپ شریک
خالہ	حقیقی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	رضاعی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	
پھوپھی	حقیقی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	رضاعی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	
پوتی	حقیقی: (اپنی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی)	رضاعی (اپنی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی)	
نواسی	حقیقی: (اپنی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی)	رضاعی: (اپنی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی)	

نانی	حقیقی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	رضاعی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	
دادی	حقیقی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	رضاعی (اپنی یا اپنے امی یا ابا کی)	
ساس	(بیوی کی حقیقی اور رضاعی ماں)		
بہو	(اپنی یا اپنے حقیقی یا رضاعی بیٹے کی)		

اس کے علاوہ باقی غیر محرم ہیں، جن میں سے بعض مشہور یہ ہیں:

چاچی	مامی	سوتیلی پھوپھی (جو باپ یا ماں شریک نہ ہو)	سوتیلی خالہ (جو باپ یا ماں شریک نہ ہو)
چچازاد بہن	ماموں زاد بہن	خالہ زاد بہن	پھوپھی زاد بہن
بھابھی	بھتیجے کی بیوی	بھانجے کی بیوی	بیوی کی خالہ
بیوی کی مامی	بیوی کی پھوپھی	بیوی کی چاچی	سالے کی بیوی
سمدھن (بیٹے بیٹی کی ساس)	سوتیلی ساس (بیوی کی سوتیلی ماں)	بھائی -- بہن کی ساس	سالی، منہ بولی بہن وغیرہ

رضاعت؛ یعنی بچوں کو دودھ پلانا

عربوں میں پرانے زمانے سے یہ طریقہ چلا آرہا تھا کہ وہ پیدا ہونے والے بچوں کو سگی ماں کے سوا دوسری جگہ پر؛ خاص کر دیہات اور گاؤں میں دودھ پلانے کے لیے بھیجتے تھے اور اس کے بڑے فائدے تھے:

① شہر کی آب و ہوا جس میں وبائی بیماریاں وغیرہ ہوتی ہیں بچپن میں گاؤں میں رہنے کی وجہ سے اس وبائی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔

② کھلی ہوا یہ تندرستی کا ذریعہ ہے؛ اس لیے ہمیں بھی اور ہمارے بچوں کو بھی کھلی ہوا ملے اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

③ دیہات کی عورتوں کے بدن میں طاقت اور تندرستی ہوتی ہے؛ اس لیے ان کا دودھ بھی بہت اچھا ہوتا ہے، جو بچے دودھ پیئیں گے تو بچوں کو بھی طاقت آئے گی۔

④ دیہات میں جا کر وہ خالص (Pure) عربی (اپنے علاقے کی زبان) بھی سیکھ لیں گے۔

دودھ پینے کی وجہ سے رشتے داری

⑤ جس طرح خاندان اور سسرال کی وجہ سے رشتے داری ہوتی ہے اسی طرح دودھ پلانا بھی ایک رشتے داری کا ذریعہ ہے، جس عورت سے بچے نے دودھ پیا وہ بچے کی رضاعی ماں (دودھ پلانے والی ماں) بنے گی اور اس

عورت کا شوہر دودھ پینے والے بچے کے لیے رضاعی باپ بنے گا اور اس دودھ پلانے والی عورت کے بیٹے-بیٹی اس بچے کے لیے دودھ بھائی بہن بنیں گے اور اس طرح ایک نئے اور عمدہ رشتے کی بنیاد بنے گی۔

٦ غریب عورتوں کو دودھ پلانے کی اجرت (پیسے) ملتی ہے جو اُن کے لیے آمدنی کا ایک ذریعہ ہے۔

رضاعی دودھ کے رشتے میں بھی عزت اور اکرام

پہلا واقعہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جِعرّانہ (مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے) میں گوشت تقسیم کررہے تھے، اچانک ایک عورت آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک پہنچ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر مبارک فوراً اس عورت کے لیے بچھادی، وہ عورت بیٹھ گئی۔

پوچھا گیا کہ: یہ عورت کون ہیں؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتلایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دودھ پلانے والی ماں (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) ہیں۔

پیارے بچو! جس طرح ہم سگی ماں کی عزت اور اکرام کرتے ہیں اسی طرح دودھ ماں کا بھی عزت و اکرام کرنا ہے۔

دوسرا واقعہ: ایک دن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی ابّا: حضرت حلیمہ کے شوہر حارث ابن عبدالعزی آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان کے لیے بچھایا، وہ بیٹھ گئے، اتنے میں رضاعی

ماں (حضرت حلیمہ) آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے چادر کا دوسرا حصہ بچھا دیا، اس پر وہ بیٹھ گئیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انھیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔

دودھ کے رشتوں کی وجہ سے صلہ رحمی کرنا یہ شرعی ضروری کام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی - بھائی بہن

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانی کوئی بھائی بہن نہیں تھے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ کے رشتے کے بھائی بہن تھے، حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر حارث کی اولاد جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بہن ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) عبد اللہ (۲) اُنَیسہ (۳) حذافہ (ان کے نام کے بارے میں ایک روایت جدامہ یا خدامہ ہے لیکن وہ شُیماء کے نام سے مشہور ہوئی، وہ بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں کھیل لگاتی تھی)۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور ڈبل رضاعی بھائی بھی ہیں؛ چونکہ انھوں نے بھی بنی سعد میں باقاعدہ دودھ پیا، بنی سعد کی جس عورت نے حضرت حمزہ کو دودھ پلایا اسی نے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

اسی طرح ابولہب کی باندی ثُوَیبہ نے بھی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی: ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب نے بھی حضرت حلیمہ کا دودھ پیا؛ اس لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی

ہوئے اور رضاعی بھائی بھی ہوئے، جب مکہ فتح ہوا تب وہ ایمان لائے۔

ثویبہ سے دودھ پینے والے تین حضرات ہیں، ابوسلمہ عبداللہ بن عبد الاسد (ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر) اور عبداللہ ابن جحش، اور ثوبیہ کا بیٹا مسروح؛ اس لیے یہ تینوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رضائی بھائی ہوئے۔

رضاعی بہن کے ساتھ اکرام کا قصہ

جب (ہجرت کے آٹھویں سال) حنین کی جنگ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دودھ بہن شیماء بنت حارث بھی قید میں پکڑ کر لائی گئی، انھوں نے خود اپنی پہچان کرائی کہ میں آپ کی دودھ بہن شیماء ہوں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی نشانی بتاؤ کہ تم میری بہن ہو۔

شیماء نے فوراً اپنے بازو سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اللہ کے رسول! آپ کے بچپن کے دن تھے، میں نے آپ کو اپنے بازوؤں میں اٹھا رکھا تھا، اس وقت آپ نے اچانک اس جگہ کاٹ لیا تھا (چھوٹے بچے اس طرح کاٹ لیا کرتے ہیں جو کوئی برا بھی نہیں مانتا؛ بلکہ اچھا لگتا ہے)۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نشانی دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ یہ میری بہن ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی بہت عزت فرمائی، چادر مبارک بچھائی، اکرام سے ان کو بٹھایا، پھر بہن شیماء کو فرمایا: مانگو تمھیں دیا جائے گا، کسی قیدی کی سفارش کرنا چاہو تو کرو تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔

زنا

زنا: یعنی مرد کا پرائی عورت کے ساتھ اپنی ضرورت (شہوت) پوری کرنا، یہ حرام اور بہت بڑا گناہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور تم زنا کے پاس بھی مت جاؤ، یقینی بات ہے کہ وہ (زنا) تو بڑی بے حیائی ہے اور بہت بُرا راستہ ہے۔

اس آیتِ شریفہ سے حاصل ہونے والا سبق:

① لالچ اور شہوت والی نگاہ سے لڑکے تاک تاک کر کے پرائی لڑکیوں کو نہ دیکھیں۔

② لڑکے، لڑکیاں آپس میں مذاق، مستی وغیرہ نہ کریں اور اس کو دماغ سے نہ سوچیں۔

③ دماغی طور پر سوچتے ہوئے سوچ ہی کی دنیا میں آگے بڑھ کر اس کے ساتھ تعلق قائم نہ کریں۔

④ شہوت بھری بات نہ کریں۔

⑤ شہوت بھرے گانے نہ گائیں اور نہ سنیں۔

⑥ شہوت والی ننگی تصویریں نہ دیکھیں۔

⑦ پرائی عورتوں کی تصویر نہ دیکھیں۔

⑧ ہوس بھرے خیالات نہ جمائیں۔

⑨ رات سوتے وقت کسی پرائی عورت کو سوچ کر کے نہ سوئیں۔

⑩ گندی ناویل اور عشق والی (لَو) اسٹوری نہ پڑھیں۔

⑪ بلو فلمیں نہ دیکھیں۔

⑫ ہاتھ سے منی نہ نکالیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

لَا يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. (البخاري)

یعنی جس وقت انسان زنا کرتا ہے اس وقت وہ ایمان والا نہیں رہتا۔

گویا زنا کے وقت ایمان الگ ہو جاتا ہے؛ یعنی مؤمن مؤمن ہونے کے ناطے سے زنا نہیں کرسکتا۔

جہنم کی آگ کے تندور میں چیخنے والیاں

بخاری شریف میں ایک لمبے خواب کا ذکر ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: رات کو مجھے دو شخص؛ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک آگ کی تندور؛ یعنی بھٹی پر لے گئے جہاں اندر سے چیخنے چلانے کی آواز آتی تھی، جب اندر دیکھا تو ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں، نیچے سے ایک آگ اٹھتی تب وہ زور سے چلاتے، پتہ چلا کہ یہ زنا کرنے والے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی مرد نے شہوت کی حالت میں ایسی عورت پر اپنا ہاتھ رکھا جو اس کے لیے حرام تھی تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن میں بندھا

ہوا ہوگا اور اس نے اس عورت کو بوسہ (Kiss) دیا تو اس کے دونوں ہونٹ کٹے ہوئے جہنم میں گریں گے اور اگر زنا کیا تو قیامت کے دن اس کی دونوں رانیں گواہی دیں گی کہ اس نے میرے اوپر حرام کام کیا، اللہ تعالیٰ اس کو غصے سے دیکھیں گے، اس کے چہرے کا گوشت گر جائے گا، وہ کہے گا کہ: میں نے نہیں کیا؛ لیکن پورا بدن گواہی دے گا (کہ اس نے زنا کیا تھا)۔ (الزواجر)

زنا کے دنیوی نقصان

① چہرے سے نور ختم ہوجاتا ہے۔
② غریبی پیدا ہوتی ہے۔
③ عمر میں کمی ہوتی ہے۔
④ جسم کمزور ہوجاتا ہے۔
⑤ خوداعتمادی (Self Confidence) ختم ہوجاتی ہے۔

آخرت کے نقصانات

① اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔
② آخرت کا حساب کتاب مشکل ہوجاتا ہے۔
③ جہنم کا عذاب ہوگا۔

جب کسی قوم میں زنا عام ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو مشکلات میں ڈال دیتے ہیں؛ گویا کہ زنا یہ قحط (اکال ع) لانے کا بھی ایک سبب ہے۔

پرائی عورت کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا (Live In Relationship)

اگر مرد اور عورت نکاح کے بغیر ایک ساتھ رہیں اور ایک دوسرے سے ناجائز تعلقات قائم کریں تو یہ شریعت کی نظر میں حرام ہے اور اس کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی حرامی ہے، دونوں کے لیے ضروری ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہوکر اپنے اس گناہ سے سچی توبہ کریں اور آئندہ اگر ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو شرعی طریقے کے مطابق گواہوں کی موجودگی میں عورت مرد سے یوں کہے کہ: میں نے اپنے آپ کو تمھارے نکاح میں دیا اور مرد اس کے جواب میں کہے کہ: میں نے تمھیں اپنے نکاح میں قبول کیا، اس طرح کرنے سے نکاح ہوکر دونوں ایک دوسرے کے لیے حلال ہو جائیں گے۔

یہ یاد رہے کہ گواہ دو مرد مسلمان دین دار ہوں یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں ہوں۔

ہاتھ سے منی نکالنا

اپنے ہاتھ سے منی نکالنا گناہ کا کام اور حرام ہے، قرآنِ پاک کی آیت: ﴿فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ﴾ کی تفسیر میں حضراتِ مفسرین نے ہاتھ سے منی نکالنے کے حرام ہونے کو بھی بتلایا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک امّت

کو عذاب دیا جو اپنی شرم کی جگہ کے ساتھ کھیلتے تھے اور شرم گاہ سے اپنے ہاتھ سے منی نکالتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی)

بعض روایتوں میں ہے کہ: ایسے لوگوں کو قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے ہاتھ میں حمل ہوگا۔ (معارف القرآن، ج:۸، ص:۵۵۸)

یہ کتنی بڑی رسوائی ہے کہ قیامت کے میدان میں سب لوگ اس کے ہاتھ کو حمل والا (Pregnant) دیکھیں گے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: سات قسم کے انسان ایسے ہیں کہ جن کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر نہیں کریں گے اور ان کو گناہوں سے پاک بھی نہیں کریں گے اور ان کو سب سے پہلے جہنم میں داخل کرنے والوں میں شامل کریں گے:

① ہاتھ سے شادی کرنے والے؛ یعنی ہاتھ سے منی نکالنے والے۔

② ③ مرد مرد سے خواہش پوری کرے۔ (خواہش پوری کرنے والے اور کرانے والے دونوں)

④ نشہ اور شراب استعمال کرنے والے۔

⑤ والدین کو مارنے والے۔

⑥ اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والے۔

⑦ پڑوسن کے ساتھ زنا کرنے والے۔ (شعب الایمان)

ہاں! اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

ہاتھ سے منی نکالنے کے جسمانی نقصانات

① دماغ کمزور ہوجاتا ہے اور عقل میں کمی ہوتی ہے۔
② تعلیم کا ارادہ ختم ہوتے جاتا ہے۔
③ یاد کرنے کے باوجود بھول جاتا ہے۔
④ آنکھ کی روشنی کمزور ہوکر آنکھوں میں اندھیریاں چھانے لگتی ہے۔
⑤ بدن میں سے چستی ختم ہوکر بدن کمزور اور سست ہوجاتا ہے۔
⑥ تھوڑی محنت اور تھوڑے کام سے تھکن ہونے لگتی ہے۔
⑦ سستی اور مایوسی اس پر چھائی رہتی ہے۔
⑧ اس کو الگ الگ قسم کا ڈر لگنے لگتا ہے۔
⑨ تھوڑی تھوڑی دیر میں اس کو گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔
⑩ دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔
⑪ چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔
⑫ کوئی بھی کام کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔
⑬ پیر اور کمر میں درد ہوتا ہے۔
⑭ مزاج میں چڑچڑاپن آجاتا ہے۔
⑮ وہ کسی کے ساتھ آنکھ ملا کر ہمت سے بات نہیں کرسکتا۔
⑯ محفلوں میں جانے سے ڈرتا ہے۔
⑰ کلیجہ کمزور ہوجاتا ہے۔

⑱ پرانے بخار کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔
⑲ بدن کانپنے لگتا ہے، چکر آنے لگتے ہیں۔
⑳ ہضم کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔

اس طرح کی خطرناک بیماریاں ہوسکتی ہیں۔

منی یہ زندگی ہے، اگر منی کو غلط طریقے سے ختم کر دیا گیا تو زندگی کا چراغ بجھ جاتا ہے؛ گویا شرعی نقصان بھی ہے کہ ایسا آدمی گنہگار ہے اور جسمانی نقصانات بھی ہیں۔

ہاتھ سے ایک مرتبہ منی نکال لی تو پھر یہ عادت پیچھا نہیں چھوڑتی، ایسا آدمی اپنی دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے؛ اس لیے اس سے خوب بچنا چاہیے۔

گناہ اور حرام کی چند صورتیں
رشوت

حلال و پاک کمائی پر صبر نہ کر کے انسان جن حرام و ناجائز طریقوں سے مال کماتا ہے ان میں سے ایک رشوت کا لین دین ہے۔

سوال: ''رشوت'' کسے کہتے ہیں؟

جواب: صحیح کو غلط یا غلط کو صحیح کرنے کے لیے جو مال یا کوئی چیز دی جائے وہ ''رشوت'' کہلاتی ہے۔اسی طرح جو کام ذمے داری (duty) کا ہے، جس عہدے پر تنخواہ بھی ملتی ہے اور اس عہدے سے جو کام کرنے ہیں پھر بھی اس کام کو کرنے کے لیے جو رقم یا چیز دی جائے وہ بھی رشوت ہے۔

رشوت کا مسئلہ: چونکہ اسلام سچا اور انصاف والا دین ہے؛ اس لیے اس نے رشوت کی تمام صورتوں کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، رشوت لینے اور دینے والے اور اس کی مدد کرنے والے کو سخت عذاب کی دھمکی دی ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور اور اپنے در سے دھتکارا ہوا بتلایا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرة:۱۸۸)

ترجمہ: اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ

اور تم ان (مالوں کے مقدمے) کو حاکموں کے پاس (ایسے مقصد سے) مت لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ تم ظلم کر کے (ناحق) کھا جاؤ اور تم تو (حقیقت) جانتے ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (الطبرانی)

دوسری حدیث میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (أبو داود: ۳۵۸۰، ترمذي: ۱۳۳۷)

رشوت ایسی لعنت ہے کہ جس کا برا اثر کئی نسلوں تک برقرار رہتا ہے۔

رشوت کی بعض صورتیں

آج کل رشوت کی بہت سی شکلیں ہمارے درمیان عام ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے سماج سے امانت داری اور خیر خواہی ختم ہو رہی ہے:

① **منصب اور عہدہ حاصل کرنے کے لیے:** نوکری کے لیے رشوت دینا، چاہے یہ رشوت رقم کی شکل میں ہو، خدمت کی شکل میں یا استعمال کی جانے والی چیزوں کی شکل میں ہو؛ کیوں کہ اس سے حق والے کا حق مارا جاتا ہے اور نا اہل لوگ ایسے عہدے پر پہنچ جاتے ہیں جس کے وہ لائق نہیں ہوتے۔

② **فیصلے کے لیے:** حاکم، قاضی و جج یا پولس افسر وغیرہ کو کچھ دیا جائے؛ تا کہ فیصلہ ہماری طرف داری (Favour) میں ہو۔

③ **کام جلدی پورا کرنے کے لیے:** ایک شخص اپنے کام پر گورنمنٹ یا کمپنی سے تنخواہ لیتا ہے؛ لیکن لوگوں کا کام پورا کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہے اوراس کے لیے کچھ بدلہ چاہتا ہے۔

④ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو مال یا کسی اور شکل میں کچھ دیتا ہے؛ تاکہ اس کا کام دوسروں سے پہلے ہو جائے تو یہ بھی رشوت کی ایک شکل ہے۔

⑤ **پاس ہونے کے لیے ٹیوشن:** بہت سی جگہوں پر ایسا سننے میں آیا ہے کہ ٹیچر لوگ اسکول میں اسی بچے کو زیادہ مارکس (marks) دیتے ہیں جو بچے ٹیوشن کرتے ہوں اور جو بچے ٹیوشن نہیں جاتے ان کو اسکول میں صحیح مارکس بھی نہیں دیتے تو یہ ٹیوشن بھی ایک رشوت کی شکل بنے ہوئے ہیں۔

⑥ **استاذ، مفتی اور بیان کرنے والے کا ہدیہ وتحفہ:** جو طالبِ علم یا اس کے والدین استاذ کو ہدیہ وتحفہ دیتے ہیں، ان کی کوئی خدمت کرتے ہیں تو استاذ اس طالبِ علم کی طرف خاص دھیان دیوے اور اس کو نمبرات زیادہ دیوے، اسی طرح مفتی اگر فتویٰ پوچھنے والے سے ہدیے قبول کرتا ہے اور فتویٰ دینے میں نرم رویہ اپناتا ہے، واعظ وخطیب کو ہدایا وتحائف اور نذرانے جہاں سے اچھے ملتے ہیں وہاں کے لیے وقت بڑی آسانی سے دیتا ہے اور جہاں سے کم کی امید ہوتی ہے وہاں جانے کے لیے ٹال مٹول سے کام لیتا ہے؛ چاہے وہاں کے لوگ وعظ ونصیحت کے زیادہ محتاج ہوں، یہ ساری چیزیں رشوت سے ملتی جلتی صورتیں ہیں۔

ایک وضاحت: کسی کا حق مارنے کے لیے کسی حاکم، قاضی یا ملازم کو کچھ دینا رشوت اور حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی قاضی اور ملازم ظالم ہو اور لوگوں کے حقوق بھی اس کے پاس سلامت نہیں رہتے ہیں اور وہ لوگوں سے رشوت مانگتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو جیسا کہ آج ہمارے یہاں عام ہوتا جا رہا ہے تو اس سلسلے میں صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لیے مجبوری کی صورت میں کچھ دینا پڑے تو امید ہے کہ دینے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا؛ البتہ لینے والا ڈبل گناہ کمارہا ہے، ایک رشوت لینے کا اور دوسرا دینے والے کو ایک حرام کام پر مجبور کرنے کا۔

کام چوری

کام چوری حرام کھانے کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کو لوگ حرام بھی نہیں سمجھتے، رشوت کو تو پھر بھی لوگ حرام سمجھتے ہیں، سود کو بھی حرام سمجھتے ہیں، کم تولنے اور کم ناپنے کو بھی حرام سمجھتے ہیں؛ مگر یہ حرام ذریعہ ہمارے یہاں ایسا پھیلا ہوا ہے اس کی طرف لوگوں کا دھیان بھی نہیں ہے اور وہ یہ کہ ملازم اور مزدور اپنی تنخواہ اور مزدوری تو پوری وصول کرلیں اور ڈیوٹی پوری نہ دیں، قرآنِ کریم میں سورۃ المطففین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾

ترجمہ: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے ﴿۱﴾

ان کی حالت ایسی ہے کہ جب لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری (بھر کر) لیتے ہیں ﴿۲﴾ اور جب ان (لوگوں) کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔

اِس میں ناپ تول میں کمی کرنے والے بھی داخل ہیں اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جو نوکری اور مزدوری تو کرتے ہیں؛ لیکن کام پورا نہیں کرتے اور تنخواہ پوری لیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اس آیت سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

یہ بیماری وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے، اس بیماری میں بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو دین دار سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم گناہوں سے بچتے ہیں، وہ بھی اس کام چوری کے گناہ میں ہیں، اس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

بعض لوگ بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں: آفس میں ہم جب چاہیں چلے جائیں اور آجائیں ہمیں کون پوچھ سکتا ہے؟

جب یہ آنکھیں بند ہوں گی، قبر کی اندھیریوں میں پہنچیں گے تب پتہ چلے گا کہ پوچھنے والا کون ہے؟

کام چوری اس طرح بھی کرتے ہیں کہ: اگر ڈیوٹی آٹھ گھنٹے کی ہے تو اس میں مثلاً:

ایک گھنٹہ اخبار پڑھنے میں یا گپ شپ میں یا چائے، یا سگریٹ پینے میں یا دوست واحباب سے موبائل پر بات چیت کرنے میں لگا دیں۔

ملازمت کے وقت کو مالک کی مرضی کے خلاف اپنے ذاتی کاموں

میں لگادیں۔

غرض کسی بھی طریقے سے وہ وقت ایسا گزرا کہ اس میں ڈیوٹی کا کام نہیں کیا، اس طرح دوسرے کام میں وقت برباد کرکے جو تنخواہ لی وہ ایسی ہی حرام اور ناپاک ہے جیسے سور کا گوشت حرام ہے۔

اسی طرح ڈیوٹی کے کاموں میں پورا دھیان نہ دیوے، پوری فکر نہ کرے۔ اپنے کام کو ذمہ داری کے ساتھ نہ دیکھے، بس بیٹھے ہیں کہ کام ہوگیا تو ہوگیا، نہیں ہوا تو نہیں، یہ سب کام چوری کے طریقے ہیں۔

کاروبار اور ملازمت میں جھوٹ اور دھوکہ کی چند صورتیں

کاروبار اور ملازمت میں جھوٹ بولنا، خیانت کرنا ارو دھوکہ دینا حرام ہے، آج کل ہمارے کاروبار اور ملازمتوں میں جھوٹ، دھوکہ اور خیانت کا گناہ عام ہے، جس کی چند صورتیں لکھی جاتی، ان سے بچنا ضروری ہے:

(۱) اوپر اچھا مال رکھ کر نیچے گھٹیا مال رکھنا اور پورے اچھے مال کے برابر قیمت لے کر مال بیچنا، جیسے آم کی پیٹی میں اوپر بڑے اور اچھے آم رکھنا اور نیچے چھوٹے اور خراب آم رکھ کر بیچنا۔

اسی طرح سیب، امرود اور انگور وغیرہ بیچنا۔

(۲) نقلی اور دو نمبر چیز کو اصلی اور ایک نمبر بتا کر بیچنا۔

(۳) ٹیکسی/رکشہ والوں کا میٹر تیز کر کے زیادہ کرایہ وصول کرنا۔

(۴) بیچے جانے والے سامان میں کوئی عیب اور خرابی ہو تو وہ عیب خریدنے

والے کو بتائے بغیر چھپا کر سامان بیچنا۔

⑤ کمپنیوں اور اداروں کے ملازمین کا سستا مال خرید کر زیادہ کا بِل بنوانا اور خفیہ کمیشن رکھنا۔

⑥ بعض ملازمین کا اپنے تعلق والے گاہک کو مالک کی چیز اُس کی اجازت کے بغیر مفت میں دینا یا اس کی حقیقی قیمت سے کم قیمت پر دینا۔

⑦ بیماری کی چھٹیاں لینے کے لیے جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنانا اور اس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر بیماری کی چھٹیاں منظور کروانا؛ تاکہ تنخواہ کی کمی نہ ہو، یہ بھی جھوٹ اور دھوکہ ہے جو حرام ہے۔

⑧ ملازمت کے لیے یا مدرسہ/کالج میں داخلہ کے لیے جعلی (بناوٹی) سند بنوانا جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

⑨ سرکاری ملازمین کا کسی دوسرے کے مکان کے کاغذات جمع کروا کر کرایہ لینا۔

⑩ دوسرے کی گاڑی کے کاغذات آفس میں جمع کروا کر سواری الاؤنس لینا۔

⑪ اپنے طور پر بنوایا ہوا مال کسی مشہور کمپنی کے اسٹیکر لگا کر بیچنا۔

ان سب غلط کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

چوری کی چند مروجہ صورتیں:

چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا حرام ہے، ہمارے معاشرہ میں چوری کی ایسی

صورتیں بھی پائی جاتی ہیں جنھیں چوری نہیں سمجھا جاتا اور خراب نہیں سمجھا جاتا؛ حالاں کہ یہ بھی چوری میں داخل ہو کر حرام ہیں جن سے بچنا ضروری ہے:

① کسی کا مال، پیسہ اور موبائل وغیرہ چھیننا، یا کسی کی زمین، مکان اور دکان پر ناحق قبضہ کرلینا، دکان اور مکان کا مالک خالی کرنے کے لیے کہے تب بھی خالی نہ کرنا۔

نوٹ: کرایہ دار چاہے کتنا ہی پرانا ہو یا کاشت پر لی ہوئی زمین کتنی ہی پرانی ہو مالک کو قبضہ سونپنے کے لیے پیسے مانگنا غلط ہے۔

② بجلی چوری کر کے استعمال کرنا، یا دوسرے کے میٹر میں تار لگا کر استعمال کرنا، یا سرکاری تار (٩١٩٢) سے ڈائیریکٹ بجلی لے لینا، یا اپنا میٹر معمول کی رفتار سے آہستہ کروالینا، اسی طرح گیس کی چوری کرنا۔

③ ریل یا بس میں ٹکٹ کے بغیر سفر کرنا، اسی طرح ایک ٹکٹ میں جتنا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ سامان ساتھ لے جانا۔

④ ٹیلیفون ایکسچینج کے کسی ملازم یا افسر سے دوستی کے نتیجے میں فون کا مفت استعمال کرنا۔

⑤ آفس کے استعمال کے لیے رکھی ہوئی چیزیں مثلاً کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، آفس کا موبائل، انٹرنیٹ ڈیوائس، چارجر، لیٹر پیڈ اور قلم وغیرہ مالک کی اجازت کے بغیر ذاتی استعمال میں لانا اور اپنے گھر لے جانا۔

⑥ کسی دوسرے کا وائی فائی (Wi-fi) کنکشن اس کی اجازت کے

بغیر استعمال کرنا۔

⑦ جس چیز کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ چوری کی ہے یا کسی سے چھینی ہوئی ہے اس کو خریدنا، بیچنا اور نفع کمانا۔

ناحق مال وصول کرنے کی چند صورتیں:

کسی کا مال ناحق وصول کرنا حرام ہے، ہمارے کاروبار اور میراث وغیرہ کے معاملات میں ناحق دوسرے کا مال لینے کی بہت ساری صورتیں پائی جاتی ہیں جو بالکل ناجائز ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے:

① خریدنے والے کا سودے سے انکار کرنے کی صورت میں بیچنے والے کا بُیعانہ (Advance) کی رقم پوری یا کچھ ضبط کر لینا۔

② بیچنے والے کا سودے سے انکار کرنے کی صورت میں خریدنے والے کا اس سے بیعانہ (Advance) کی رقم ڈبل واپس لینا۔

③ والد مرحوم کے ساتھ ان کی زندگی میں کاروبار میں مدد کرنے والے اور کاروبار سنبھالنے والے بیٹوں کا اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے کاروبار پر قبضہ کر لینا اور مالک بن کر بیٹھ جانا اور دوسرے وارثوں کو ان کا حق نہ دینا حرام و ناجائز ہے۔

④ شوہر کے انتقال کے بعد گھر کے ساز و سامان پر بیوہ کا قبضہ کرنا اور وارثوں کو حصہ نہ دینا۔

⑤ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ کو شوہر کی میراث میں سے حصہ نہ دینا۔

⑥ بیوہ اگر دوسرا نکاح کرلے تو اسے شوہر کی میراث سے محروم کرنا۔

⑦ بہنوں کو میراث سے محروم کرنا اور زبردستی کسی نہ کسی طرح یا حیلے بہانے کرکے بہنوں سے اُن کا حصہ معاف کروانا۔

⑧ شادی شدہ بہنوں کو یہ کہہ کر میراث میں حصہ نہ دینا کہ: والد صاحب نے تمھاری شادی کے موقع پر تمھارا جو جہیز تیار کرکے دیا تھا اس سے تمھارا حق ادا ہو گیا۔

یہ سب غلط کام ہیں، اس سے ضرور بچنا چاہیے۔

جُوا (سٹّا) کی صورتیں:

① موٹر سائیکل اور گاڑیوں کے مقابلے (Race) میں جیتنے والے آدمی کا ہارنے والے سے طے کی ہوئی رقم لینا۔

② پتنگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ہار جیت کھیلنا۔

آج کل کرکٹ وغیرہ کے کھیلوں کی ہار جیت پر لاکھوں روپے (Fixing) کے جوے کھیلے جاتے ہیں جو بالکل حرام ہے۔

③ چیزوں کا بیمہ کروانا (General insurance)۔

نمونہ کے طور پر یہ چند مشہور ناجائز معاملات لکھے گئے ہیں، اِن کے علاوہ اور بھی ناجائز صورتیں ہو سکتی ہیں؛ اس لیے حلال روزی حاصل کرنے اور حرام روزی سے بچنے کے لیے اپنا ہر معاملہ معتبر مفتیانِ کرام کو بتا کر اور اس کے جائز اور حلال ہونے کا اطمینان کرکے اس کو اپنانا چاہیے۔

گناہ سے بچنے کا علاج

گناہ کا ایک ہی علاج ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور انسان یہ سوچے کہ مجھے ہر وقت اور ہر جگہ اللہ دیکھ رہے ہیں تو گناہ سے بچنا آسان ہو جائے گا، قرآن کی اِن آیتوں کے مضمون کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے:

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ (الفجر)

ترجمہ: یقین رکھو! تمھارے رب (نافرمانوں کو) پوری نظر میں رکھے ہوئے ہیں۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ (الغافر)

ترجمہ: آنکھوں کی چوری کو اور جو چیز سینوں نے چھپا رکھی ہے اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٤﴾ (الحدید)

ترجمہ: اور تم جہاں کہیں بھی رہو وہ (اللہ تعالیٰ علم اور قدرت اور قابو سے) تمھارے ساتھ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتے ہیں۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ (الکہف)

ترجمہ: اور کتاب (یعنی اعمال نامہ) رکھ دی جائے گی، سو (اس وقت)

تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس (کتاب) میں لکھی ہوئی باتوں سے ڈرتے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے: ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب (یعنی اعمال نامہ) ہے کہ اس نے کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ (Enumerated) نہ کرلیا ہو اور وہ اپنا تمام کیا ہوا سامنے موجود پائیں گے اور تمھارے رب کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کریں گے۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾

ترجمہ: اور یقینی بات ہے کہ تم پر دیکھ بھال کرنے والے (فرشتے) مقرر ہیں ﴿۱۰﴾ جو بڑے عزت والے (اعمال کو) لکھنے والے ہیں ﴿۱۱﴾ جو کام بھی تم لوگ کرتے ہو وہ ان سب کو جانتے ہیں۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ط قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ (فصلت)

ترجمہ: اور وہ (دشمن) اپنی کھالوں (یعنی اعضا) سے کہیں گے کہ: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ تو وہ (کھالیں) کہیں گی کہ: ہم کو تو اس اللہ تعالیٰ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو بلوایا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم کو واپس لے جایا جائے گا۔

یعنی قیامت کے دن گناہ کی گواہی خود انسان کا بدن دے گا۔

اِن آیتوں کے مضمون کو سامنے رکھیں گے تو ان شاء اللہ! گناہوں سے بچنا بہت آسان ہو جائے گا۔

ایک بزرگ کا اپنے نفس کو ایک بات کہنا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے نفس کو دو باتیں کہیں کہ: دیکھ! جنت میں مزیدار پھل فروٹ ہیں، جنت کی شاندار نہروں کا پانی ہے، اگر تو گناہ سے بچے گا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھے گا تو یہ سب ملے گا۔ اور جہنم میں آگ ہے، سانپ، بچھو ہیں، گلے کی زنجیر ہے، اگر تو گناہ کرے گا تو یہ سب تجھے ملے گا؛ اس لیے تو سوچ! تجھے کہاں جانا ہے؟ جنت میں یا جہنم میں؟

توبہ

پیارے بچو! اگر ہم سے گناہ ہو گئے ہیں تو خوش ہو کر چپ چاپ بیٹھے نہ رہو؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے، توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، نوجوان کی توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

توبہ کے بڑے بڑے فائدے

(۱) توبہ کے ذریعہ آدمی اللہ تعالیٰ کا خاص ولی بن جاتا ہے۔
(۲) توبہ گناہوں کی ناپاکی کو صاف کرنے والا پاکیزہ پانی ہے۔
(۳) توبہ سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔
(۴) توبہ سے دل کا زنگ (کچرا) ختم ہوتا ہے۔
(۵) توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدلنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حلال روزی کمانے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا احسان یاد کرو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ (النبا)

ترجمہ: اور ہم نے دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت بنایا۔

حدیث پاک میں آیا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حلال مال حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ (طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: حلال مال حاصل کرنا دوسرے فرائض کی ادائیگی کے بعد فرض ہے۔ (المعجم الکبیر)

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: جس آدمی نے حلال مال کما کر خود اپنے کھانے اور پہننے میں خرچ کیا یا اپنے علاوہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی دوسرے کو کھلا دیا یا پہنایا تو یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ (ابن حبان)

ایک لمبی حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! دعا فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات (یعنی جس کی دعا قبول ہوتی ہے) بنا دے، تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اے سعد! اپنا کھانا پاک وحلال بنالو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے اور قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جان ہے! بندہ حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس حرام لقمے کی وجہ سے چالیس دن تک کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (فضائلِ تجارت ٤١۔٤٢۔٤٣)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کچھ گناہ وہ ہیں جو حلال روزی تلاش کرنے سے ہی مٹ جاتے ہیں۔ (مجمع الزوائد)

ایک روایت میں ہے: جو شخص دنیا کو حلال طریقے سے سوال کی ذلت سے بچنے، اہل وعیال کے لیے کوشش اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حاصل کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے (آخرت میں) اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ (مجمع الزوائد: ٣٧٢٥)

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا: تو کیا کام کرتا ہے؟

اس نے کہا: میں عبادت کرتا ہوں؟

فرمایا: تمھارے اہل وعیال کی ضرورت کون پوری کرتا ہے؟

اس نے کہا: میرا بھائی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تمھارا بھائی تم سے زیادہ عبادت گذار ہے۔ (احیاء العلوم)

اِن دنوں ہم نے تجارت کو خالص دنیاداری کا کام سمجھ لیا ہے؛ اس

لیے ہمارا یہ ذہن بن گیا ہے کہ جھوٹ اور دھوکہ کے بغیر اب تجارت کامیاب نہیں ہوسکتی؛ حالاں کہ اگر تجارت اللہ تعالیٰ کے ڈر کے ساتھ کی جائے اور کسی کو دھوکہ دینے کی ارادے سے نہیں؛ بلکہ سچائی اور امانت داری کو اپنا معمول بنا کر کی جائے اور ناجائز کاموں سے بچا جائے تو یہی تجارت عبادت بنے گی اور حلال تجارت کے ذریعہ حاصل ہونے والی رقم کو اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرنے پر بڑا ثواب ملے گا اور اس کی وجہ سے ہمیں آخرت میں کامیابی حاصل ہوگی؛ جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو تاجر سچا اور امانت دار ہو وہ قیامت کے دن انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

لہٰذا ہمیں کاروبار میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے؛ بلکہ ہمیشہ سچ ہی بولیں، ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ سچ بول کر تجارت کی؛ اس لیے ہر میدان میں کامیاب ہوئے۔

اس لیے عبادت بھی کرو اور حلال روزی بھی کماؤ۔

شہر مکہ مکرمہ کی مشہور تاجرہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے افضل انسان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجارت میں دیانت داری کو دیکھ کر ہی تو نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حلال روزی کمانے کے واقعات

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شروع کی زندگی بہت ہی غریبی میں گزری ہے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابا جان حضرت عبداللہ کا جب انتقال ہوا تو ابا جان نے کوئی زیادہ مال چھوڑا نہیں تھا، ایک خدمت کرنے والی باندی جن کا نام امّ ایمن تھا وہ ابا جان نے چھوڑی تھی، تھوڑی بہت بکریاں تھیں اور اونٹنیاں، بس! اتنا کم مال چھوڑ کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابا جان عبداللہ کا انتقال ہو گیا، دادا عبدالمطلب نے آپ کو سنبھالا، دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا تو چچا ابو طالب نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنبھالا۔

چچا ابو طالب غریب آدمی تھے، کوئی ان کے پاس زیادہ پیسے اور دولت نہیں تھی اور ان کے بچے بہت زیادہ تھے اور اس میں ایک بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذمہ داری بھی آئی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھوڑے بڑے ہوئے تو سوچا کہ خود کچھ محنت کرنی چاہیے اور حلال روزی جمع کرنی چاہیے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حلال روزی کمانے کے واسطے بہت سارے کام کیے، تجارت، کاروبار (Business) بھی کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائی اور امانت داری سے لوگ بہت خوش ہوئے، یہاں تک کہ مکہ میں لوگ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محمد نام سے کم بلاتے تھے اور زیادہ تر یوں کہتے تھے:

هٰذَا الصَّادِقُ الْاَمِيْنُ. (یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سچے اور امانت دار ہیں)

لوگ کہتے کہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو کبھی جھوٹ

نہیں بولتے اور حقیقت بات یہی ہے کہ کاروبار میں انسان کی سچائی کا پتہ چلتا ہے کہ آدمی کتنا سچا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ امانت دار ہیں، کسی بھی چیز میں کوئی گر بڑ نہیں کرتے۔

آج کے زمانے میں اس کی بہت ضرورت ہے کہ اِن دونوں خوبیوں کو ہم اپنی زندگی میں اپنائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں چرائیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوچا کہ میرے چچا میری دیکھ بھال کرتے ہیں، وہ خود غریب ہیں؛ اس لیے مجھے کچھ محنت کر کے پیسے کمانے چاہیے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلا کام بکری چرانے سے شروع کیا اور بکری چرانے کے اوپر کچھ پیسے مل جاتے تھے۔

یہ جذبہ اللہ کرے آج کے نوجوانوں میں پیدا ہو جاوے کہ خود محنت کریں، خود حلال روزی کمانے کی کوشش کریں اور دیکھیے یہ ہمارے آقا، دو جہاں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، بکریاں چرانے جاتے تھے۔

یاد رکھو! موقع ملے تو چھوٹی چیز سے کام شروع کرو۔ بہت سے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایک دم بڑا بزنس شروع کر دیویں، ایک تو اس کے لیے اتنے پیسے (پونجی) نہیں ہوتی، قرض لے کر بڑا کاروبار شروع کریں گے اور پھر نہیں چلا تو قرض میں ڈوب کر پھر آدمی مر جاتا ہے۔

اس لیے چھوٹے کاروبار سے شروع کرو، خود کا سرمایہ نہ ہو تب بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تجارت کے لیے سفر

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو چچا ابو طالب بزنس کے لیے شام (Syria) جا رہے تھے، چچا ابو طالب آپ کو ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے؛ لیکن نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرے پر ناراضگی! کہ چچا تجارت کے لیے جاوے اور مجھے نہ لے جاوے، تو پھر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی لے گئے، یہ زندگی کا باقاعدہ پہلا سفر ہے، بارہ برس کی عمر میں تجارت اور کاروبار کے لیے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مکہ سے بہت دور ملکِ شام گئے۔

پھر عمر شریف تیرہ چودہ سال کی ہوئی تو تجارت کے لیے یمن گئے اور یمن کے سفر میں بہت اچھا نفع ملا۔

آپ سوچو! تیرہ چودہ سال کی عمر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزنس کے لیے مکہ سے یمن گئے اور اچھا نفع کما کر کے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجارت میں حصہ داری (Partnership)

پھر عبد اللہ ابن سائب نام کے ایک آدمی جو بعد میں ایمان لائے ان کے ساتھ مکہ میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرکت (Partnership) کی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد عبد اللہ ابن سائب کے ایک بھائی قیس ابن سائب کے ساتھ بھی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرکت کی۔

قیس ابن سائب کی عمر ایک سو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہوئی۔

یہ دونوں پارٹنر کہتے ہیں کہ: ہم نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کی جوانی میں پارٹنر شپ کی تو کبھی انھوں نے جھگڑا نہیں کیا، کبھی ضد نہیں کی، بہت اچھے طریقے سے ہمارے ساتھ پارٹنر شپ کی۔

اس لیے کبھی پارٹنر شپ کرنی پڑے تو اچھی طرح کرو، اس میں لڑائی نہ ہو، جھگڑا نہ ہو، ضد نہ ہو، دونوں ایک دوسرے کا احترام واکرام کرے تو پارٹنر شپ اچھی چلے گی اور اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی عطا فرمائیں گے۔

پھر جب نبی ﷺ کی عمر پچیس سال کی ہوگئی تو اب تجارت کے لیے پھر سے دوسری مرتبہ شام کا سفر کیا اور بہت اچھا نفع کما کر آئے۔

آپ ﷺ کا وعدہ پورا کرنے کا عجیب واقعہ

کاروبار میں ایک عجیب چیز یہ ہوتی ہے کہ لوگ وعدے کو پورا نہیں کرتے، وعدے کو توڑتے ہیں، اکثر کاروبار کرنے والوں میں ایسا بہت چلتا ہے، تاریخ دے دی کہ اتنی تاریخ کو کپڑے سی کے تیار ہوں گے؛ لیکن آپ اس تاریخ کو لینے جاؤ گے تو کہیں گے: صرف بٹن لگانے کے باقی ہیں، باقی سب ہوگیا ہے، پھر بٹن کی تاریخ کو لینے جاؤ تو استری (Iron) باقی ہے، باقی سب ہوگیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ وعدے پر کوئی کام کرتا نہیں۔

وعدے کے اوپر کام کرنا یہ بہت بڑی خوبی کی چیز ہے، اپنے پیارے نبی کا عجیب قصہ سنو! اللہ ہمیں بھی ایسا وعدہ پورا کرنے والا بنادیوے، ایک آدمی عبد اللہ ابن اَبِی الْحَمْسَاء کے ساتھ حضور ﷺ کا کچھ سودا ہوا، یہ نبی

بننے سے پہلے کی سب باتیں ہیں، کسی چیز کا سودا چل رہا تھا اتنے میں عبد اللہ کو کوئی ارجنٹ کام آ گیا، اس نے کہا کہ: میں وہ کام کر کے آؤں، پھر اپنے سودے کی بات کرتے ہیں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی، وہ گیا اور کام پورا کرنے میں ایسا لگا کہ بالکل بھول گیا کہ میرا محمد بن عبد اللہ سے کوئی سودا چل رہا تھا اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سودا کرنے کی جگہ تھی وہیں پر انتظار کر رہے ہیں، ایک دن پورا ہو گیا، وہ نہیں آیا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی سودے کی جگہ پر انتظار کر رہے ہیں، پورا دن نکل گیا، پھر رات نکل گئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں رُکے رہے، دوسرا دن آیا پھر بھی وہ نہیں آیا، تیسرا دن آیا تب بھی وہ نہیں آیا، تین دن کے بعد اس کو یاد آیا کہ میرا تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سودا چل رہا تھا، تین دن کے بعد وہ آدمی حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، تین دن تک وہ انتظار کرواتا رہا پھر بھی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر غصے نہیں ہوئے، ہاں! بہت نرمی سے اتنا کہا: بھائی! تو نے مجھے بہت تکلیف میں ڈالا۔

اندازہ لگاؤ! کیسا وعدہ پورا کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کے لیے پیش کش (Offer)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی ایک بہت مال دار عورت تھی، ان کا کاروبار بہت بڑا تھا، مکہ کے لوگ تجارت کے لیے قافلے روانہ کرتے تھے تو مکہ کے لوگ جتنے مال کا قافلہ روانہ کرتے اتنا تجارت کا مال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اکیلی روانہ کرتی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ ایک نوجوان بہت امانت دار

اور بڑے سچے ہیں؛ اس لیے ان کو بھی اپنی تجارت میں جوڑنا چاہیے، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہلوایا کہ آپ میرا مال لے کر تجارت کے لیے سفر کرو، کاروبار میں میرے حصے دار بنو، میں سب کو نفع میں سے حصہ دیتی ہوں، تم کو بھی میں نفع دوں گی؛ بلکہ تم کو اور زیادہ نفع دوں گی۔

جب سامنے سے کاروبار کی آفر آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں نکلے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک غلام میسرہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال لے کر شام کی طرف گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال میں کاروبار کیا، سب مال بیچا اور دوسرا مال خریدا، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہوشیاری عطا فرمائی تھی، ایسا مال پسند کیا جو جلدی بِک جاوے اور مکہ لے کر آئے اور اس کو مکہ میں بیچا اور نفع کمایا، ایسا نفع کمایا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آج تک کسی کاروبار میں ایسا نفع نہیں ہوا تھا۔

بہر حال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کاروبار کی دنیا میں قدم رکھا تو سچائی، امانت داری، وعدے کو پورا کرنا یہ تمام خوبیوں کے ساتھ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاروبار کر کے دکھلایا اور اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت عطا فرمائی۔

یہ سب لوگوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے، آج لوگ بے کار بیٹھے رہتے ہیں، دیکھو! اللہ کے نبی نے بکریاں چرانے کا کام بھی کیا، کاروبار بھی کیا، پارٹنرشپ بھی کی؛ لیکن نبی نے کسی کے سامنے سوال کا ہاتھ نہیں پھیلایا، اپنا یہ مزاج بناؤ، اپنی یہ سوچ بناؤ کہ سوال نہ کریں اور محنت کریں۔

سچائی

سچائی ایسی خوبی ہے جس کی اہمیت ہر مذہب اور ہر زمانے میں برابر مانی گئی ہے، سچائی کے بغیر انسان پورا انسان نہیں ہوسکتا؛ اسی لیے اسلام میں اس کی طرف خاص دھیان دیا گیا ہے اور بار بار سچ بولنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے؛ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور رسول نہ ماننے والوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور امانت داری کو مانتے ہوئے آپ کو "صادق"؛ یعنی سچا اور امین؛ یعنی امانت دار جیسے نام سے نوازا تھا۔

اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی مانتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن میں ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ (مریم)

ترجمہ: اور (اے نبی!) تم اس کتاب (قرآن) میں ابراہیم (علیہ السلام) کا تذکرہ بھی کرو، یقینی بات ہے کہ وہ سچائی کی عادت والے نبی تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآنِ کریم میں ہے:

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٥١﴾ (یوسف)

ترجمہ: عزیز کی بیوی (زلیخا) بولی کہ: اب جب سچی بات (سب کے سامنے) کھل گئی تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس (یوسف) کو پھسلایا تھا اور یقیناً وہ (یوسف) تو سچے لوگوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں بھی پوری انسانیت کو بار بار سچ بولنے کی تعلیم دی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ (التوبة)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ. (المائدة:١١٩)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ وہ دن ہے جس میں سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کو تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ (المؤمن)

ترجمہ: جو آدمی حد سے آگے بڑھنے والا ہو، بڑا جھوٹا ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے کو ہدایت نہیں دیتے۔

چونکہ جھوٹ کا انجام بہت سخت اور خطرناک ہے اور جھوٹ بولنے

والے کے ساتھ ساتھ دوسرے بھی اس کی برائی سے سلامت نہیں رہتے؛ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ بولنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بیان فرمائیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے:

سچائی کو (مضبوطی سے) لازم پکڑو؛ کیوں کہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی برابر سچ بولتا ہے اور سچائی کی کوشش میں رہتا ہے؛ یہاں تک کہ اللہ کی نظر میں اس کا نام سچوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچے رہو؛ اس لیے کہ جھوٹ گناہ ہے اور گناہ دوزخ کا راستہ بتاتا ہے اور آدمی لگاتار جھوٹ بولتا ہے اور اسی کی کوشش میں رہتا ہے؛ یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک اس کا نام جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

سچ بولنے کی کیسی بڑی اہمیت ہے کہ انسان اپنی سچائی کے ذریعہ جنت میں داخل ہوسکتا ہے، جو ہر انسان کی پہلی اور آخری چاہت ہے، جبکہ اگر موت سے پہلے سچی توبہ نہیں کی تو جھوٹ بولنے کی وجہ سے انسان کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام کو پورا کر کے سچ بولنے کی عادت بنالو۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ باتیں یاد ہیں:

جو بات شک میں مبتلا کرے اس کو چھوڑ دو اور ایسی چیز اپناؤ جو شک میں

نہ ڈالے۔سچائی اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے (ترمذی)

یعنی جس کے حلال ہونے میں شک ہو اس کو چھوڑ دو اور ایسی چیز کو اپناؤ جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔

کسی بھی معاملے میں جھوٹ کا سہارا نہیں لینا چاہیے، صرف اور صرف سچ ہی بولنا چاہیے، ایک جھوٹ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے بہت سارے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا ہم صرف سچ بات ہی کہیں۔

سچ بولنے کا بہترین بدلہ: ایک واقعہ

سچ بولنے پر بہترین بدلہ ملنے کے بہت سارے واقعات کتابوں میں موجود ہیں، قرآن وحدیث میں آیا ہوا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے:

سن ہجری ۹ میں ایک بہت بڑی لڑائی ہوئی جس کو تبوک کی لڑائی کہتے ہیں، اس میں تین سچے مسلمان صحابی: حضرت کعب بن مالک، حضرت مُرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم شریک نہیں ہوئے تھے؛ حالاں کہ سب کو جانا ضروری تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے لڑائی میں نہ آنے کے بارے میں سوال فرمایا تو انھوں نے سچ بات بتلا دی۔

سچ بولنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو اس بڑی نعمت کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا: تمھیں اس دن کی خوش خبری جو کہ تمھاری والدہ کے جنم دینے کے دن سے لے کر آج تک کے تمام دنوں سے تمھارے لیے بہترین ہے۔ (بخاری)

یعنی سچائی کی برکت سے توبہ قبول ہونے کا دن سب سے بڑا خوشی کا دن تھا۔

لیکن جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق سورۂ توبہ کی یہ آیتیں اتاریں:

فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ ۨ وَّمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾ يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾ (التوبة)

ترجمہ: تو تم ان کو نظر انداز کردو، یقیناً وہ (منافق) لوگ تو ناپاک ہیں اور جہنم ان کے رہنے کی جگہ ہے، جو (گناہ) وہ کماتے تھے یہ اس کی سزا ہے ﴿۹۵﴾ وہ لوگ تو تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے؛ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم ان (منافقوں) سے راضی ہو جاؤ گے تو بھی یہ بات تو یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوں گے۔

ان آیتوں میں جھوٹ اور بناوٹ کے متعلق دنیا اور آخرت کی پانچ سزائیں بیان کی گئی ہیں:

① ان کے ساتھ تعلق ختم کردو۔

② وہ ناپاک ہیں؛ یعنی ان کا دل اور عقیدہ ناپاک ہے۔

③ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

④ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی نہیں ہوں گے۔

۵ وہ فاسق ہیں۔

جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے، اگر ہم نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ سے پہلی فرصت میں معافی مانگیں؛ کیوں کہ بڑا گناہ ہونے کی وجہ سے اس کے لیے خاص توبہ ضروری ہے۔

بعض مرتبہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے، مثلاً:

میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے صلح ہو سکتی ہے تو مجبوری میں جھوٹ بول سکتے ہیں؛ لیکن جھوٹ بولنے کی عادت بنانا یا کسی شخص کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اے اللہ! ہمیں سچ بولنے کی توفیق عطا فرماؤ اور اس کی برکتوں سے مالا مال فرماؤ۔

جھوٹ اور اس کے زہریلے اثرات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہماری حفاظت فرماؤ، آمین، ثم آمین۔

مخلوق کی خدمت: ایک اہم کام

''مخلوق کی خدمت'': یہ لفظ جب بھی ہماری زبانوں پر آتا ہے تو ذہن میں ایک نقشہ سامنے آجاتا ہے کہ ایک کمیٹی ہو جس کے ذریعے غریبوں میں کچھ رقم تقسیم کر دی جائے، کمبل بانٹ دیے جائیں، کھانے پینے کا سامان لوگوں کو دیا جائے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ مخلوق کی خدمت کا چھوٹا سا حصہ ہے۔

مخلوق کی خدمت کرنے کے بہت سارے طریقے ہیں، ''مخلوق'' کے

اندر پوری زمین پر رہنے والے ہر جاندار آ گئے اور ان سب کی جہاں تک ہو سکے خدمت کرنا، ان کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے، ان کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے بھی دی ہے اور حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود مخلوق کی خدمت کا کام کیا اور اس کی ترغیب دی۔

قرآن میں جگہ جگہ ایمان لانے والوں کے جن اہم خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، یتیموں کی دیکھ بھال کرنا، مسکینوں کو کھانا کھلانا بھی شامل ہے اور ان خوبیوں کو نہ اپنانے پر بھڑکتی آگ کی وعید سنائی گئی ہے جس کا نقشہ کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۹﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ۛ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ﴿۴۴﴾ (المدثر)

ترجمہ: مگر داہنی طرف والے ﴿۳۹﴾ کہ وہ جنتوں میں ہوں گے (اور) مجرموں کے بارے میں پوچھتے ہوں گے ﴿۴۰﴾ ﴿۴۱﴾ تم کو کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟ ﴿۴۲﴾ وہ جواب دیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہیں تھے ﴿۴۳﴾ اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

اِس آیت میں جہنم میں جانے والے جہنم میں جانے کی وجہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے؛ اس لیے ہمارا ٹھکانہ جہنم بنا۔

ایک لمبی حدیث کا خلاصہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھیں گے کہ: میں بھوکا تھا، پیاسا تھا، بے لباس تھا تو تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا، کپڑا نہیں پہنایا اور بندہ تعجب سے کہے گا: یا اللہ! آپ تو سب کے پروردگار ہیں، آپ کیسے بھوکے رہ سکتے ہو؟ آپ کیسے پیاسے رہ سکتے ہو؟ آپ لباس کے بغیر کیسے ہو سکتے ہو؟

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، پیاسا تھا، بغیر لباس کے تھا، اگر تو اسے کھلاتا، پلاتا، کپڑے پہناتا تو آج اس کا اجر (ثواب) یہاں آخرت میں پالیتا۔ (مسلم)

لوگوں کی خدمت کے کام

پیسہ کے بغیر بھی پوری زندگی لوگوں کی خدمت کر سکتے ہیں، جیسے:

① لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا، ایمان کی حقیقت سمجھانا، ایمان پر موت کے بعد کی زندگی کی کامیابی بتانا، ایمان کے بغیر موت کے بعد کے عذاب سے ڈرانا۔ ایمان والوں کو اسلامی کام کرنے کے لیے سمجھانا۔

اگر کسی کا گھر جل رہا ہو اور اس کو بچایا جائے تو یہ خدمت کا کام ہے، اور اگر موت کے بعد وہ آگ میں گرنے والا ہو اور اس کو بچایا جائے تو کیا یہ خدمت کا کام نہیں ہے؟ یقیناً یہ بھی خدمت کا کام ہے۔

② دل سے دوسروں کا خیال رکھنا۔

③ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچانا۔

④ زبان سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانا۔

⑤ دوسروں کا برا نہ سوچنا۔

⑥ لوگوں سے مسکرا کر ملنا۔

⑦ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا۔

⑧ مشکل میں کسی کے کام آنا۔

⑨ کسی مقروض کا قرضہ ادا کرنا۔

⑩ کسی بیمار کی دوا کا خرچہ اٹھالینا یا دوا لا کر دینا، ہاسپٹل لے جانا وغیرہ۔

⑪ کسی الجھن میں پڑے ہوئے آدمی کے ساتھ بات چیت کر کے اس کی الجھن دور کرنا، یا کسی بھی طرح کی مشکل آسان کرنا۔

⑫ مخلوق کی خدمت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنی صلاحیت اور طاقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگائے، اس کی الگ الگ صورتیں ہوسکتی ہیں اور حالات کے لحاظ سے وہ بدلتی بھی رہتی ہیں۔

⑬ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کا خلاصہ: اگر اندھے کو راستہ نہیں ملتا تم نے اسے راستہ بتا دیا تو یہ بھی خدمت ہے۔

⑭ کسی کی سفارش کرنا: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: مشکل وقت میں لوگوں کے کام آنا ظاہر میں معاشرے کا حق ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا حق بتایا ہے۔ کوئی آدمی کسی مشکل اور پریشانی میں ہو پہلا درجہ تو یہ

ہے کہ اس کی یہ مصیبت دور کی جائے، دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی ایسے شخص سے سفارش کر دے جو یہ کام کر سکے۔ قرآنِ کریم نے اس بارے میں فرمایا ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا. (النساء:۸۵)

ترجمہ: جو شخص بھی اچھی سفارش کرتا ہے تو اس (سفارش کرنے والے) کو بھی اس میں سے ایک حصہ (ثواب کا) ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرتا ہے تو اس (سفارش کرنے والے) کو اس (برائی) کا ایک حصہ ملے گا۔

اچھی سفارش؛ یعنی:

(۱) جس کا مقصد کسی کا حق پورا دلوانا ہو۔

(۲) جائز نفع پہنچانا ہو۔

(۳) نقصان سے بچانا ہو۔

(۴) رشوت نہ لی جائے۔

(۵) سفارش ناجائز کام میں نہ ہو۔

(۶) محض اللہ تعالیٰ کی خوشی مقصود ہو۔

(۷) جس جرم کی سزا قرآن وحدیث میں آئی ہے اس میں نہ ہو۔

(۸) مسلمان کی حاجت پوری کرنے کی دعا کرنا یہ بھی اچھی سفارش ہے۔ (از تیسیر القرآن)

⑮ معاشرے کی ایک اور بڑی خدمت یہ ہے کہ روٹھے ہوئے لوگوں کو آپس میں ملا دینا، جھگڑنے والوں کی آپس میں صلح کرانا بھی ایک سماجی خدمت ہے، قرآنِ کریم میں ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ.(الحجرات:١٠)

ترجمہ: مسلمان بھائی بھائی ہیں، اگر آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی صلح کراؤ۔

نوٹ: مسلم وغیر مسلم ہر ایک کے جھگڑوں میں جہاں تک ہو سکے صلح و شانتی کی کوشش کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کے بارے میں فرمایا کہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے گناہ معاف فرما دیں گے۔

یہ سب چیزیں انسانوں کی خدمت میں شامل ہیں اور ان سب کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

سماجی خدمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت

جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنایا گیا اس کے بالکل شروع ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف ایک **سوشیل ورکر** کے طور پر سامنے آتا ہے، جب حضرت جبریل علیہ السلام غارِ حرا میں پہلی وحی لے کر آئے تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک اچانک بات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی تو قبول کر لی؛ لیکن اچانک اتنے

بڑے واقعہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت پر بہت زیادہ بوجھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا واقعہ بتایا اور فرمایا کہ: مجھے اپنے آپ کے ہلاک ہونے کا ڈر ہے، اس پر ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ بخاری شریف میں موجود ہیں، سب سے پہلا یہ جملہ ارشاد فرمایا:

واللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا.

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہیں کریں گے۔

خلاصہ: آپ تسلی رکھیے! اللہ تعالیٰ آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، اس واقعے میں آپ کے لیے پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ بیان فرمائی:

اللہ تعالیٰ آپ کو اس لیے ضائع نہیں ہونے دیں گے کہ معاشرے میں آپ کے سماجی کام بہت ہیں، آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، رشتوں کو جوڑنے والے ہیں، ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ملانے والے ہیں، بیواؤں اور لاوارث لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، محتاجوں کو کما کر دینے والے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں اور لوگوں پر آنے والی مشکلات میں ان کی مدد کرنے والے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جو آدمی سوسائٹی کے حقوق ادا کرتا ہو اور معاشرے کے غریب لوگوں کا سہارا بنتا ہو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتے؛ بلکہ اس کی

حفاظت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن کے بارے میں ایک اصول بیان فرمایا کہ: ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ سے اپنے ساتھ کسی خاص سلوک کی امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس طرح کا معاملہ فرمائیں گے، حضور ﷺ نے ایک بڑی بات ارشاد فرمائی کہ:

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ تمھارا جو سلوک ہوگا، اللہ تعالیٰ کا وہی سلوک تمھارے ساتھ ہوگا؛ یعنی تم لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالو گے، اللہ تعالیٰ تمھارے عیبوں پر پردہ ڈالیں گے، تم لوگوں کی غلطیاں معاف کرو گے، اللہ تعالیٰ تمھاری غلطیاں معاف کریں گے، تم لوگوں کی گردنیں بوجھ سے چھڑواؤ گے، اللہ تعالیٰ تمھاری گردن سے بوجھ ہٹا دیں گے، تم بھوکوں کو کھلاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمھاری بھوک دور کر دیں گے۔

لیکن یہ سارے کام اسی وقت صحیح ہوں گے اور ان پر اجر و ثواب ملے گا جب آدمی کی نیت اچھی ہو، کوئی دنیوی فائدہ حاصل کرنا مقصد نہ ہو، قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ (الدھر)

ترجمہ: ہم تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے کھانا کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کسی طرح کا نہ تو بدلہ اور نہ شکریہ چاہتے ہیں۔

تیسرا باب: سیرت

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ مبارک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوب صورتی

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت زیادہ خوب صورت تھے، چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ خوب صورت تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کے اُگتے سورج کی طرح (چمکتے) نظر آتے تھے، دور سے دیکھو یا قریب سے بہت حسین معلوم ہوتے تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا خوب صورت انسان آج تک دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا اور قیامت تک پیدا نہیں ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بدن مبارک (Blessed body)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بدن مبارک بہت پتلا بھی نہیں تھا اور بہت موٹا بھی نہیں تھا؛ بلکہ ایک دم سُڈول (اچھا بنا ہوا) چکنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مضبوط (Strong) تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمزور نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قد زیادہ لمبا بھی نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالکل ٹھنگنے بھی نہیں تھے؛ بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بدن کی اونچائی (Height) درمیانی (Medium) تھی؛ لیکن ایسا لگتا تھا کہ آپ تھوڑے سے لمبے ہیں۔

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ کا قد مبارک زیادہ لمبا نہیں تھا؛ لیکن تھوڑا سا لمبا معلوم ہوتا تھا، جس سے خوب صورتی بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ جس کو ہمارے یہاں لَمبو (Tall, لمبو) کہتے ہیں ویسے لمبے نہیں تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پورے بدن پر کہیں داغ، دھبہ نہیں تھا۔

ہمارے نبی ﷺ کا نورانی چہرہ سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوا تھا اور ہمارے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک میں ہلکی سی گولائی تھی۔

آپ ﷺ کے مبارک جسم کی خوشبو (Fragrance)

آپ ﷺ کے بدن مبارک سے ہر وقت خوشبو نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی، آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو مُشک اور عنبر سے بھی زیادہ اچھی تھی۔
آپ ﷺ کے مبارک جسم کی خوشبو سے اچھی کوئی خوشبو نہیں تھی۔

آپ ﷺ کا رنگ مبارک (Skin Colour)

آپ ﷺ کا رنگ مبارک چونے کی طرح سفید (White) نہیں تھا اور سانولہ (Wheatish સાંવલા) بھی نہیں تھا؛ بلکہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک گورا (Fair)، چمک دار (Shiny) اور سفیدی میں لال رنگ ملا ہوا تھا جس سے آپ سنہرے معلوم ہوتے تھے، ایسا لگتا تھا کہ جیسے کہ چاندی سے آپ ﷺ کا بدن مبارک ڈھال کے بنایا ہوا ہو، جب دھوپ لگتی تھی تو اس کی وجہ سے کبھی کبھی گورے رنگ میں ہلکا سا لال رنگ جیسا بھی معلوم ہوتا تھا۔

خلاصہ: ہمارے نبی ﷺ کا رنگ تھوڑا لالی ملا ہوا سنہرا سفید اور صاف ستھرا تھا۔

آپ ﷺ کا سر مبارک (Blessed Head)

ہمارے پیارے نبی ﷺ کا سر مبارک مناسب بڑا تھا؛ بہت بڑا

نہیں تھا؛ بلکہ اعتدال (Moderation) کے ساتھ بڑا تھا۔

سر کا قد کے مطابق بڑا ہونا (زیادہ اچھی) عقل والے ہونے کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

پیشانی مبارک (Blessed Forehead)

ہمارے نبی ﷺ کی پیشانی مبارک چوڑی، بڑی اور کھلی تھی، لال جیسی تھی اور اتنی چمک دار تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے سورج کی کرنیں نکل رہی ہیں۔

رات کے اندھیرے میں یا صبح کے وقت جب آپ ﷺ تشریف لاتے تھے تو کالے بالوں کے درمیان چمک دار پیشانی چراغ کی طرح جگمگا اُٹھتی تھی۔

آنکھ مبارک (Blessed Eyes)

(Eye Pupil) آنکھوں کی پُتلی (آنکھ کے بیچ میں جو کالا حصہ ہوتا ہے) بہت کالی تھی، آنکھ چوڑی تھی اور آنکھ کی سفیدی (Sclera) میں لال رنگ کے ڈورے (Threads) تھے۔

پیدائش کے وقت سے ہی آپ ﷺ کی آنکھ مبارک سُرمیلی تھی، ایسا لگتا تھا کہ اس میں سرمہ لگا ہوا ہے؛ حالاں کہ سرمہ لگایا ہوا نہیں ہوتا تھا، ویسے ہمارے حضور ﷺ سوتے وقت سرمہ لگاتے تھے۔

بھنویں اور پلکیں (Eyebrows & Eyelashes)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بھنویں مبارک کمان کی طرح کچھ گول اور باریک تھیں اور اس پر بھراؤ دار بال تھے؛ لیکن دونوں بھنویں الگ الگ تھیں اور دونوں بھنوؤں کے درمیان ایک رگ (Vein) تھی، جب (اللہ کے دین کے لیے) غصہ آتا تھا تو وہ رگ اُبھری ہوئی صاف نظر آتی تھی۔

دونوں بھنوؤں کے درمیان والا حصہ چاندی کی طرح چمک دار اور سفید تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پلکیں لمبی لمبی خوب صورت تھیں۔

ناک مبارک (Blessed Nose)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک پتلی، خوب صورت اور کھڑی تھی، اوپر کی جانب سے تھوڑی اونچائی والی تھی اور اس پر نورانی چمک تھی، سرسری نظر میں (At A Glance) بڑی اور اونچی معلوم ہوتی۔

منہ مبارک (Blessed Mouth)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک بہت خوب صورت، اعتدال کے ساتھ بڑا اور چوڑا تھا۔

عرب میں مرد کے لیے بڑا اور چوڑا منہ بہت اچھا سمجھا جاتا تھا اور اس کو بہادری کی نشانی سمجھتے تھے۔

بڑے منہ ہونے سے فصاحت (صفائی اور عمدگی) کے ساتھ بہترین

بولنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

آپ کا منہ مبارک ایسا معلوم ہوتا جیسا کہ اس سے نور کی کرنیں نکل رہی ہوں۔

ہونٹ مبارک موتی جیسے خوب صورت تھے۔

لعاب مبارک (Blessed Sputum)

آپ ﷺ کا لعاب مبارک میٹھا تھا۔

ایک کنویں میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا تو اس کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا، پورے مدینہ منورہ میں کسی کنویں کا پانی اتنا میٹھا نہیں تھا۔

دانت مبارک (Blessed Teeth)

آپ ﷺ کے دانت مبارک اولوں کی طرح سفید اور خوب صورت تھے، آگے والے دونوں دانت الگ الگ تھے، باریک اور تیز تھے اور دانتوں کے درمیان خوب صورت سا تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا، جب بات چیت کرتے تو اگلے چار دانتوں سے نور؛ یعنی چمک جیسی نکلتی ہوئی نظر آتی۔

ہنسنا (Smile)

زیادہ تر آپ ﷺ کا ہنسنا تبسم (Smile) ہوتا تھا؛ یعنی ہونٹ کے اوپر ہنسی کا اثر رہتا تھا اور کبھی کبھی ہنستے تو دانت اُولوں کی طرح چمکتے، ہمارے یہاں عام طور پر جو کِھل کِھلا کر اور قہقہہ لگا کر ہنسنے کا رواج ہے، آپ ﷺ کی

ایسی عادت نہیں تھی، کبھی کبھار ہی کھلکھلا کر ہنسنا ہوا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہنستے تو موتی کی طرح چمکتے ہوئے دانتوں کے بیچ کی خالی جگہ سے ایک ایسا نور نکلتا کہ دیواریں جگمگا اٹھتیں۔

گال مبارک (Blessed Cheeks)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گال مبارک بہت نرم نرم اور پیارے تھے، ہلکے اور سیدھے تھے، اونچے نہیں تھے۔

کان مبارک (Blessed Ears)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک بہت خوب صورت تھے اور ہر طرح بالکل ٹھیک ٹھیک اور برابر تھے۔

گردن مبارک (Blessed Neck)

گردن مبارک اعتدال (Moderation) کے ساتھ تھوڑی سی لمبی تھی (نہ زیادہ لمبی اور نہ ہی چھوٹی تھی)، پتلی اور چاندی کی طرح چمک دار، سفید اور خوب صورت تھی۔

گردن کا جو حصہ کھلا رہتا وہ اتنا چمک دار تھا جیسے چاندی میں سونا ملا ہوا ہو، قدرتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک ایسی خوب صورت اور چمک دار تھی جیسے ہاتھوں سے تیار کیے گئے پُتلے کی چمک دار گردن ہو۔

جوڑ مبارک (Blessed Bone Joints)

آپ ﷺ کے پورے بدن میں جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں جیسے کہ کہنی، کندھے وغیرہ بڑی، موٹی اور مضبوط تھی۔

کندھے مبارک (Blessed Sholders)

ہمارے نبی ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ تھوڑا زیادہ تھا، کندھے بڑے تھے، بھاری تھے، گوشت سے بھرے ہوئے تھے اور مضبوط تھے۔

بغل مبارک (Blessed Underarms)

آپ ﷺ کی بغل مبارک سفید اور چمک دار تھی، آپ ﷺ بعض موقعوں پر دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے کہ بغل کی سفیدی اور چمک نظر آجاتی۔

سینہ مبارک (Blessed Chest)

آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا، مضبوط اور صاف تھا، شیشہ کی طرح سفید اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک دار تھا اور پیٹ اور سینہ دونوں سیدھے سپاٹ (even) تھے، پیٹ باہر نکلا ہوا نہیں تھا۔ آپ ﷺ کو سینہ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لمبی پتلی لکیر تھی۔

پیٹ مبارک (Blessed Tummy)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیٹ مبارک سڈول تھا، بہت خوب صورت معلوم ہوتا تھا، اندر دھنسا ہوا نہیں تھا اور توند (Tummy) باہر نکلی ہوئی نہیں تھی، پیٹ مبارک ایسا نرم ونازک معلوم ہوتا جیسے کاغذ پر کاغذ رکھے یا لپیٹے ہوئے ہوں۔

دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے، البتہ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے اوپر والے حصے پر کچھ بال تھے۔

کمر مبارک (Blessed Waist)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کمر مبارک سفید اور چمک دار تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چاندی سے ڈھال کر بنائی گئی ہو۔

نبوت کی مہر (Seal of Prophethood)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں کندھوں کے بیچ، ذرا سا بائیں طرف کی نرم ہڈی کے پاس، آپ کے نبی ہونے کی مہر (Seal) قدرتی طور پر تھی، یہ ایک ابھرے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کی طرح تھی، جیسے کہ رسولی (گلٹی یا غدود Gland) ہوتی ہے، اس کا رنگ لال جیسا تھا، چھوٹی ہو تو کبوتر کے انڈے کے برابر نظر آتی اور بڑی ہو تو بند مٹھی جیسی معلوم ہوتی۔

کچھ کمزور روایتوں میں ہے کہ اس پر قدرتی طور پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا؛ یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں یا "اَللّٰہُ وَحْدَہٗ" یعنی اللہ ایک ہے۔

کلائی مبارک (Blessed Wrist)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں لمبی اور تھوڑی سی چوڑی تھیں، ایسی خوب صورت تھیں جیسے سنگ مرمر سے بنی ہوں۔

دونوں بازو؛ یعنی کندھے اور کہنی کے درمیان کا حصہ تھوڑا موٹا تھا، دونوں کلائی کے اوپر (یعنی دونوں بازوں اور کندھوں کے اوپر) چھوٹے چھوٹے خوب صورت بال تھے۔

ہتھیلی مبارک (Blessed Palm)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم تھیں، تھوڑی چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔

ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے اور مشک سے زیادہ خوشبو والے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو آپ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک مجھے ایسی لگی جیسے کہ خوشبو بنانے والے کی عطر رکھنے کی جگہ سے نکل کر آیا ہے۔

پیاری انگلیاں (Lovely Fingers)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں تھوڑی لمبی اور موٹی تھیں، بالکل چھوٹی اور سخت نہیں تھیں۔

پنڈلی مبارک (Blessed Calf)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیاں چمک دار تھیں، زیادہ بھاری اور گوشت سے بھری ہوئی نہیں تھیں؛ بلکہ ہلکی ہلکی سونتی ہوئی تھیں، بہت سفید، نرم، کھجور کے خوشے (Bunch) کے گودے کی طرح تھیں۔

پیر مبارک (Blessed Foot)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر مبارک بھاری، گوشت سے بھرے ہوئے، ریشم کی طرح نرم، ہموار (یعنی سیدھے) تھے، ایسے چکنے تھے کہ اس پر پانی نہیں رکتا تھا؛ بلکہ فوراً گر جاتا، تلوے تھوڑے گہرے تھے؛ لیکن آخری عمر مبارک میں تلوے گہرے نہیں رہے تھے؛ بلکہ نیچے سے بھر گئے تھے۔

نوٹ: تلوے کا گہرا ہونا بہادری اور مضبوطی کی نشانی ہے۔

ایڑی مبارک (Blessed Heel)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایڑیوں پر گوشت بہت کم تھا۔

چال مبارک (Blessed Walk)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے وقت آگے کی طرف تھوڑا جھک کر چلتے، ایسا لگتا کہ ہاتھ میں کوئی چیز ہے جس پر ٹیک لگا کر اونچائی سے ڈھلان (Slope) کی طرف اتر رہے ہیں، مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ پوری طرح قدم اٹھا کر، آہستہ

سے زمین پر رکھتے (یعنی قدم زور سے نہیں رکھتے)، تیز چلتے تھے، اتنا تیز چلتے کہ ایسا لگتا جیسے زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لپیٹی جا رہی ہے، چوڑے چوڑے قدم رکھتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ: ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتے تو تھکن کی وجہ سے چور ہو جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنا ہمارے لیے بہت مشکل ہوتا تھا؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت آسانی سے اچھی طرح تیز چلتے تھے۔

چلنے کا نرالا طریقہ (Unique Walking Style)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے رکھتے اور پیچھے کی طرف فرشتوں کے لیے جگہ خالی چھوڑ دیتے تھے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع بھی ہے۔

راستہ میں چلنے کا انداز ایسا تھا کہ اونچی جگہ سے اتر رہے ہوں، دائیں بائیں گھوم گھوم کر دیکھتے نہ تھے اور گردن آسمان کی طرف اٹھا کر نہیں چلتے؛ بلکہ نرمی، عاجزی اور مَردوں کی طرح خودداری سے بھری ہوئی چال چلتے، قدم اس طرح رکھتے کہ جوتے کی آواز بھی نہ آتی۔

پسینہ مبارک (Blessed Sweat)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک مشک سے زیادہ خوشبو والا اور موتیوں کی طرح تھا، اگر پسینہ مبارک کسی خوشبو میں ملایا جاتا تو بہترین خوشبو تیار ہو جاتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں سے تشریف لے جاتے اور آپ کے بعد کوئی دوسرا وہاں سے

گزرتا تو آپ ﷺ کے عطر جیسے پسینے کی خوشبو سے پتہ چل جاتا کہ آپ ابھی یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔

نورانی داڑھی مبارک
(Blessed Luminous Beard)

آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کالی، بہت خوب صورت، گھنی اور بھراؤ دار تھی، نورانی چہرے پر پوری گولائی میں تھی، اور سینے کے شروع حصہ پر پھیلی ہوئی تھی۔

مونچھ مبارک (Blessed Mustache)

اللہ کے نبی ﷺ اپنی مونچھیں کناروں سے کاٹ دیتے تھے اور مونچھوں کے بال چھوٹے رکھتے تھے۔
یعنی قینچی سے جتنے کم ہو سکے اتنے کاٹ دیتے۔

نوٹ: حضرت الاستاذ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری نوراللہ مرقدہٗ اس سلسلے میں ایک بات یہ فرماتے ہیں کہ: آج کل جو بال کترنے والی بعض مشینیں (Trimmer Machines) آتی ہیں اس کے اندر بھی چھوٹی چھوٹی قینچیاں (Small Scissors) ہوتی ہیں، جس سے مونچھ بالکل صاف ہو جاتی ہے، وہ نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک طرز سے بہت قریب ہے اور حضرت الاستاذؒ کا خود کا عمل بھی اسی طرح دیکھا گیا۔

بال مبارک (Blessed Hairs)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کے متعلق ۳؍ ترتیب ملتی ہیں:

① اکثر آپ کے بال مبارک کان کی لو تک پہنچے ہوئے ہوتے۔

② بعض مرتبہ کان کی لو سے زیادہ اور کندھوں کے اوپر تک ہوتے۔

③ کبھی سفر یا کسی وجہ سے بال کٹوانے کا موقع نہ ملتا تو کندھوں تک لمبے ہوجاتے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بہت کالے، ریشم کی طرح نرم اور تھوڑے سے خم اور پیچیدگی (Curl) کو لیے ہوئے تھے (یعنی بالکل سیدھے بھی نہ تھے اور نہ بالکل ٹیڑھے)، بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے؛ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی کرتے تو ہلکی ہلکی لہریں (Layers) بنتی، جیسے تالاب میں ہوا چلنے سے پانی کی لہریں بن جاتی ہیں۔

مانگ (Hairline)

مانگ: یعنی بالوں کے درمیان میں کچھ جگہ بنانا۔

کنگھی کرکے بالوں کے بیچ میں مانگ نکالا کرتے تھے، اور یہ مانگ نکالنا یہود اور نصاریٰ کی مخالفت میں تھا۔

بالوں میں سفیدی

بال مبارک اور داڑھی مبارک دونوں کو ملا کر ۱۴؍ یا ۱۷؍ یا ۱۸؍ سفید

بال تھے؛ یعنی ۲۰ / سے کم بال سفید تھے، جو داڑھی کے آگے والے حصہ میں نظر آتے تھے ،ریش بچہ(ہونٹ کے نیچے بیچ والے بال)(Mouche Hair)، مانگ اور کنپٹی کے کچھ بال سفید تھے اور جب آپ ﷺ تیل استعمال فرماتے تو تیل کی چمک سے سفیدی چھپ جاتی تھی۔

خضاب

آپ ﷺ سے خضاب کے متعلق احادیث میں چند باتیں آئی ہیں۔

خضاب: یعنی ڈاڑھی اور بال پر مہندی، نیل کے پتے اور زعفران جیسی چیزیں لگا کر لال کرنے کو کہتے ہیں؛ لہذا ایسی جائز اور مناسب چیزوں کو استعمال کر کے بالوں کو لال کرنا ہو تو کر سکتے ہیں۔

مہندی استعمال کرنا بہتر ہے اور اس سے بالوں میں اور سر میں ٹھنڈک بھی ہوتی ہے۔

نوٹ: اگر زعفران لگائے تو زعفران کو لگانے کے بعد بالوں کو دھو دیا جائے۔

تیل (Hair Oil)

اللہ کے نبی ﷺ بالوں میں بہت زیادہ تیل استعمال کرتے تھے، زیتون کا تیل سر میں لگاتے، بدن پر ملتے اور روٹی کے ساتھ کھانے میں بھی استعمال کرتے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق مبارک

ہر وقت فکر وغم

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اپنی امّت کی دنیا و آخرت کی کامیابی کی فکر میں رہتے تھے۔

خاموشی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ خاموش رہتے، ضرورت ہو تو ہی بولتے، بلا ضرورت نہیں بولتے تھے؛ لہذا ہمیں بھی ایسی عادت بنانی چاہیے کہ ضرورت کے وقت بولیں، باقی اوقات خاموش رہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو خاموش رہا (یعنی بغیر ضرورت کے نہیں بولا) وہ (بہت ساری تکلیفوں سے) چھٹکارا پا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے۔

ہمیں بھی ہر وقت ”سبحان اللہ“، ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“، قرآن شریف کی سورتیں، وقت وقت کی دعائیں اور درود شریف وغیرہ پڑھتے رہنا چاہیے۔

بات شروع کرنا اور ختم کرنا

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بات شروع کرتے تو اللہ کا نام لیتے اور جب بات ختم کرتے تب بھی اللہ کا نام لیتے؛ اس لیے ہمیں بھی ”بسم اللہ“ یا

"الحمدللہ" پڑھ کر کوئی کام شروع کرنا چاہیے اور کام ختم ہونے پر اللہ کا پاک نام لینا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضول اور بے کار باتیں نہیں فرماتے، صاف ستھری بات فرمادیتے تھے۔

اللہ کی نعمت کی قدر

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب چھوٹی سے چھوٹی نعمت ملتی تو اس کی بہت عزت فرماتے، اس پر شکرادا کرتے، آپ نے کبھی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کی۔

ہمیں بھی ایسی عادت بنانی چاہیے کہ جو چیز پسند ہو اس کو کھالیں، استعمال کرلیں؛ لیکن اس میں عیب نہ نکالیں، اس کو حقیر نہ سمجھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کی کبھی برائی نہ کرتے اور بے ضرورت تعریف بھی نہ کرتے۔

اشارہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو اشارہ کرنا ہوتا تو پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے تھے اور جب تعجب ہوتا تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے تھے۔

گھریلو زندگی (Family Life)

سماجی (Social) اور مسجد کی زندگی کے علاوہ گھریلو زندگی

(Family Life) کو تین حصے میں رکھتے، جب گھر میں تشریف لے جاتے تو اپنے وقت کو ۳/حصوں میں تقسیم فرما لیتے:

(۱) اللہ کی عبادت کے لیے (۲) گھر والوں کا حق ادا کرنے کے لیے

(۳) اپنی ضرورت، راحت و آرام وغیرہ کے لیے۔

لیکن جو راحت و آرام کا اپنا ٹائم ہوتا اس میں خاص خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنے کی بھی اجازت ہوتی اور اس میں دینی مسئلے مسائل بیان فرماتے اور لوگوں کی خیر خبر پوچھتے اور ان کی تکلیفیں (Problems) دور کرنے کی فکر میں رہتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے، پھر جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔

دین کی بات دوسروں کو سکھانے کا حکم

دین کی جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو بتلاتے تو یہ فرماتے کہ: جو سن رہے ہیں وہ دوسروں تک پہنچا دیں۔

یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا آخری حج فرمایا تو اس وقت بھی آپ نے یہی فرمایا کہ: جس کسی نے مجھ سے ایک آیت بھی سیکھی وہ دوسروں تک پہنچا دے۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ دین کی جو بات بھی سیکھیں اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی سکھائی اور جس کو سکھائیں اسے دوسروں کو بھی سکھانے کی تاکید کریں۔

لوگوں کی ضرورت اور خدمت

دکھی، پریشان اور بیمار لوگوں کی خدمت اور ان کی ضرورت پوری کرنے کی پوری فکر اور اہتمام کرتے ،لوگوں سے کہتے کہ: جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے اپنی ضروریات میرے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے یا مجھ تک نہیں پہنچا سکتے تو تم لوگ اس کی ضرورت کو مجھ تک پہنچا دو اور پھر یہ فضیلت بیان کرتے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کی بات بادشاہ (یعنی سرکار) تک پہنچا دے جس کو وہ (آدمی) خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم جما دیں گے۔

لہذا ہمیں بھی بیمار، دکھی اور بوڑھے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے،لوگوں کے سرکاری اور دوسرے ضروری کام کرنے میں مدد کرنی چاہیے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی خبر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی برابر خبر لیتے اور ان کے حالات پوچھتے رہتے۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے دوستوں، عام مسلمان اور رشتے داروں کی خبر معلوم کر کے ان کی مدد کریں اور ان کے کام آئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسے طریقے سے بات کرتے کہ ہر ایک صحابی کو ایسا لگتا تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت ہے۔

اچھے کام میں حوصلہ بڑھانا اور برے کام کا حوصلہ توڑنا

کوئی اچھا کام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا حوصلہ بڑھاتے اور اچھے کام میں مدد کرتے اور کوئی برا کام کرتا تو اس سے بچنے کی خاص تاکید فرماتے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ ہمارا کوئی دوست اچھا کام کرے تو اس کی ہمت اور حوصلہ بڑھانا چاہیے، اس کی مدد کرنی چاہیے اور اگر کوئی غلط کام کرے تو اس سے روکنا چاہیے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں سب سے اچھا آدمی وہ ہوتا جو دوسروں کی بھلائی چاہنے والا ہو، بھلائی کرنے والا ہو، دوسروں کے غم میں مدد کرنے والا ہو۔

اطمینان

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کام سکون اور اطمینان کے ساتھ کرتے، ہنگامہ، ہماہمی اور جلد بازی میں کوئی کام نہیں کرتے۔

اس لیے ہمیں بھی ہر کام سکون اور اطمینان کے ساتھ کرنا چاہیے، ہماہمی اور جلد بازی سے کام نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں! نماز کا وقت آجائے تو نماز مستحب وقت میں اطمینان سے ادا کر لینی چاہیے، اور کسی کا انتقال ہو جائے تو کفن دفن جلدی سے کر لینا چاہیے۔

خلاصہ: جس کام کا وقت ہو اس کام کو جلدی کر لیتے تھے؛ لیکن کام

میں جلدی نہیں کرتے، جیسے کہ نماز کا وقت آ گیا تو نماز کے لیے جلدی جاتے اور نماز کو اطمینان سے پڑھتے تھے، جلدی جلدی نہیں پڑھتے تھے۔

محفل و مجلس

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفل میں جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے اور یہی حکم فرماتے کہ: جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھو۔

لہٰذا ہمیں بھی یہی عادت بنانی چاہیے کہ کسی مجلس میں پہنچے تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جاویں، بعض لوگ بہت دیر سے آتے ہیں اور سب سے آگے ایک شان سے بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ عادت اچھی نہیں ہے، ہاں! کسی کے لیے کوئی جگہ طے اور ضروری ہو اور کسی کو مجلس میں کوئی بیان کرنا ہو یا اہم رائے دینی ہو تو ایسے موقع پر وہ آگے جا سکتے ہیں؛ مگر گردن پھلانگ کر دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہوئے ہرگز نہ جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس وقار والی ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں شور نہیں ہوتا اور آوازیں اونچی نہیں ہوتی تھیں، کسی کی عزت نہیں نکالی جاتی، کسی کی غلطی یا کمی کو اُچھالا نہیں جاتا تھا، مجلس میں سب ایک دوسرے کے ساتھ ادب اور اکرام سے پیش آتے۔

امیر وغریب ہر ایک کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرتے اور سب کی عزت کرتے تھے، اونچ نیچ، بھید بھاؤ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں نہیں ہوتا تھا۔

سخاوت (Generosity)

ہمارے نبی ﷺ بہت سخی تھے، رمضان میں آپ کی سخاوت بڑھ جاتی تھی۔ اگر کوئی ضرورت کے وقت سوال کرتا تو اس کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے، اگر اپنے پاس کچھ نہ ہوتا تو کسی مال والے صحابی سے اپیل کرتے، اور اگر ضرورت پوری کرنے کی کوئی شکل نہ ہوتی تو اس کو نرمی سے جواب دیتے تھے۔

اجنبی مسافروں سے ان کے حالات معلوم کر کے ان کی بھی ضرورت پوری کی جاتی تھی۔

ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہیے، ضرورت مند کی خود مدد کرو، یا کسی سے مدد کراؤ، یا پھر مناسب وقت پر دینے کا وعدہ کردو، یا پھر کم سے کم اس کے لیے دعا کردو۔

اللہ کے نبی ﷺ کا پیارا مزاج اور پیاری پیاری زندگی (Lovely Temprament & Life)

ہمارے نبی ﷺ کی عادت اور مزاج سخت اور کڑک نہیں تھا؛ بلکہ نرم عادت والے تھے، اپنے ذاتی معاملہ (Personal Matter) کے لیے کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوتے، غصہ نہیں ہوتے اور بدلہ نہیں لیتے، دنیا اور دنیا کے کاموں کی وجہ سے کبھی آپ کو غصہ نہیں آتا تھا؛ البتہ سچی بات میں اور دین

کے کام میں کوئی غلط کرتا تو آپ ایسے وقت پر ضرور ناراض ہوتے۔

جب کسی سے (دین کی خاطر) ناراض ہوتے تو چہرہ مبارک پھیر لیتے اور جب خوش ہوتے تو شرم کی وجہ سے نظر نیچی کر لیتے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی چیخ کر یا چلّا کر بات نہیں کرتے، اور شور نہیں کرتے تھے بے شرمی والی بات نہیں بولتے، کسی کو شرم نہیں دلاتے اور گالی گلوچ نہیں کرتے تھے، کسی کے عیب نہیں نکالتے، کسی کی برائی نہیں کرتے اور کسی کی بہت زیادہ تعریف نہیں کرتے تھے، بہت زیادہ ہنسی مذاق بھی نہیں کرتے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر بات صاف صاف کرتے، بات کو تین تین بار دوہرا کر بولتے تھے، بات کا انداز اتنا میٹھا ہوتا کہ سننے والے کو سنتے رہنے کا دل چاہتا تھا، سب کے ساتھ مسکراتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے چہرے کی خوب صورتی زیادہ ہو جاتی تھی، لیکن کِھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے۔

ہمیں بھی ہر ایک کے ساتھ ایسا ہی رہنا چاہیے ہر ایک کے ساتھ نرمی ہو، مذاق مستی نہ ہو، چیخنا چلّانا نہ ہو، بہت زیادہ ہنسی مذاق بھی نہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا کام خود کرنے میں کبھی نہیں شرماتے، اور ایسے معاملہ میں شرم ہونی بھی نہیں چاہیے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تین باتوں سے بہت بچتے تھے:

(۱) جھگڑے سے (۲) تکبر سے (۳) بے کار کی باتوں سے۔

صبر اور برداشت

اگر کوئی اجنبی آدمی کوئی سخت بات کرتا یا بے کار (Unneccessary) اور تیز سوال کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر سے کام لیتے، ان پر (بے جا) غصہ نہ ہوتے۔

کسی کو تکلیف نہ پہنچانا

خود کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے تھے اور خاص حکم دیتے کہ کوئی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور یہ فرماتے کہ: پکا مسلمان وہ ہے جس کی زبان (یعنی بات سے) اور ہاتھ (کی تکلیفوں) سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔

نرمی اور محبت

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے ساتھ نرمی سے ہنستے مسکراتے ملتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب کے لیے باپ کا تھا؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے ساتھ باپ کی طرح محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے، اسی کی برکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے اور ساتھ ساتھ رہتے تھے، اللہ ہمیں بھی ہر ایک کے ساتھ شفقت، نرمی اور محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لوگوں کی تعریف

کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہ پر تعریف کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند نہیں فرماتے تھے، ہاں! اگر کوئی آدمی شکریہ اور احسان کے بدلہ میں تعریف

کرتا تو اللہ کے نبی ﷺ سن لیتے تھے۔

ہمیں بھی ایسی عادت بنانی چاہیے کہ ہمیں لوگوں کی تعریف اور واہ واہ کی چاہت نہ رہے۔

بدلہ دینا

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جس کا خلاصہ ہے کہ: جب کوئی آدمی تم کو کوئی چیز دے، تمھارا کوئی کام کر دے، تمھارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور اس کو "جزاك الله خيرا" یا "جزاك الله احسن الجزاء" کہہ کر دعا دینی چاہیے۔

بات چیت بند کرنا

اللہ کے نبی ﷺ کبھی کسی کے ساتھ بات چیت بند نہیں کرتے تھے، کسی سے منہ چڑھا کر نہیں رہتے تھے، ہاں! اگر کوئی شریعت اور حق کے خلاف کرتا تو آپ ﷺ ناراض ہوتے تھے۔

ہمیں بھی ایسی عادت بنانی چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھی طرح بات چیت کریں۔

ہاں! اگر کوئی آدمی شریعت کے خلاف کام کرے تو ایسے وقت پر اللہ کو راضی کرنے کے لیے بات بند کر سکتے ہیں، اس میں اپنے نفس کی کوئی غرض نہ ہو، بس اللہ کو راضی کرنا اور اس شخص کو غلط کام سے روکنا مقصود ہو۔

ملاقات

جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کرتا تو جب تک سامنے والا ہاتھ نہیں چھوڑتا وہاں تک اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی کے ساتھ بات کرتے تو اس کی طرف پورا دھیان دے کر بات کرتے اور اس کی بات بھی بڑے دھیان سے سنتے تھے۔

کھانا پینا

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کھانا پینا اور سونا بہت کم ہوتا تھا، کھانا کھاتے وقت ٹیک لگا کر نہیں کھاتے اور نیچے گدّا بچھا کر نہیں کھاتے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تین طریقوں سے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے:

(۱) اُکڑو بیٹھ کر (۲) دایاں پیر کھڑا کرتے اور بایاں پیر بچھاتے (۳) دونوں پیر بچھا کر پیروں کے تلوے اپنی سرین (buttock) سے ملا کر۔

کھانے کا طریقہ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عام عادت تین انگلیوں سے کھانے کی تھی: انگوٹھا (Thumb)، شہادت کی انگلی (index Finger) اور اس کے بعد والی بیچ کی انگلی، کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا طریقہ یہ تھا کہ: پہلے بیچ والی انگلی چاٹتے، پھر شہادت کی انگلی چاٹتے اور پھر انگوٹھا چاٹتے۔

کھانا کھانے کے بعد تینوں انگلیوں کو چاٹنا سنت ہے اور تینوں انگلیوں کو تین تین مرتبہ چاٹنا بھی ایک الگ سنت ہے۔

اگر کھانا کھانے میں ان تینوں انگلیوں کے علاوہ باقی دونوں انگلیاں بھی استعمال ہوئی ہوں تو ان دونوں انگلیوں کو بھی تینوں (مسنون) انگلیوں کے بعد چاٹ لیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خاص کھانے کی چیزیں جو ہمارے لیے بھی بہت فائدے والی ہیں

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے میں یہ چیزیں پسند تھیں:

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیڑ (Sheep) بکرا، بکری، دنبہ، اونٹ (Camel)، مُرغ (Chicken)، پرندے (Birds) اور مچھلی (Fish) کا گوشت کھایا ہے۔

① **گوشت:** گوشت صحت کے لیے فائدہ والا کھانا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے میں گوشت پسند فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا والوں اور جنت والوں دونوں کے کھانے کا سردار گوشت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست کے گوشت (آگے کی ران Foreleg) کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

دست کا گوشت جلدی سے گل جاتا ہے اور لذیذ ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیٹھ؛ یعنی پُشت کا گوشت بھی پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیٹھ کے گوشت کو بہترین گوشت بتلایا ہے؛ کیوں کہ وہ ناپاکی کی جگہ سے دور ہوتا ہے۔

بہت سی مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھُنا ہوا (Barbeque) گوشت کھایا ہے، معلوم ہوا کہ بھُنی ہوئی چیز یا گوشت کھانا چاہیے، اس میں تیل مصالحہ سے بچاؤ ہوتا ہے جو تندرستی کے لیے بہت فائدہ کی چیز ہے۔

تلی ہوئی اور زیادہ تیل والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔

② مرغی (Chicken): حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (دیسی) مرغی کا گوشت بھی کھایا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرغی کا گوشت کھا رہے تھے۔

③ مچھلی (Fish): حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم "جَیْشُ الْخَبَطْ" سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ: اگر تمھارے پاس اُس مچھلی کا گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ہم نے اُس مچھلی کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے کھایا۔

④ خرگوش (Rabbit): آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خرگوش کا گوشت بھی کھایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک خرگوش پکڑا اور اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، انھوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی رانیں

رسول اللہ ﷺ کی خدمت انور میں بھیج دیں۔
حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور کھایا۔

⑤ حُباریٰ (سُرخاب Arabian Bustard): حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔

⑥ ثرید (Tharid): ثرید؛ یعنی روٹی کے ٹکڑوں کو سالن میں بھگو کر کھانا، یہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا۔

اس میں زیتون کا تیل، مرچ، زیرہ وغیرہ پیس کر ڈالا جائے جیسے کہ ہمارے یہاں حلیم، کھچڑا وغیرہ بناتے ہیں، اس طرح کے کھانے کو بھی نبی ﷺ نے پسند کیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جس کا خلاصہ ہے کہ: دوسرے کھانوں پر ثرید کو ایسی ہی فضیلت ہے جیسے دوسری عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے۔

آپ ﷺ دوسرے کھانوں پر ثرید کو اہمیت دیتے تھے اور اسے کھانے کا سردار کہتے تھے۔

ثرید بنانے کا طریقہ: گوشت کے شوربے میں روٹی کے بھیگے ہوئے ٹکڑے ڈالنے سے ثرید بن جاتا ہے؛ چاہے ٹکڑوں کو شوربے میں ڈال کر پکایا جائے، یا ایسے ہی شوربے میں روٹی توڑ کر بھگو دی جائے۔

ثرید کے ٹکڑے پیٹ کے لیے مفید ہیں، آسانی سے ہضم ہو جاتے ہیں، نگلنا بھی آسان ہو جاتا ہے، جلدی تیار بھی ہو جاتا ہے، لذیذ بھی ہوتا ہے

اور طاقت بھی پہنچاتا ہے۔

چِکولیا (gujarati): ہمارے یہاں شمالی گجرات کے علاقے میں تُور کی پھلی (તુવરની ફળી)، گوشت اور روٹی کے ٹکڑوں کو ملا کر پکایا جاتا ہے، اس کو ''چِکولیا'' کہتے ہیں، یہ بھی ثرید کی ایک شکل ہے۔

دال ڈھوکری (દાળ-ઢોકરી): ہمارے شمالی گجرات کے علاقہ میں دال ڈھوکری ایک پکوان (Dish) ہے، روٹی کے (تازے یا باسی) ٹکڑے پتلی دال میں ڈال دیے جاتے ہیں، جب یہ روٹی نرم ہو جائے تو اپنے ذائقہ کے حساب سے مصالحہ وغیرہ ڈال کر تھوڑی دیر پکا دیا جائے۔

یہ بھی ثرید کی ایک قسم ہے۔

⑦ ہریسہ (Harissa): ہریسہ عرب کا ایک کھانا ہے جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے اور یہ لذیذ بھی ہوتا ہے اور جسم کو طاقت بھی پہنچاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہریسہ بھی بہت پسند تھا۔

⑧ خزیرہ (حلیم Haleem) ثرید کی ایک اور قسم ہے جس کو ''خزیرہ'' کہتے ہیں، یہ ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر آٹا ڈال کر پکایا جاتا ہے، موجودہ زمانے کے حلیم کی طرح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیرہ بھی کھایا ہے۔

مختلف شروحات کے مطالعے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قیمے کو گیہوں کے باریک ٹکڑے جس کو ہم لپسی یا لاپسی (લપસી) کہتے ہیں، اس

میں پکایا جائے، اس پکوان (Dish) کو ہمارے یہاں کھچڑا (ખીચડો) کہا جاتا ہے، چنانچہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید صاحب پالنپوریؒ نے تحفۃ القاری میں ''خزیرہ'' کا ترجمہ کھچڑے ہی سے کیا ہے۔

امام نوویؒ نے موٹے آٹے کا ترجمہ کیا ہے، جو تقریباً اسی لاپسی کے ہم معنیٰ ہے۔

اگر اس خزیرہ میں گوشت نہ ڈالا جائے تو اس کو ''عَصِیْدَہ'' کہتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۱۔ص ۶۲۰)

بعض کتابوں میں خزیرہ کے بجائے ''حَرِیرہ'' کا لفظ آیا ہے، ''حریرہ'' کہا جاتا ہے آٹے کو دودھ میں پکایا جائے۔ اس کا ذکر ۳۰ نمبر میں مشروبات کے ماتحت آرہا ہے، جیسے ہمارے یہاں بیماروں کے لیے ''کانجی'' استعمال کی جاتی ہے۔

⑨ سرکہ (Vinegar): آپ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ آپ ﷺ اس کو روٹی کے ساتھ کھاتے تھے۔

⑩ پنیر: پنیر کا ٹکڑا بھی حضور ﷺ نے کھایا؛ اس لیے پنیر بھی کھانا چاہیے، یہ بھی اچھی تندرستی کی چیز ہے۔

پھل اور سبزیاں (Fruits & vegetables)

پھل (Fruits)

⑪ عجوہ کھجور (Ajwa Dates): کھجور ایک بہترین غذا ہے اور عمدہ میوہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عجوہ کھجور کو پسند فرمایا، احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ کھجور اور ستّو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھایا ہے۔

⑫ زَبیب: (تازی انگور اور سوکھی انگور (Grapes& Raisins):
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کے انگور کھلائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: تمھارا بہترین پھل انگور ہے۔

⑬ بِطِّیخ؛ یعنی تربوز یا خربوز (Water melon or musk melon):
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تربوز بہت پسند تھا۔
ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں کھجور اور بائیں ہاتھ میں تربوز یا خربوز پکڑے ہوئے تھے اور پھر کھجور کو اس کے ساتھ کھاتے تھے۔

⑭ انجیر (Fig): آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انجیر پسند تھی، قرآنِ کریم میں بھی اس کا ذکر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی استعمال کیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی استعمال کرنے کے لیے فرمایا۔

⑮ زیتون (Olive): زیتون کا درخت مبارک ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس کی قسم کھائی ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اس کا

تیل کھاؤ اور اس سے مالش بھی کرو؛ اس لیے سر پر بھی زیتون کا تیل لگانا چاہیے اور اس کو کھانے میں بھی استعمال کرنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مالش بھی کرتے تھے اور روٹی کے ساتھ بھی کھاتے تھے۔

ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ: دنیا میں سب سے اچھا کالیسٹرول اور بغیر چربی کا (Cholestrol free) تیل زیتون کا تیل ہے، اس کی برکت سے دل کی بیماریوں (Cardiac Disease) سے بڑی حفاظت ہوتی ہے۔

زیتون کا تیل دنیا کا وہ تیل ہے جو چربی میں تبدیل نہیں ہوتا، یہ موٹاپے (Obesity) سے بچنے کے لیے بہت فائدہ والا ہے۔

زیتون جوڑوں اور پٹھوں کے درد، سانس کی بیماریوں، کولیسٹرول کے مسائل، بلڈ پریشر (Hyper-Hypo Tension)، موٹاپے (Obesity)، گردوں کی بیماری (Renal Disease) اور فالج (Paralysis) جیسی مختلف بیماریوں سے انسان کی حفاظت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سبزیاں (Vegetables)

⑯ کدّو (کوھو) (Pumpkin) اور دودھی (Bottle Gourd):

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبزیوں میں سب سے زیادہ کدو (کوھو اور لوکی) پسند تھی، کدو کھانے سے عقل تیز ہوتی ہے، دل (Heart) اور دماغ کو طاقت ملتی ہے، کینسر (Cancer)، ذیابیطس (Diabetes) جیسی بڑی بیماریوں

سے حفاظت ہوتی ہے؛ لہذا کدو کو الگ الگ شکل میں؛ یعنی کبھی صرف کدو اور کبھی کسی دوسری چیز کے ساتھ ملا کر زیادہ استعمال کرنا چاہیے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو (دودھی اور کوھو) بہت پسند تھا۔

⑰ کھیرا (Cocumber ખીરા): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھیرا پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھیرا اور کھجور ایک ساتھ بھی استعمال فرمایا ہے؛ تاکہ کھجور کی گرمی معتدل (Moderate) ہو جائے۔

ویسے کھیرا اور ککڑی یہ سبزیوں میں ایک ہی قبیلے (قسم) سے ہیں؛ لیکن حدیث میں جس کھیرے کا تذکرہ آیا ہے وہ ہلکے ہرے رنگ کا لمبا، دھاری والا اور نرم ہوتا ہے، اس کے اوپر نرم نرم روئیں (Texture) ہوتے ہیں، اس کے مقابلے میں ککڑی کڑک (سخت) ہوتی ہے۔

⑱ پیاز (Onion): پیاز کو پکانا اور پکا ہوا پیاز کھانا بھی ثابت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری کھانا کھایا وہ پیاز میں پکا ہوا تھا۔

البتہ کچی پیاز کھا کر مسجد میں نماز کے لیے جانا مناسب نہیں ہے، اس کے کھانے سے منہ سے بدبو اٹھتی ہے، جس سے فرشتوں اور دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

اناج (Cereals)

⑲ جَو (Barley): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری زندگی میں اکثر جَو کی روٹی

استعمال فرمائی۔

حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پوری زندگی میدہ نہیں آیا؛ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوری زندگی میدے کی روٹی نہیں کھائی، عام طور پر جَو کی روٹی کھاتے تھے۔

اس لیے ہمیں بھی میدے کی سبھی چیزوں سے بچنا چاہیے، جیسے میدے سے بنے ہوئے بریڈ، پاؤ، نان، بسکٹ، پراٹھے، سفید تندوری روٹی وغیرہ، اگر ضرورت ہو تو گیہوں سے بنے ہوئے براؤن بریڈ (Brown Bread) اور براؤن بسکٹ (Brown Biscuits) استعمال کیے جائیں، میدہ ہاضمہ کے لیے بہت بھاری ہے اور اس سے بہت ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

روٹی بنانے میں گیہوں، جُوار، باجرے کا آٹا استعمال کیجیے۔

جَو کے بہت سے فائدے ہیں، اس میں فائبر (Dietary Fibre) زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔

(۲۰) ستو (Roasted gram flour): آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیبر کے سفر میں ستو کھایا اور حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کھلایا، یہ ستو جَو کا تھا جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے استعمال فرمایا، گیہوں کا نہیں تھا۔

اُس زمانے میں ستو سفر کے لیے بہترین چیز تھی، اس کو پانی میں گھول کر آسانی سے استعمال کر لیا جاتا۔

کھانے کی میٹھی چیزیں (Sweet Dishes)

(۲۱) **تلبینہ (Talbina)**: تلبینہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت پسند تھا، تلبینہ جَو کا دلیہ ہوتا ہے جو آج کل بازار میں تیار مل جاتا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: تلبینہ دل کو طاقت دیتا ہے اور غمگین کا غم ختم کرتا ہے۔

(۲۲) **حَیس**: یہ کھجور کا ملیدہ ہوتا ہے، علّامہ عینیؒ نے ذکر کیا ہے کہ: یہ کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا جاتا تھا اور کبھی پنیر کے بجائے آٹے سے بناتے ہیں؛ یعنی کھجور آٹا اور گھی کو آپس میں ملا لیا جاتا ہے، اس کو ہم لوگ ''**ملیدہ**'' کہتے ہیں۔

(۲۳) **خَبیص**: خبیص ایک قسم کا حلوہ ہے جو سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھلایا تھا، یہ گھی، گیہوں اور شہد کو ملا کر بنایا جاتا ہے، یہ وہ کھانا ہے جس کو اہلِ فارس؛ یعنی عجمی لوگ ''**خبیص**'' کہتے ہیں۔
یہ خبیص میدے کا حلوہ کہلاتا ہے، کبھی اس میں کھجور بھی ڈال لی جاتی ہے اور کبھی شہد بھی ڈال دیا جاتا ہے، اگر شہد کے بجائے شکر سے بنا لیا جائے تب بھی یہ خبیص ہی کہلائے گی۔

(۲۴) **چُقندر (Beetroot) کا حلوہ**: حضرت امِ مُنذِر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے تھوڑے سے جَو لیے اور چقندر (Beet) کے ساتھ پکا کر حاضرِ خدمت کیے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ کھاؤ؛ کیوں کہ یہ تمھارے لیے مناسب ہے۔

مشروبات (Drinks)

(۲۵) پانی (Water): آپ ﷺ ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینا پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے سُقیا نامی جگہ سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔

آپ ﷺ مشکیزہ میں بچا ہوا رات کا باسی پانی پسند کرتے تھے، مشکیزہ میں رکھنے سے پانی ٹھنڈا بھی ہوجاتا۔ آپ ﷺ کھانے کے فوراً بعد پانی نہیں پیتے تھے۔ کبھی پانی میں شہد ڈال کر بھی پینا پسند فرماتے تھے، جسے شہد کا شربت کہا جاسکتا ہے۔

آپ ﷺ پانی تین سانس میں پیتے تھے؛ یعنی آپ ﷺ پانی پینے کے برتن یا گلاس کے اندر سانس نہیں لیتے تھے؛ بلکہ سانس لینے کے لیے برتن سے تین مرتبہ منہ ہٹا لیتے۔

(۲۶) دودھ (Milk): نبیٔ اکرم ﷺ کو دودھ بھی بہت پسند تھا، آپ ﷺ نے خود بھی پیا اور اس سے روزہ افطار کیا اور دوسروں کو بھی استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ کبھی خالص دودھ پیتے تھے، کبھی اس میں پانی ملا لیتے۔

آپ ﷺ اکثر بکری کا دودھ استعمال فرماتے، اور گائے کا دودھ بھی آپ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: دودھ کے علاوہ کوئی بھی پینے کی چیز ایسی نہیں جو کھانے کے طور پر بھی کافی ہوجائے۔ یعنی دودھ تو پینے کی چیز ہے؛ لیکن کھانے کی طرح بھی کافی ہوجاتی ہے۔

٢٧ شہد (Honey): ہمارے نبی ﷺ کو شہد بھی پسند تھا اور حلوہ؛ یعنی گھی سے بنی ہوئی مٹھائی وغیرہ۔

اللہ کے نبی ﷺ کے زمانے میں مٹھائی شہد یا کھجور سے بنتی تھی؛ چونکہ اس زمانہ میں شکر نہیں تھی۔

٢٨ نبیذ (Nabid): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں تھوڑی سی کھجور اور تھوڑی سی کشمش لے لیتی اور اسے پانی میں بھگو دیتی، اگر صبح بھگوتی تو آپ ﷺ شام کو پی لیتے اور اگر شام کو بھگوتی تو آپ ﷺ اس کو صبح پی لیتے، تاخیر نہ فرماتے کہ زیادہ دیر تک رکھنے سے اس میں نشہ آجاتا ہے، جو منع ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لیے نبیذ بنایا جاتا۔

٢٩ جَو کے ستو کا پانی: آپ ﷺ نے جَو کے ستو کا پانی پیا ہے۔

٣٠ حریرہ (کانجی Harira): دودھ میں آٹا ڈال کر دودھ کو تھوڑا سا گاڑھا کر کے جو پینے کی چیز بنائی جاتی ہے اس کو ''حریرہ'' کہتے ہیں، یہ بڑی طاقت کی چیز ہے، آپ ﷺ اس کو بھی پیا کرتے تھے۔

برتن، پتیلی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا (یعنی برتن کی وہ کھرچن جو جلی ہوئی نہ ہو) وہ آپ ﷺ کو پسند تھا، اس میں ایک فائدہ یہ ہے کہ اوپر کا کھانا پہلے دوسروں کو کھلایا جائے، اس میں دوسروں کی خدمت بھی ہے اور تواضع بھی ہے اور نیچے کے کھانے میں تیل کم ہونے کی وجہ سے سہولت سے ہضم ہو جاتا ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق اسلام کی بنیادی ہدایات

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ؕ۵۱ (المؤمنون)

ترجمہ: اے پیغمبرو! تم پاکیزہ (حلال اچھی) چیزیں کھاؤ اور تم نیک کام کرو، یقیناً جو عمل تم کرتے ہو مجھے اس کا پورا علم ہے۔

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ. (الکھف:۱۹)

ترجمہ: اب اپنے میں سے کسی ایک (ساتھی) کو یہ چاندی کا سکہ لے کر تم شہر بھیجو، وہ جا کر دیکھے (یعنی تحقیق کرے) کہ کونسا کھانا عمدہ (یعنی حلال، پاکیزہ) ہے، پھر اس میں سے کچھ کھانا تمھارے لیے لے آئے۔

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ۧ۳۱ (الأعراف)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

ایک مسلمان کو کھانے پینے میں ہمیشہ پہلی چیز یہ دیکھنی چاہیے کہ:

① جو چیز میں کھا-پی رہاں ہوں اور استعمال کر رہا ہوں وہ حلال ہو، شریعت کی نظر میں حرام اور مکروہِ تحریمی نہ ہو، شک والی نہ ہو۔

② اپنی صحت اور تندرستی کو نقصان دینے والی نہ ہو۔

یہ دو بنیادی چیزیں ہمیشہ ذہن میں رکھی جائیں۔

باہر تیار ملنے والی بہت ساری کھانے پینے کی چیزوں میں بہت ساری حرام، مکروہ اور مشتبہ چیزیں ہوا کرتی ہیں، اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، جس پر حلال لکھا ہوا ہو تو بھی وہ واقعی حلال ہے اس کی تحقیق کی جائے؛ چونکہ صرف حلال کا لیبل (Sticker) بنا دینا بہت آسان ہے۔

پھر حلال میں دو چیزیں شامل ہیں: ایک جس کمائی سے کھانے پینے اور استعمال کی چیزیں خریدی جائیں وہ کمائی بھی حلال ہو اور کھانے پینے اور استعمال کی چیزیں بھی خود حلال اور پاکیزہ ہو۔

صحت (Health) کے لیے ضروری

رات کو جلدی سوئیں اور صبح جلدی اٹھیں۔

صبح ناشتے میں انڈے، کھجور اور اناج، ڈرائی فروٹ کا پیٹ بھر کر ناشتہ کریں۔

دوپہر میں گوشت وغیرہ کا سالن کھائیں۔

کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ خوب اچھی طرح سے دھوئیں۔

کھانے سے پہلے ہری پتّی کا سلاڈ ضرور کھائیں۔

دوپہر میں دہی، چھاچھ وغیرہ کھانے کے ساتھ ضرور لیں۔

دن میں ایک مرتبہ دیسی گھی اور گُڑ کھائیں۔

دوپہر میں کم سے کم پندرہ بیس منٹ آرام (قیلولہ) کریں، اس سے

دماغ ریچارج ہوجاتا ہے۔

شام کے ناشتے میں پھل، دانے کی چکّی، تازہ ناریل، لمبو کا گُڑ والا شربت، دودھ کھائیں۔

رات کو سونے سے کم از کم تین گھنٹے پہلے کھانا کھائیں۔

رات میں ہلکا کھانا کھائے، چاول، کھچڑی سالن وغیرہ کھائیں۔

سوتے وقت میوے اور دودھ لیں۔

شکر کی جگہ گُڑ کھائیں۔ اگر شکر کھائیں تو ہلکے لال رنگ والی شکر استعمال کریں۔

نمک لاہوری (સિંધવ) ہی استعمال کریں۔

روزانہ ورزش کریں (چلیں)۔

روزانہ غسل کی عادت ڈالیں۔

بہت زیادہ گرم اور بہت زیادہ ٹھنڈے پانی سے نہانے سے بچیں۔

جیم (Gym) جانے والے قدرتی پروٹین لیں، پاوڈر نہ لیں۔

قدرتی پروٹین انڈے، گوشت، چکن، مونگ، کالے چنے (Cheese)، چیج، پنیر (Paneer)، دال، سنگ چنے، سویابن سے ملتے ہیں۔

پان، ماوا، گھٹکھا، سگریٹ، حقہ وغیرہ سے پرہیز کریں۔

ہوٹل وغیرہ باہر کے کھانے میں خوب احتیاط کریں۔

فاسٹ فود وغیرہ کھانے سے بچیں۔

پیزا، میگھی، آلو پوری، برگر، چائنیز وغیرہ نہ کھائیں۔

رات کو اپنا موبائل کم سے کم سات فٹ دور رکھ کر سوئے؛ اس لیے کہ موبائل کے ریڈیشین ریڈیو چالو ہوتے ہیں جن سے کینسر ہوتا ہے۔

اندھیرے میں موبائل کا استعمال نہ کریں، اس سے آنکھوں کو نقصان ہوتا ہے۔

بیت الخلا سے نکلنے کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئیں۔

زیادہ سے زیادہ چلنے کی کوشش کریں۔

مسجد، بازار وغیرہ چل کر جانے کی عادت ڈالیں۔

سیڑھیاں چڑھنے اترنے کی عادت ڈالیں۔

خالی پیٹ سویمنگ اور ورزش نقصان دے سکتی ہے۔

ورزش سے پہلے ہلکا ناشتہ کرنے سے جلدی تھکان نہیں لگتی۔

پیٹ کو تین حصوں میں تقسیم کریں، ایک حصہ کھانا، دوسرا حصہ پانی، تیسرا حصہ خالی۔

زیادہ بیدار رہنے سے مزاج میں چڑ چڑا پن پیدا ہوتا ہے؛ اس لیے روزانہ چھ سے آٹھ گھنٹے آرام کریں۔

بھوک نہ لگنے کے باوجود کھانا اور چبائے بغیر جلدی جلدی کھانے سے بیماری ہوسکتی ہے۔

بہت زیادہ ہیر ڈائی اور ہیر ڈائر کے استعمال سے بالوں کی تندرستی پر

اثر پڑسکتا ہے۔

روزانہ آٹھ سے دس گلاس پانی پینا چاہیے۔

آدھا کھانا کھانے کے بعد تھوڑا پانی پییں، کھانا کھانے کے بعد فورًا پانی پینے سے بچیں۔

گھر میں پانی پینے کے لیے مٹی کا برتن استعمال کریں، مٹکے کو ہوا لگے ایسی جگہ پر رکھیں۔

پانی کا پاؤچ یا بوٹل خریدنے سے پہلے isi مارک کی ضرور جانچ کرلیں۔

پلاسٹک کی خالی بوٹل کو پانی کے لیے بار بار استعمال نہ کریں۔

پلاسٹک کی پانی کی بوتل سیدھے دھوپ میں رکھی ہو یا اس پر سورج کی کرنیں پڑرہی ہو ایسی بوتل کے پانی کے استعمال سے بچیں۔

دھوپ میں گرم ہوئے پانی پینے سے بچیں۔

ہمیشہ پانی کے برتن کو ڈھانک کر رکھنے کی پابندی کریں۔

کنوئیں، بورنگ، نل وغیرہ سے نکلا ہوا پانی کو خوب اچھی طرح جوش دے کر گرم کیا جائے، پھر اس کو ٹھنڈا کرکے روئی (کوٹن) کے بنے ہوئے کپڑے سے چھان کر مٹکے میں بھر لیا جائے اور اس کے بعد اس کو پینے اور پکانے میں استعمال کیا جائے، یہی پانی پینا زیادہ اچھا ہے۔

سوفٹ ڈرینک: یعنی جس میں گیس آتا ہے اس سے جہاں تک ہوسکے اپنے آپ کو بچائیں۔

ہڈیوں کے لیے ضروری نصیحت

صبح کی کرنیں اور کچھ دھوپ ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے۔

وٹامن ڈی (D) کی کمی بہت سے لوگوں میں دیکھنے ملتی ہے، گھر، گاڑی، آفس، شاپنگ مول، بس، ٹرین وغیرہ ہر جگہ بند کھڑکی والی جگہوں کی وجہ سے ضروری دھوپ نہیں ملتی؛ اس لیے دھوپ اور کھلی ہوا ضروری ہے۔

کمپیوٹر اور موبائل کا بہت زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے گردن اور آنکھوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

گردن جھکا کر دیر تک موبائل کا استعمال کرنے سے بہت کم عمر میں گردن اور کمر درد کی بیماری ہوتی ہے۔

جیم میں بغیر ماہر آدمی کی ٹرننگ کے اپنی طرف سے ورزش کرنے سے بھی مسلس اور ہڈیوں کو نقصان ہوتا ہے۔

بہت زیادہ دیر تک مسلسل بیٹھے رہنے کی وجہ سے بدن زیادہ موٹا، خون (بلڈ کا پریسر) شوگر، کولیسٹرول بڑھنے جیسی تکلیف ہوسکتی ہے۔

کان کے لیے ضروری نصیحت

کان میں میل صاف کرنے کے لیے ماچس کی لکڑی، چابی یا کوئی دھاردار لوہے کی چیز استعمال نہ کریں۔

راستوں میں کان صاف کرنے والوں کے پاس ہرگز ہرگز کان صاف

نہ کروائیں۔

کان میں کوئی تکلیف ہو یا کان کا آپریشن کروایا ہو تو سویمنگ کرنے سے بچیں۔

آواز سننے میں تھوڑی سی بھی تکلیف ہو تو فوراً کان کے ڈاکٹر کو بتلائیں۔

زیادہ زور والی آواز یا میوزک سننے سے بچیں، اس سے کان کے پردے پھٹ جانے کا ڈر ہے۔

آنکھ کے لیے ضروری نصیحت

بہت زیادہ لائٹ اور اندھیرے میں پڑھنے (Reading) سے بچیں۔

رات کو دیر تک جاگنے، چالو گاڑی میں پڑھنے، میلے، گندے رومال اور کپڑے سے آنکھ صاف کرنے سے بچیں۔

زیادی ٹی وی دیکھنے یا موبائل اسکرین دیکھنے سے آنکھ خراب ہوتی ہے۔

آنکھوں میں کسی طرح کا بھی کاجل، لینس (Lens)، سندور وغیرہ نہ لگائیں۔

آنکھوں کی پلکوں کو پوری جھپکائے بغیر ایک ہی نظر سے کسی چیز کو دیکھتے رہنے سے آنکھوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

بلاضرورت فیشن والے چشمے پہننے سے آنکھیں خراب ہوتی ہیں۔

دھول، مٹی اور غبار سے بچنے کے لیے گاڑی چلانے کے وقت گوگلس

پہنیں۔

پڑھتے اور لکھتے ہوئے آنکھ تھک جائے تو کچھ دیر آنکھوں کو بند کر کے آرام دیں۔

آنکھوں کو ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے دھونے کی عادت ڈالیں۔

سورج گرہن کو بلا واسطہ (ڈائرکٹ) نہ دیکھیں، اس سے ہمیشہ کے لیے آنکھوں کی روشنی چلے جانے کا ڈر ہے۔

سونے سے پہلے سرمہ ضرور لگائیں:

پہلے سیدھی آنکھ میں سرمہ لگائیں، پھر بائیں آنکھ میں لگائیں۔

سرمہ لگانے میں طاق عدد کی رعایت کریں؛ یعنی ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ لگائیں، یا داہنی میں تین مرتبہ اور بائیں میں دو مرتبہ لگائیں یا دونوں آنکھ میں تین تین مرتبہ لگانے کے بعد خالی سلائی داہنی آنکھ میں ایک مرتبہ پھرا لے؛ تاکہ سات کا عدد ہو جاوے۔

دانتوں کے لیے ضروری نصیحت

ہر وضو سے پہلے اور صبح اٹھتے اور رات کو سوتے وقت مسواک ضرور کریں۔

اپنا مستقل (Reguler) برش استعمال کریں، ہر چھ مہینے میں برش بدل دیں۔

رات کو سونے سے پہلے برش ضرور کریں۔

امام شافعیؒ کا ایک ملفوظ

تین چیزوں سے صحت ہوتی ہے:

① بکرے کا گوشت کھانے سے۔

② روئی؛ یعنی کوٹن کے کپڑے پہننے سے۔

③ خوشبو استعمال کرنے سے۔

مختلف ہری سبزیاں اور دالوں کا استعمال مفید ہے؛ لیکن بیگن، ارہر، تُور (तुवर) کی دال سے جہاں تک ہوسکے بچا جائے۔

برتن کا استعمال

سب سے اچھا یہ ہے کہ لکڑی یا کانچ کے برتن استعمال کیے جائیں اور پکانے کے لیے مٹی کے برتن استعمال کیے جائیں یا اسٹیل کے برتن استعمال کیے جائیں، ایلومنیم اور لوہے کے برتن سے بالکل بچا جائے۔

چوتھا باب

آداب واخلاق

سوکر اٹھتے وقت کے آداب

① آنکھ کھلتے ہی دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

② دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو مَلے۔

③ کسی سے بات کرنے سے پہلے سلام کرے۔

④ کلمۂ طیبہ پڑھے۔

⑤ دونوں ہاتھ دھوئے۔

⑥ مسواک کرے۔

⑦ سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیتیں پڑھے۔

استنجا کے آداب

① جوتا یا چپل پہن کر جائیں، کھلے پیر نہ جائیں۔

② کھلے سر نہ جائیں، ٹوپی یا کوئی چیز سر پر رکھ کر جائیں۔

③ اندر داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔

④ پھر دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

⑤ پہلے بایاں پاؤں بیت الخلا (Toilet) میں رکھیں۔

⑥ بیت الخلا میں جانے کے بعد پیری (ટબ્બુ ,પગ મૂકવાની જગ્યા) پر پہلے دایاں پیر پھر بایاں پیر رکھیں۔

⑦ نیچے بیٹھنے کے قریب ہو کر ستر کھولیں۔

⑧ چھینٹوں سے بچیں۔

⑨ جب بیٹھیں تو داہنے ہاتھ کی کہنی دائیں ران اور پیٹ کے بیچ میں رکھیں یا اس سے الٹا، مقصد یہ ہے کہ بدن کو ذرا سا بائیں طرف جھکائیں۔

⑩ بیت الخلا سے نکلتے وقت پہلے دایاں پیر، پھر بایاں پیر نکالیں۔

⑪ باہر آکر دعا پڑھیں:

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ.

⑫ اور دونوں ہاتھ دھو کر کلی کریں۔

⑬ مٹی، صابون یا ہینڈ واش (Hand wash) سے ہاتھ صاف کریں۔

⑭ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ نہ کریں۔

⑮ اسی طرح اِن جگہوں میں پیشاب پاخانہ کرنے سے ضرور بچیں:

(۱) کسی درخت کے سایہ میں (۲) راستے میں (۳) پانی کی جگہ مثلاً: ٹھہرا ہوا پانی ہو یا حوض ہو یا نل ہو یا ٹنکی ہو یا کنواں (۴) کھیتی میں (۵) مسجد کے پاس (۶) عیدگاہ کے پاس (۷) قبروں کے پاس (۸) ہوا کے رُخ پر (۹) چوہا، سانپ، چیونٹی وغیرہ کے سوراخ میں (۱۰) کسی آدمی کے بیٹھنے یا گزرنے کی جگہ میں۔

نوٹ: یہ اس لیے لکھا گیا ہے؛ کیوں کہ عموماً عورتیں اپنے بچوں کو ایسی جگہوں میں پیشاب پاخانہ کرادیا کرتی ہیں؛ اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

(۱۵) غسل کرنے یا وضو کرنے کی جگہ پر پیشاب کرنا مکروہ ہے، اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح پیشاب خانہ میں وضو یا غسل کرنا بھی مکروہ ہے؛ لیکن آج کل جو اس طرح کی ایک سسٹم ہے کہ ایک ہی جگہ ایک طرف بیت الخلا اور ایک طرف غسل خانہ ہوتا ہے (Attached toilet) تو اس کی ضرورت کی وجہ سے اجازت ہے۔

(۱۶) داخل ہونے سے پہلے انگوٹھی وغیرہ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو اس کو باہر ہی اتار دیں۔

(۱۷) بائیں ہاتھ سے استنجا کرے، دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں۔

(۱۸) بیٹھ کر پیشاب کرے، کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ نہ کریں۔

(۱۹) ہڈی، گوبر، کوئلہ وغیرہ سے ناپاکی صاف نہ کرے، تین بار پتھر یا ڈھیلے سے اور پانی سے صفائی حاصل کرنا سنت ہے۔

نوٹ: آج کل جو ٹیشیو پیپر (ટીશ્યુ પેપર) کا استعمال ہوتا ہے وہ بھی ڈھیلے ہی کے حکم میں ہے، اس سے بھی استنجا کر سکتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہو کر پہلے ڈھیلے یا ٹیشیو پیپر سے پیشاب وغیرہ کو اچھی طرح صاف کیا جائے، اس کے بعد پانی سے صاف کرے۔

نوٹ: ڈھیلا، ٹیشیو پیپر وغیرہ کو استنجا خانہ میں نہ ڈالے۔

(۲۰) استنجا کے وقت بات چیت کرنا سخت منع ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے، فون پر بھی بات نہ کریں۔

تھوکنے کے آداب

① جب تھوکنا ہوتو بائیں جانب تھوکے یا نیچے تھوکے۔

② قبلہ کی طرف نہ تھوکے اور ناک بھی صاف نہ کرے (تھوک اور ناک کی گندگی جو قبلہ کی طرف ڈالی جاتی ہے قیامت کے دن وہ اس کی پیشانی پر رکھی ہوئی آئے گی)۔ (فتح الباری شاملہ: ۲/ ۱۲۳)

③ داہنی جانب بھی نہ تھوکے۔

④ تھوک اور بلغم کو اس طرح نکالے کہ کسی کو سامنے نظر نہ آوے، اس کو ایک طرف نکالے، ایسی چیز دیکھنے سے بھی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

چھینکنے کے آداب

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت نیچی آواز سے چھینکتے اور اس کو پسند فرماتے تھے: اس لیے جتنا ہوسکے آہستہ چھینکے۔

② آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھینکتے وقت اپنا مبارک ہاتھ منہ پر رکھ لیتے تھے اور کبھی کپڑا رکھ لیا کرتے، (چھینکتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ منہ یا ناک سے جو چیز نکلتی ہے اس سے آس پاس والوں کو تکلیف نہ ہو۔

③ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" پڑھے اور جس نے یہ "الحمد للہ" سنا وہ "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"

کہے، پھر چھینک کھانے والا یوں دعا دیوے: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

یہ پوری سنت ادا ہوئی؛ لہذا اس سنت کو زندہ کرو۔

حضرت امام ابوداؤدؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ اس سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت عطا فرمائی۔

اس سنت کا ایک عجیب فائدہ مشکوۃ شریف کی شرح مظاہرِ حق میں یہ لکھا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جس کو چھینک آوے اور وہ یوں پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. تو اس کو ڈاڑھ میں اور کان میں کبھی بھی ان شاء اللہ! درد نہیں ہوگا۔ (مظاہرِ حق: ۵/ ۴۰۰، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

④ چھینکتے وقت دائیں بائیں گردن نہ موڑے؛ تاکہ کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

⑤ تین بار کی چھینک کا جواب دے، اس کے بعد بھی چھینک آئے تو یہ زکام (سردی کی بیماری) ہے، اس کا جواب ضروری نہیں، دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ (المرقاۃ شرح المشکوٰۃ تحت قولہ: الرجل مزکوم)

ناخن کاٹنے کے آداب

اسلام اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ پاکی صفائی اور سادگی کا حکم دیتا ہے، اس نے چھوٹی چھوٹی بات کی تعلیم دی ہے؛ چنانچہ ناخنوں کی صفائی سے متعلق بہت اچھا طریقہ بتایا ہے کہ ہفتے میں ایک بار یا پندرہ دن میں ایک بار ناخن کاٹ لیں؛ ورنہ چالیس دن ہونے سے پہلے ضرور کاٹ لیا کریں؛ اس لیے

خوب صورتی کے لیے اپنے ناخنوں کو چالیس دن سے زیادہ نہیں بڑھا سکتے؛ ورنہ سخت گنہگار ہوگا اور مکمل ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو کاٹنا ضروری ہے؛ اس لیے فیشن کے لیے بعض ناخن کو کاٹنا اور بعض کو چھوڑ دینا بھی جائز نہیں ہے۔

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کو ناخن کاٹتے تھے۔

② ہاتھ کے ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے چھوٹی انگلی تک، پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شہادت کی انگلی تک کاٹیں، پھر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا، پھر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا۔ (شرح النووی علی مسلم: ۱/ ۱۴۴)

③ پیروں میں پہلے سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے پر ختم کریں اور بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ (شرح النووی علی مسلم: ۱/ ۱۴۴)

یہ ترتیب مستحب؛ یعنی اچھی ہے۔

سر میں تیل ڈالنے کے آداب

① بائیں ہاتھ میں تیل لے۔

② دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے پہلے بھوؤں کو لگائے، پھر آنکھوں کے پپوٹوں پر لگائے۔

③ پھر دائیں طرف سر میں ڈالے۔

④ پھر بائیں طرف اور جہاں چاہے ڈالے۔

٥ کنگھا کرنا غم وفکر کو دور کرتا ہے۔

٦ کھڑے ہو کر کنگھا کرنا ادب کے خلاف ہے۔

٧ بسم اللہ پڑھ کر تیل ڈالے۔

٨ زیتون کا تیل لگانے کی ترغیب حدیث میں آئی ہے۔

سر میں تیل لگانے کا سنت طریقہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل لگاتے تو اسے بائیں ہاتھ میں رکھتے، دونوں بھنوؤں پر لگاتے، پھر دونوں آنکھوں پر، پھر پیشانی کے بالوں سے شروع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ: جب تم تیل لگاؤ تو بھنوؤں سے شروع کیا کرو، اس سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔

زیتون

زیتون کا درخت مبارک ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اس کا تیل کھاؤ اور مالش بھی کرو؛ اس لیے سر پر بھی زیتون کا تیل لگانا چاہیے اور اس کو کھانے میں بھی استعمال کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ: دنیا میں کالیسٹرول اور چربی بغیر کا سب سے اچھا تیل زیتون کا ہے، اس کی برکت سے ہارٹ کی بیماری سے بڑی حفاظت ہوتی ہے۔

مسواک کے فائدے اور آداب

مسواک کرنا سنت ہے، اس کا بہت بڑا ثواب ہے اور اس میں بہت فائدے ہیں:

① ایمان پر خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

② جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے وہ ستّر درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۲)

③ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔

④ رب کی خوشی کا ذریعہ ہے۔ (نسائی شریف: ۵)

مسواک کے آداب:

① پہلے دائیں طرف کے دانتوں میں مسواک کرے، پھر بائیں طرف کے دانتوں میں کرے۔

② تین مرتبہ مسواک کرے۔

③ اور ہر مرتبہ نیا پانی لے۔

④ دھو کر مسواک کرے اور دھو کر رکھے۔

⑤ یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ فَمِيْ وَطَھِّرْ بَدَنِيْ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ وَشَدِّدْ اَسْنَانِيْ وَحَرِّمْ جَسَدِيْ عَلَى النَّارِ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے منہ کو پاک فرما دیجیے اور میرے بدن کو پاک

لمبے اور چھوٹے سفر کے مناسب سواری کا پہلے سے انتظام کرنا ⑫ نیک ساتھی کو ہم سفر بنانا ⑬ کم سے کم تین ساتھیوں کا ہونا، (اگر کوئی ساتھی نہ بھی ہو تو سفر کیا جاسکتا ہے) ⑭ ساتھیوں میں سے کسی کو امیر بنانا ⑮ امیر کی بات ماننا ⑯ (ممکن ہو تو) جمعرات کو سفر شروع کرنا ⑰ صبح سویرے سفر کرنا ⑱ سفر میں جانے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا ⑲ ممکن ہو تو سفر رات میں کرنا ⑳ ضرورت کے وقت سفر کی نمازوں میں مختصر قرأت کرنا ㉑ امیر کا اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینا ㉒ امیر کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا ㉓ اپنے سفر کے ساتھی کی مدد کرنا ㉔ سفر میں اپنے ساتھیوں کی خدمت کرنا ㉕ وقت کو ذکر اور عبادت کے لیے غنیمت سمجھنا اور گناہوں اور لغویات سے بچانا ㉖ زیادہ سے زیادہ دعا مانگنا ㉗ کسی کی سواری میں اس کی اجازت کے بغیر آگے نہ بیٹھنا۔

سفر کی دعائیں

① سفر کا ارادہ کرنے کی دعا: بِسْمِ اللّٰهِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ.

② گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

③ سواری پر سیدھا پیر رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ.

④ جب سواری چلنے لگے تو یہ دعا پڑھے: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

۵ تین بار ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ''، تین بار ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہے۔

اس کے بعد یہ دعائیں پڑھیں:

۶ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اَنْتَ.

۷ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا اَلْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمْ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ والْمَالِ وَالْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ.

۸ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

۹ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۰ اس کے بعد گیارہ (11) مرتبہ سورۂ قریش پڑھیں:

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ﴿۴﴾

۱۱ اس کے بعد:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

مَآ اَعۡبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۝۴ وَلَآ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَآ اَعۡبُدُ ۝۵ لَكُمۡ
دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۝۶

⑫ پھر دو (۲) مرتبہ:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۝۱ وَرَاَيۡتَ
النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

⑬ پھر دو (۲) مرتبہ:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲
لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝۳ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

⑭ پھر دو (۲) مرتبہ:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝۱ مِنۡ شَرِّ
مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝۴
وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

⑮ پھر دو (۲) مرتبہ:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ
النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ
فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

⑯ پھر ایک (۱) مرتبہ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

⑰ درود شریف تین (۳) مرتبہ۔

⑱ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝٢ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝٣ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝٦ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ.

⑲ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝٢٥٥

⑳ اور چار قل ایک ایک مرتبہ، اور تین مرتبہ درود شریف۔

پھر دماغ میں سوچتے ہوئے اپنی ذات کو اور اپنے تمام گھر والوں کو حصار (بورڈر) کردیویں۔

㉑ جب اونچی جگہ پر جائیں تو ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ''، اور نیچی جگہ کی طرف جائیں تو ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہیں۔

㉒ اونچی جگہ، سیڑھی پر چڑھتے وقت یہ دعا بھی پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

منزل پر پہنچنے کے آداب

① کسی منزل پر ٹھہرے تو یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

② جس بستی میں جانا ہے جب وہ نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ، فَإِنَّا نَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا.

③ اور پھر ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھ کر آگے بڑھنا۔

④ جب کسی بستی میں پہنچے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ.

⑤ اس کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى اَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِي اَهْلِهَا إِلَيْنَا.

سفر سے واپسی کے آداب

① کسی جگہ قیام کے بعد وہاں سے نکلتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا۔

② سفر کا مقصد پورا ہو جانے پر جلدی لوٹ آنا۔

③ گھر والوں کو اپنی واپسی کی اطلاع کرنا۔

④ رات کو گھر پر بغیر اطلاع کے نہ پہنچنا۔

۵ گھر والوں کے لیے کوئی چیز لے جانا۔

۶ واپسی پر پہلے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا۔

۷ وطن دکھائی دے تو پڑھیں:

اٰئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

۸ اپنی جگہ پہنچ کر (یا چڑھ کر) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے۔

تیز گاڑی چلانا

زندگی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ نعمت بہت تھوڑی دی جاتی ہے اور صرف ایک ہی مرتبہ دی جاتی ہے اور وہ بھی کئی سارے مشکل راستوں سے گزرنے کے بعد دی جاتی ہے، اگر دنیا کی کوئی چیز ہم کو اس طریقے سے دی جائے کہ بہت قیمتی ہو، تھوڑی ہو، اور ایک ہی مرتبہ دی جاتی ہو تو انسان اس کی کتنی قدر کرے گا جس کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔

آج کل لوگ اپنی جوانی کے جوش میں اس کی قدر کو بھول جاتے ہیں اور طرح طرح کے ایسے کام کرتے ہیں کہ چند لمحوں میں اس قیمتی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

اسی میں سے ایک تیز گاڑی چلانا بھی ہے، فلمی اداکاروں اور ایکٹرس کی نقل اتار کر اسٹنٹ (Stunt) کر کے (جس میں خالی چند منٹوں کی واہ واہی مقصود ہوتی ہے) اپنی جان کا سودا کرتے ہیں؛ حالاں کہ یہ فلمی اداکار حقیقت میں کچھ نہیں کرتے ہیں، یہ تو وڈیو شوٹنگ اور ایڈیٹنگ کا کمال ہوتا ہے اور ان کو

اس شوٹنگ کے بھی لاکھوں روپیے ملتے ہیں اور ہم تو خالی چند لمحوں کی تعریف کے لیے دین اور دنیا دونوں کا نقصان کرتے ہیں، اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے، اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو بھی ایسے موقع پر بھلا دیتے ہیں؛ حالاں کہ ہر ایسا کام جو بربادی اور ہلاکت کی طرف لے جائے اس سے بچنا لازم اور ضروری ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ. (البقرۃ:۱۹۵)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت ڈالو۔

اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہرگز جائز نہیں، جان یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے اور کل قیامت کے دن اس کا حساب لیا جائے گا۔

کس قدر آدمی کو رسوائی ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قیامت تک کے سارے لوگ ہوں گے اور ان کے سامنے ہمارے حساب کتاب کا [Live Show] چل رہا ہوگا اور ہم یہ جواب دے رہے ہوں گے کہ: یا اللہ! میں نے ٹک ٹاک، فیس بک پر مشہور ہونے کے لیے اسٹینٹ کر کے ویڈیو وغیرہ بنانے میں تیری دی ہوئی زندگی اور صلاحیتوں کو استعمال کیا۔

اس لیے پیارے بچو!

اس دن کی رسوائی سے بچ کر کامیاب ہونے کے لیے اپنی جان کا صحیح استعمال کرنا اور اس کو بیکار کاموں سے بچانا بہت ضروری ہے۔

میت کے گھر تعزیت کے لیے جانے کے آداب

① کسی کا انتقال ہو تو میت کے گھر کا ہر آدمی یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَاَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً. (مسلم شریف)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اور اس میّت کو معاف فرما دیجیے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرمائیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

② یہ دعا بھی پڑھے: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا. (مسلم شریف)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں ثواب دیجیے، اور اس کے بدلے میں مجھے اس سے اچھی چیز عطا فرمائیے۔

③ جب تعزیت کے لیے جائیں تو گھر والوں کو سلام کریں اور یہ کہیں:

إِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ. (بخاری و مسلم)

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کا تھا جو کچھ اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو کچھ اس نے عطا فرمایا اور ہر چیز کے لیے اللہ کے یہاں ایک وقت مقرر ہے؛ لہٰذا صبر کرو اور اللہ سے آخرت میں ثواب ملنے کی امید اور یقین رکھو۔

تقریر، بیان اور دینی مجلس اور تعلیم میں جانے کے آداب

(۱) دینی مجلس میں وضو کر کے اور اللہ کو راضی کرنے اور سنی ہوئی بات پر عمل کی اچھی نیت کے ساتھ آنا چاہیے، اس سے نورانیت اور برکت حاصل ہوگی۔

(۲) جب دینی مجلس یا تعلیم میں بیٹھیں تو یہ نیت اور خیال کریں کہ اس مجلس میں فرشتے ہیں، میں عظمت کے ساتھ بیٹھوں گا تو فرشتوں والی خوبیاں اور اثرات میرے اندر آئیں گے، اور ادب سے بیٹھیں، ادب سے علم کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

جب اس نیت کے ساتھ ان مجلسوں میں شرکت کریں گے تو ہمیں وہی چار فضیلتیں حاصل ہوں گی جن کو ہم سنتے رہتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرے، اس کا دور کرے، ایک دوسرے کا قرآن سنے اور سنائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے:

(۱) سکینہ نازل ہوتا ہے (۲) اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے (۳) رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور (۴) حق تعالیٰ شانہ ان کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں کرتے ہیں۔

اس روایت کو شیخ زکریاؒ نے فضائلِ قرآن میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔

نوٹ: مدرسہ میں پڑھنے کے لیے جاوے یا ذکر کی مجلس میں بیٹھے تو بھی یہی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) مجلس میں پورے دھیان کے ساتھ باتوں کو سنیں، آپس میں بات چیت نہ کریں۔

(۴) اپنے موبائل کو سائلنٹ (Silent) پر کردیں، موبائل کی گھنٹیاں بجتی رہیں گی تو دوسروں کو بھی دین کی بات سننے میں خلل ہوگا۔

قرآن کے آداب

ظاہری آداب:

(۱) بہت احترام سے وضو کے ساتھ بیٹھیں اور قبلہ کی طرف منہ کریں۔

(۲) پڑھنے میں جلدی نہ کریں، ترتیل سے (یعنی ٹھہر ٹھہر کر تجوید کی رعایت کے ساتھ) صحیح پڑھیں، ہر لفظ کو ٹھیک سے ادا کریں۔

(۳) رونے کی کوشش کریں۔

(۴) رحمت، جنت اور مغفرت کی آیت پر دعا کرکے اللہ تعالیٰ سے مانگے اور عذاب، جہنم کی آیت پر اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگے۔

(۵) زور سے پڑھنے میں اگر دکھلاوے کا یا کسی مسلمان کو تکلیف کا خطرہ ہو تو آہستہ پڑھیں۔

(۶) اچھی آواز سے پڑھیں۔

باطنی آداب:

① کلامِ پاک کی عظمت دل میں رکھ کر پڑھیں۔

② اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی کو دل میں رکھ کر پڑھیں۔

③ وساوس اور فضول خیال سے دل کو پاک رکھ کر پڑھیں۔

④ معانی میں غور کر کے مزہ لیتے ہوئے پڑھیں۔

⑤ رحمت کی آیت تلاوت کریں تو دل میں خوشی پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کو طلب کریں اور اگر عذاب کی آیت تلاوت کریں تو دل میں ڈر آجاوے اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت مانگیں۔

⑥ قرآن کی تلاوت کی طرف کانوں کو اس درجہ دھیان سے رکھیں کہ گویا اللہ تبارک وتعالیٰ خود مجھ سے فرما رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔

تہجد کے آداب

تہجد کا وقت عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے شروع حصے میں بھی اور درمیان میں بھی اور آخری حصے میں تہجد پڑھی ہے؛ مگر اپنی زندگی کے آخری دنوں میں زیادہ رات کے آخری حصے میں پڑھنا آیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عشا کے بعد سے صبح صادق تک نوافل اور تہجد ادا کی جاسکتی ہیں؛ البتہ افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے۔

جب تہجد کے لیے اٹھے تو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر سورۂ آلِ عمران کا

مکمل آخری رکوع پڑھیں، اگر پوری دس آیتیں یاد نہ ہوں تو صرف "أُولِي الْأَلْبَابِ" تک پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مستقل معمول تھا۔

تہجد کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑنے لگے اور کہنے لگے کہ: آخری نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن کا انتظار تھا وہ تشریف لے آئے، میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا، تاکہ دیکھوں (کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں یا نہیں؟) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا کہ: یہ چہرہ جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا، وہاں پہنچ کر جو سب سے پہلا ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سنا، وہ یہ تھا کہ:

لوگو! آپس میں سلام کا رواج ڈالو اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی (رشتے داروں سے اچھا برتاؤ) کرو اور رات کے وقت جب سب لوگ سوتے ہوں (تہجد کی) نماز پڑھا کرو، تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔ (قیام اللیل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جنت میں ایسے بالاخانے ہیں (جو آبگینوں (શીશા, કાચ) کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں) اُن کے اندر کی سب چیزیں باہر سے نظر آتی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اچھی طرح سے بات کریں اور (غریبوں)

کو کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزے رکھیں اور ایسے وقت میں رات کو تہجد پڑھیں، جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ (ترمذی، ابن ابی شیبہ)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم رات کو ضرور جاگو؛ کیوں کہ یہ تم سے پہلے صالحین اور نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور رات کا قیام (تہجد) اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور گناہوں کے لیے کفارہ (معافی کا ذریعہ) ہے، اور گناہوں سے روکنے اور حسد سے دُور کرنے والی چیز ہے۔ (قیام اللیل)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تین قسم کے آدمیوں سے حق تعالیٰ شانہٗ بہت خوش ہوتے ہیں: ایک اُس آدمی سے جو رات کو (تہجد کی نماز کے لیے) کھڑا ہو، دوسرے اُس قوم سے جو نماز میں صف بندی کرے، اور تیسرے اُس قوم سے جو (دین کے دشمنوں سے) جہاد میں صف بنائے (تا کہ ان سے مقابلہ کرے)۔ (قیام اللیل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: رمضان کے روزے کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ محرم کا ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات (کے وقت تہجد) کی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

پہلے تہجد کی نماز پڑھنے کا عام رواج تھا، گھر کے بڑے بوڑھے مختلف لوگ، مرد و عورتیں رات کے پچھلے حصے میں بستر چھوڑتے، ٹھنڈے، گرم پانی

سے وضو کرتے، پھر مرد حضرات مسجد کی طرف چل دیتے اور خواتین گھروں میں مخصوص جگہوں پر تہجد کی نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتیں، اور یہ لوگ صبح صادق تک اسی طرح اپنے حقیقی مالک کے ساتھ دعا، عبادت اور رونے میں پورے مشغول رہتے: لیکن آج بہت دُکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب سے نئی نئی ایجادات، ٹی وی، وی سی آر، ڈش اور انٹرنیٹ بالخصوص فیس بک وغیرہ آئے ہیں، تب سے ہم مسلمانوں سے ہمارا یہ قومی اور دینی کام چھوٹ رہا ہے۔

دھیان میں رکھو! پہلے امت رات کو روتی تھی تو دن میں خوشی کی خبریں اور حالات سامنے ہوتے تھے۔

اب جب سے راتوں کا رونا چھوڑ دیا تو خوشی کی خبروں کے بجائے غم، پریشانی کی خبریں اور حالات سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی حفاظت میں رکھے۔

جمعہ کے اعمال وآداب

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو، جو ایسا کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (بیہقی)

اس لیے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں کم سے کم تین سو مرتبہ درود شریف پڑھ لیویں۔

جمعہ کی تیاری جمعرات کی شام سے کرنا چاہیے، جمعہ کی برکتیں اس شخص

کو زیادہ نصیب ہوتی ہیں جو جمعہ کے دن کی قدر کرتا ہو؛ یعنی نیک کام زیادہ کرتا ہو، جس شخص کا جمعہ ٹھیک گذرا اس کا پورا ہفتہ ٹھیک گذرتا ہے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے سے دوسری جمعہ تک ہمارے ساتھ نور رہتا ہے۔(فیض القدیر)

جمعہ کے دن ایک گھڑی قبولیت کی ہے جس میں آدمی جو مانگے ملتا ہے۔

اب وہ دعا کی قبولیت کی گھڑی اللہ تعالیٰ نے چھپا کر رکھی ہے؛ لیکن خطبے سے پہلے اور عصر اور مغرب کے بیچ میں اور مغرب سے پہلے خاص طور پر دعا مانگے اور دو خطبوں کے درمیان دل دل میں دعا مانگے تو ان شاء اللہ! دعا قبول ہوگی۔

جمعہ کے دن سورۂ یٰس اور سورۂ صٰفّٰت پڑھ کر جو دعا کرتے ہیں اللہ پاک اس کو قبول کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھیں، زوال کے بعد پڑھنا مستحب ہے۔ جمعہ کے دن اذان کے بعد خریدنا بیچنا اور دنیا کے کاموں میں مشغول رہنا حرام ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۹

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دے دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف فوراً چل پڑو اور خریدنا بیچنا چھوڑ دیا کرو یہ

تمھارے لیے اچھی بات ہے اگر تم سمجھو۔

ہاں جب جمعہ کی نماز ہوجائے تو کاروبار وغیرہ میں لگنے میں کوئی حرج نہیں ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾

ترجمہ: پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہوجائے تو (اختیار ہے کہ) تم زمین میں پھیل جاؤ (یعنی چلو، پھرو) اور اللہ تعالیٰ کا فضل (حلال روزی) تلاش کرو اور تم اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرو؛ تاکہ تم لوگ کامیاب ہوجاؤ۔

اس آیت میں اس کی اجازت دے دی گئی کہ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد تجارتی کاروبار اور اپنا اپنا رزق حاصل کرنے کا اہتمام سب کرسکتے ہیں۔

جمعہ کے بعد تجارت اور کمانے میں برکت

حضرت عراک بن مالکؒ جب نماز جمعہ سے فارغ ہوکر باہر آتے تو دروازہ مسجد پر کھڑے ہوکر یہ دعا کرتے تھے:

یا اللہ! میں نے تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرا فرض ادا کیا اور جیسا کہ تو نے حکم دیا ہے نماز پڑھ کر میں باہر جاتا ہوں تو اپنے فضل سے مجھے رزق عطا فرما اور تو تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (رواہ ابن ابی حاتم، از ابن کثیر)

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد تجارتی کاروبار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر مرتبہ برکات نازل فرماتے ہیں۔ (ابن کثیر)

بیٹھنے کے آداب

(۱) جب دو مرد آپس میں باتیں کر رہے ہوں تو تیسرا بغیر اجازت کے ان کے پاس نہ بیٹھے۔

(۲) کسی کی خانگی (Personal) بات نہ سنیں۔

آج کا زمانہ، ڈیجیٹل زمانہ ہے؛ اس لیے چوری بھی ڈیجیٹل ہوتی ہے اور ہم لوگ اس کو چوری تصور کرتے بھی نہیں ہے، کسی کے نیٹورک کو ہیک کر کے اس کے بایو ڈیٹا چیک کرنا اور اس کے راز سے باخبر ہونا یہ بھی ڈیجیٹل طریقہ سے خانگی بات کو سننا ہے۔

اسی طریقے سے اس کے ڈیٹا کی چوری کرنا اور اس کو آگے بیچنا، یہ دوسرے کے مال کی چوری کر کے آگے بیچنے کے برابر ہے اور یہ سب کے سب بڑے گناہ ہیں۔

(۳) جب تین مرد بیٹھے ہوئے ہوں تو ان میں سے دو مرد آپس میں تیسرے سے چھپا کر بات نہ کریں، ہاں! اگر چار مرد بیٹھے ہوں اور دو مرد آپس میں بات کرنا چاہیں تو کریں، ایسی صورت میں دوسروں کو تکلیف نہ ہوگی۔

(۴) جب کوئی کسی کے پاس ملاقات کے لیے جا کر بیٹھے اور وہ اٹھنے کے قریب ہو تو آنے والے سے اجازت لے کر اٹھے۔

(۵) آدھا حصہ دھوپ میں اور آدھا حصہ سایہ میں نہ بیٹھیں؛ بلکہ پورے دھوپ یا پورے سائے میں ہو جائیں، اس سے نقصان کا ڈر ہے۔

⑥ تواضع والی بیٹھک بیٹھیں جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ ہے۔
⑦ چارزانوں بیٹھنا بھی جائز ہے۔
⑧ جب مجلس میں بیٹھنا ہو تو جوتے چپل نکال کر کنارے رکھ دیں۔
⑨ جب کوئی مجلس سے اٹھے اور وہ واپس آنے والا ہو تو اس کے لیے جگہ خالی رکھیں؛ لیکن اگر وہ آنے والا نہ ہو تو اس کی جگہ پر دوسرا بیٹھ سکتا ہے۔
⑩ مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود نہ بیٹھیں۔
⑪ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نہ جائیں۔

لین، دین کے آداب

① جب کوئی چیز کسی کو دیں تو سیدھے ہاتھ سے دینا چاہیے۔
② جب کسی سے کوئی چیز لیں تو بھی سیدھے ہاتھ سے ہی لینا چاہیے۔
③ مجلس میں کوئی چیز تقسیم کریں یا کسی کو کوئی چیز دیویں تو دائیں طرف سے دیں۔

دعا کے آداب

① دعا کے قبول ہونے کے وقت میں دعا کریں۔
دعا کے قبول ہونے کے اوقات یہ ہیں:
(۱) عرفہ کے دن (۲) رمضان میں افطار اور تہجد کے وقت (۳) جمعہ کے دن (۴) رات کے آخری وقت (۵) بارش کے وقت (۶) نماز کی اقامت

کے وقت (۷) اذان کے وقت (۸) فرض نماز کے بعد (۹) اذان کے بعد فرض نماز تک (۱۰) سجدہ میں۔

② دعا کے شروع میں اللہ کی تعریف کریں؛ یعنی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' یا ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' تین تین مرتبہ یا ''ثنا'' پڑھیں اور پھر درود شریف کے بعد تین مرتبہ ''يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' اور تین مرتبہ ''يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ'' پڑھ کر دعا کریں اور دعا کے ختم میں ''سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پڑھیں اور تین مرتبہ ''اٰمین اٰمین اٰمین'' پڑھیں۔

③ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کریں اور ہاتھ اٹھائیں۔

④ آواز کو نیچی رکھیں، زیادہ اونچی نہ کریں (یعنی چیخیں نہیں)۔

⑤ دعا کرنے کی حالت عاجزی وانکساری کی ہوتی ہے؛ اس لیے سیدھے سادے الفاظ میں دعا کریں۔

⑥ پورے دھیان اور ڈر سے دعا کریں۔

⑦ دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھیں اور امید رکھیں کہ میری دعا ضرور قبول ہوگی، اس طرح نہ کہیں: اے اللہ! آپ چاہیں تو ایسا کردیں۔

⑧ رو رو کر یا رونے جیسا منہ بنا کر تین تین بار دعا مانگیں، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کرتے تو تین تین بار دعا کرتے۔

⑨ دعا کی قبولیت میں جلد بازی نہ کریں؛ بلکہ قبولیت کا انتظار کریں؛ چاہے زندگی بھر انتظار کرنا پڑیں۔

⑩ اصل یہ ہے کہ دل سے سچی توبہ کریں اور نافرمانیاں اور ظلم چھوڑ کر کے اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ بن جاویں۔

⑪ دعا کے ختم پر "درود شریف" اور " سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھیں۔

اسلام میں دوسری قوموں کے حقوق

یہ پروپیگنڈہ بڑے زور وشور سے کیا جارہا ہے کہ اسلام اور اس کے ماننے والے دوسرے مذہب والوں کو برداشت (سہن) نہیں کرتے، یہ ایک غلط پروپیگنڈہ ہے، اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں، یہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی عالمی سازش کا ایک حصہ ہے، واقعہ یہ ہے کہ اسلام رحمت والا دین ہے، اسلام نے اپنے ماننے والوں کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ دوسری قوموں اور دوسرے مذہب والوں کے ساتھ برابری، ہمدردی، غم خواری اور اچھے اخلاق کا معاملہ کریں۔

دو شخصوں یا دو جماعتوں میں تعلقات کے الگ الگ درجے ہوتے ہیں:

① تعلق کا ایک درجہ قلبی مُوالات یا دلی محبت ہے، مؤمن ایمانی تقاضے کی وجہ سے قلبی محبت صرف مؤمن سے رکھے گا۔

② دوسرا درجہ مُواسات کا ہے، جس کے معنی ہیں ہمدردی و خیر خواہی

اور نفع پہنچانے کے، جو غیر مسلم مسلمان سے لڑتے نہیں، شانتی سے رہتے ہیں ان کے ساتھ جائز ہے، سورۂ ممتحنہ کی آٹھویں آیت میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس میں ارشاد ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. (الممتحنہ:۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا (ایک ساتھ وطن میں رہتے ہیں) کہ تم ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

③ تیسرا درجہ مُدارات کا ہے، جس کے معنیٰ ہیں ظاہری خوش خُلقی اور دوستانہ برتاؤ کے، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، جب کہ اس سے مقصود ان کو دینی نفع پہنچانا ہو یا وہ اپنے مہمان ہوں، یا ان کے شر اور تکلیف سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہو۔ قرآن میں ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: مؤمن لوگ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) مدد کرنے والا (یا دلی دوست) نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کام کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں؛ مگر یہ کہ ان (کے ظلم اور شرارت) سے بچنے کے لیے تم بچاؤ کا کوئی راستہ اپناؤ (تو اس میں حرج نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے (یعنی اپنے عذاب اور ناراضگی سے) ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی ایسی دوستی اور قلبی محبت کا تعلق جس کے نتیجے میں دونوں کا مقصدِ زندگی اور نفع ونقصان ایک ہوجائے، اس قسم کا تعلق مسلمان کا صرف مسلمان ہی سے ہوسکتا ہے اور کسی غیر مسلم سے ایسا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے؛ البتہ جو غیر مسلم جنگ نہ کرتے ہوں ان کے ساتھ حسنِ سلوک، رواداری اور خیر خواہی کا معاملہ جائز ہے؛ بلکہ مطلوب ہے۔ (از تیسیر القرآن)

④ چوتھا درجہ مُعاملات کا ہے کہ ان سے تجارت، کاروبار یا اجرت و ملازمت (ان کو اپنا ملازم رکھنا یا خود ان کے کارخانوں اور دکانوں میں ملازم ہونا) یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، اگر ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو تو احتیاط کریں۔

دوسرے مذہب والوں کو مشترک سماجی وملکی مسائل ومعاملات میں جن میں شریعت کے خلاف کوئی بات نہ ہو ان میں ساتھ دینا چاہیے۔

دوسرے مذہب کے کچھ لوگ اگر مسلمانوں سے سخت دشمنی بھی رکھتے

ہوں تب بھی اسلام نے ان کے ساتھ اچھی طرح رہنے کی تعلیم دی ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ. (سورۂ فصلت:۳۴)

ترجمہ: تم (برائی کا) جواب ایسے طریقے سے دیا کرو جو بہت اچھا ہو، جس کی وجہ سے تمھارے اور جس آدمی کے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے جگری (یعنی ہمدردی کرنے والا) دوست ہو۔

اسلام میں وطن کی محبت

یہ حقیقت ہے کہ انسان کو دنیا میں جینے اور زندگی گزارنے کے لیے ہمیشہ ہی کھانے کی ضرورت پڑتی ہے، انسان کو یہ کھانا زمین سے حاصل ہوتا ہے اور انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے، جس زمین سے آدمی پیدا ہوا اور زندگی گزار رہا ہے اس سے انسان کو فطری لگاؤ اور تعلق ہوتا ہے؛ اسی لیے مشہور حکیمانہ جملہ ہے:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ.

وطن کی محبت ایمان کا تقاضا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے جانے لگے تو فرمایا: اے مکہ! تو اللہ کا شہر ہے تو مجھے کس قدر محبوب ہے، اے کاش تیرے رہنے والے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔ (جمع الفوائد:۱/ ۱۹۵)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو وطن بنالیا تو دعا میں فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! ہمارے اندر مدینے کی اتنی محبت پیدا کر دیجیے جتنی آپ نے

مکہ کی محبت دی ہے، مدینے کی آب وہوا درست فرمادیجیے اور ہمارے لیے مدینے کے صاع اور مُد (ناپنے کے پیمانے) میں برکت عطا فرمائیے اور مدینہ کے بخار کو (حجفہ مقام) کی طرف منتقل فرمادیجیے۔ (بخاری شریف:۱/۵۵۸)

اِس حدیث شریف سے وطنِ عزیز کی محبت کا بھی بخوبی پتہ چلتا ہے، نیز اس کی اقتصادی (Economy) ترقی اور آب وہوا (Polution) کی درستگی اور صحت وعافیت کی سلامتی کی بھی فکر رکھیں؛ اس لیے وطن کی محبت فطری تقاضا بھی ہے اور شریعت کی چاہت بھی ہے۔

وطنِ عزیز بھارت میں مسلمانوں کے ملکی فرائض

ایک ملک میں ساتھ رہنے والے دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ اسلام نے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، کوئی بیمار ہو تو اس کی خدمت کریں، کوئی دکھی اور پریشان ہو تو اس کی مدد کریں، ناحق کسی کو نہ ماریں، ناحق کسی کو قتل نہ کریں، ملک کا امن اور شانتی باقی رکھنے کی کوشش اور فکر کریں، قومی فساد اور دنگے فتنوں سے ملک کو بچانے کی پورے پوری کوشش کی جائے، آپس میں امن وامان اور شانتی کو برقرار رکھیں، آپس میں ایک دوسرے کو راحت پہنچانے کی کوشش کی جاوے، ملک کی ترقی کی کوشش کی جاوے، ملک کے دشمنوں سے ملک کو بچایا جائے، ملک کی عزت اور نام دنیا میں روشن ہو اس کی کوشش کریں؛ لیکن ساتھ ساتھ میں کچھ چیزیں مذہبی (ધાર્મિક) ہوا کرتی

ہیں، دھرم اور مذہب کے معاملے میں کوئی کسی کے مذہب میں دخل گیری نہ کرے، ہر ایک اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہے۔

ملک کا دستور بھی یہی کہتا ہے کہ: ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے، بہت سی مرتبہ یہ دیکھا گیا کہ جھگڑے اور فتنے ایک دوسرے کے دھرم کے کاموں میں دخل گیری کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ اس لیے ملک کی امن وشانتی کے لیے ہر ایک مذہب والے اپنا اپنا مذہبی کام اپنے طور پر کرے، کوئی کسی کے کام میں دخل گیری نہ کرے۔

بہت سی مرتبہ یہ دیکھنے میں آیا، اخباروں میں بھی پڑھا کہ ایک دوسرے کے مذہبی تہوار اور رسومات میں دخل گیری کی وجہ سے جھگڑے فتنے ہوتے ہیں؛ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلموں کے تہوار وغیرہ کے موقع پر اپنے آپ کو بچا کر رکھے، جیسے دیوالی ہے تو مسلمان پٹاکے نہ پھوڑے، ہولی کے موقع پر کسی پر رنگ (Colur) نہ پھینکے، سنکرات (جس میں پتنگ اڑائی جاتی ہے) بھی ہندؤں کا ایک دھارمک تہوار ہے تو مسلمان پتنگ نہ اڑائے، اسی طریقے سے سال ختم ہو اور نیا سال شروع ہو تو نیا سال مبارک اس طرح کے الفاظ نہ بولے، خلاصہ یہ کہ ملک میں ایک ساتھ رہتے ہیں اس لیے مل جل کر رہے، ایک دوسرے کی خدمت کرے؛ مذہبی تہوار اور رسومات میں کوئی کسی کے ساتھ دخل گیری کا معاملہ نہ کرے؛ تاکہ ملک فتنے وفساد سے سلامت رہے۔

بہت سی مرتبہ دوسرے مذہب کے لوگ سامنے سے سلام کرتے ہیں تو

ان کو اتنا جواب دیوے کہ: ''اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی'' (یعنی سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی) یا صرف ''وَعَلَيْكَ'' یا ''هَدَاكَ اللّٰهُ'' کہہ دیوے۔

کبھی وہ کسی خاص تہوار وغیرہ کے موقع پر ہمیں مبارک بادی دیتے ہیں تو ہم لوگ خاص انداز میں جواب دے دیوے، مثلاً یوں کہوے: مالک سب کا بھلا کرے، پیدا کرنے والا سب کو ہمیشہ اچھا رکھے، پیدا کرنے والا تم کو، ہم کو، سب کو ترقی (પ્રગતિ) دیوے، پیدا کرنے والا آئندہ (ભવિષ્ય) میں ہمیشہ اچھی طرح رکھے، اس طرح کے الفاظ ان کے سامنے استعمال کردیے جاویں۔

دوسرے دھرم کے لڑکے لڑکیوں سے شادی کے مسائل

اس وقت ہمارے ملک میں ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کے ساتھ شادی بیاہ، عشق، ناجائز تعلقات (પ્રેમ-સંબંધ,) وغیرہ میں بھی آگے بڑھ رہے ہیں، یہ چیز بالکل مناسب نہیں ہے، اس سے ملک کے اتحاد اور امن وشانتی میں خلل ہونے کا بڑا خطرہ اور ڈر رہے ہے؛ لہذا مسلمان لڑکے صرف مسلمان لڑکیوں سے اور مسلمان لڑکیاں صرف مسلمان لڑکوں سے شادی کریں، اسی میں سب کا بھلا ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ

يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ. (البقرة)

ترجمہ: اور تم (اے مسلمان مردو!) مشرکہ عورتوں سے اس وقت تک شادی مت کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات یاد رکھو کہ) یقیناً ایمان والی باندی کسی بھی مشرکہ عورت سے بہتر ہی ہے، چاہے وہ (مشرکہ عورت) تم کو پسند آ رہی ہو اور تم (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں کے ساتھ نکاح مت کراؤ جب تک کہ وہ (مشرک مرد) ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات سن لو کہ) یقیناً (ایک) ایمان والا غلام کسی بھی مشرک مرد سے بہتر ہی ہے اگرچہ وہ (مشرک مرد) تم کو کتنا ہی بھلا کیوں نہ معلوم ہوتا ہو وہ (مشرک مرد و عورت) تو (کفر کے ذریعے) تم کو (جہنم کی) آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

نوٹ: ایک مذہب والوں کے دوسرے مذہب والوں کے ساتھ شادی، افیر (પ્રેમ-સંબંધ,)(પ્રેમલગ્ન) اسی وقت قائم ہوتے ہیں جب دلی محبت اور دلی دوستی قائم ہو جس کو قلبی مودت (موالات) کہتے ہیں جو شریعت کے خلاف چیز ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ قلبی موالات، دلی محبت دوسرے مذہب کے کسی مرد و عورت سے نہ کرے؛ چونکہ اس کے اندر بہت سی خرابیاں ہیں اور ایک بہت بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ دوسرے مذہب والوں کے ساتھ پھر عشق کے نکاح ہونے لگتے ہیں اور یہ چیز اسلام نے پسند نہیں کی ہے، قرآن کی نظر میں یہ غلط ہے؛ اس لیے اس سے بچنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔